حق کاپی رائٹ ... ہے۔

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

تصنیف لطیف جناب مولنا محمد قطب الدین مرحوم مغفور دہلوی

توفیر الحقوق

نظام الاسلام

تنبیہ الضالین

۱۳۲۵ھ

حسب فرمائش شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین صاحبان تاجران کتب لاہور

ہندوستان سٹیم پریس لاہور طبع شد

...ت تحریری کوئی نہ چھاپے

اطلاع - کتاب اور ... کتب شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین ورحمۃ للعالمین وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وعلی ائمۃ المسلمین وسائر المومنین اما بعد التماس کرتا ہے مسکین **محمد قطب الدین** سب بہائیوں مسلمانونسی کہ یہ کتاب ہی مشتمل ایک مقدمہ اور دو مقاصد اور ایک خاتمہ پر مقدمہ بیچ بیان سبب تالیف کے ہی اور مقصد اول بیچ بیان وجوب تقلید معین کے اور مقصد دوسرا بیچ بیان ترجیح مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اور خاتمہ بیچ بیان مضامین مناسبہ کے مقدمہ بیچ بیان سبب تالیف کے بیان اسکا یہ ہے۔ کہ بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اہل اسلام متفرق ہو گئے تہتر فرقوں پر بلکہ زیادہ بحسب فروع کے اور ہر ایک نے تمسک قرآن وحدیث سے اپنے اپنے فہم کے موافق لیکر مذہب مقرر کرلیا اور ہر ایک نے دعوی حقیت کا کر کر اپنی طرف لوگونکو کھینچنا شروع کیا اسوقت اللہ دین کہ قرون ثلثہ میں سے تھی اور ملقب بائمہ اربعہ ہیں یہ حال دیکھ کر بمقتضاے اس حدیث شریف کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خَيْرُ اُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ الحدیث متفق علیہ چاہا کہ مسائل دین کے قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر مذہب مقرر کریں تاکہ لوگ اسپر عمل کریں اور اپنے فہم کے موافق نکالسکین نہیں کیونکہ ہر زمانہ کے لوگ تنزل میں ہیں بموجب حدیث شریف مذکور کے سو ہر ایک امام نے ائمہ اربعہ میں سے جماعت شاگردوں اپنی کی کہ مجتہد فے المذہب تھی بڑی

Marfat.com

بڑی سعیان اور کوششین کرکر باین طور کہ کوئی حدیث اور آیہ اونسے پوشیدہ نہین رہے مسائل دین کے
قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکال کر مذہب مقرر کئے بعض مسائل مین متفق ہوے اور بعض
مین مختلف بسبب اختلاف اصول اور قواعد استخراج اور انبساط کے فقط پس آن ائمہ نے جبکہ اس طور پر مسائل
دین قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر لوگون کے آگے رکہے۔ تو سب لوگ کہ صلاحیت اہل سنت
و جماعت ہونیکی رکہتے تہے اونہون نے قبول کیا باین طور کہ بعضے نہیں انمیں سے حنفیہ ہونے اور اونمیں
سے مالکیہ اور بعضے شافعیہ اور بعضے حنبلیہ جیسا کہ قول علمائے دین کا بِهٖ قَالَ الْحَنَفِيَّةُ وَبِهٖ
قَالَ الْمَالِكِيَّةُ وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيَّةُ وَبِهٖ قَالَ الْحَنْبَلِيَّةُ اس بات پر شاہد محکم ہے صاحب انصافکو
اور بعضی لوگ جو اپنی ہوائی نفس کے تابع تہے بقیہ اون کے نفسون نے قبول نہ کی۔ اور
اونہون نے طرح بطرح شبہے اور کلام کرنا اور لوگونکو بہکانا اور بہکانا شروع کیا سو علمائی ربانی
نے یہ حال دیکھکر کمر ہمت باندہ کر ہمیشہ رد کرتے رہے۔ اسی طرح سے ان ایام میں بہی بعضی لوگون
نے اپنی بدعت اور عناد و حسد کے رو سے لوگونکو بہکانا اور اپنی ہوائی نفس کیطرف بلانا شروع کیا
اور بدزبانی ائمہ کے حق میں اور اُن کے اتباع کے حق میں کرنی شروع کی اور طرح طرح کے شبہے
کرنے لگے اور چند سال گزرے ہیں کہ مینی بچشم خود دیکہا تہا کہ مولٰنا و اولٰنا و مرشدنا و اوستاذنا خاتم المحدثین
مولٰنا اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طعن کرنیوالوں پر خفہ ہوتے تہے۔ کہ رنگ
آپکا سرخ ہوجاتا تہا اور فرماتے تہے کہ بدون تقلید مذہب ایک امام کے بنتی ہی نہیں اور آپ حنفی المذہب
تہے سو اس فقیر نے ایسا حال دیکھ کر اور سکر بموجب حدیث اَلنُّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ چاہا کہ ایک رسالہ واسطے
تائید حق کے لکہون کہ مشتمل ہو اوپر اثبات تقلید کے مع جواب اون شبہونکی کہ یہ کرتے ہیں اوسپر اور بیچ
بیان اون مسائل کے کہ یہ لوگ اونپر بڑی بڑی شبہے کرتے ہیں ساتھ رفع کرنے اون کے شبہون کے ساتھ
حدیثوں صحیحہ کے تا کہ معلوم ہو جاوے کہ جبکہ بڑے شبہونکا یہ حال ہے رفع ہونے مین تو اور شبہونکا
کیا ذکر ہے۔ سو مینی ایک رسالہ بعد کرنے استخارہ مسنونہ کے لکہا اور نام اوس کا تنویر الحق رکہا لیکن
چونکہ تہا وہ رسالہ خاص فہم تو چاہا مین نے کہ ایک رسالہ فقط مسئلہ تقلید میں بطور اختصار کے

عام فہم ہو تو بہتر ہے سو وہ رسالہ یہ ہے۔ اور نام اوسکا **توفیر الحق** رکھا بامید اسکے کہ اللہ تعالےٰ وافر
اور عام کرے فائدہ اِسکا خاص و عام کو واللہ الموفق والمعین والہدایۃ والتکلان **مقصد پہلا** بیچ بیان
وجوب یقین مذہب واحد کے ساتھ چند دلیلوں کے دلیل پہلی یہ ہے کہ کہا شیخ ابن ہمام حنفی نے تحریر اصول
میں اور شیخ ابن حاجب نے مختصر اصول میں اور قاضی عضد الدین نے مختصر الاصول میں اور صاحب درمختار
نے اِنَّ الرُّجُوعَ عَنِ التَّقْلِیْدِ بَعْدَ الْعَمَلِ مَمْنُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ یعنے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے کے منع
ہے بالاتفاق اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ زینیہ میں فوجب علےٰ مقلد ابی حنیفۃ العمل بہ
ولا یجوز لہ العمل علےٰ قول غیرہ لما نقل الشیخ قاسم فی تصحیحہ عن جمیع الاصولیین
انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہیٰ پس واجب ہے ابوحنیفہ کے مقلد
پر عمل کرنا اونکے قول پر اور نہیں جائز ہے اوسکو عمل کرنا اون کے غیر کے قول پر اسلیے کہ نقل کیا شیخ قاسم
نے اپنی تصحیح میں سب اصولیوں سے یہ کہ بلاشبہ نہیں صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے بالاتفاق
اور کہا ابن عبدالبر مالکی نے ان تتبع رخص المذاہب غیر جائزۃ بالاجماع ذکر کیا ہے
اسکو مسلم الثبوت وغیرہ میں یعنے ڈھونڈنا حلال اور جائز جائز چیزوں کا مذاہب سے غیر جائز ہے بالاجماع پس
جبکہ معلوم ہوئی یہ دونوں اجماع تو کہتے ہیں کہ ہم تلفیق مذاہب کے یعنی جمع کرنا دو مذہبوں کا باطل
ہوئی اور ثابت ہوئی تعیین ایک مذہب کی اور بیان اسکا یہ ہے کہ تلفیق یا تو تلفیق کریگا پہلے عمل
کرنیکے یا پیچھے عمل کرنیکے پس اگر تلفیق کریگا پیچھے عمل کرنیکے تو یہ شق باطل ہے ساتھ اجماع
ہونے کے اوپر منع ہونے رجوع کے تقلید سے بعد عمل کرنے کے پس باطل ہوئی شق اس
اجماع مذکور سے اور اگر تلفیق کرے پہلے عمل کرنے کے تو یہ شق باطل ہے ساتھ اجماع ہونیکے
اوپر منع ہونی تتبع کی رخص مذہب کے اسلئے کہ اگر جائز ہو تلفیق مذاہب کے تو اوسمیں تتبع رخص
مذاہب کا اور تتبع رخص مذاہب غیر جائز ہے بالاجماع اور یہی باطل ہے ساتھ اجماع امت کے اور
بیان اسکا یہ ہے کہ سب مجتہدین جمع ہوئے ہیں مسائل اجتہادیہ اختلافیہ میں اوپر اعتقاد اور قول کے
بایں طور کہ یہ حلال اور جائز ہے اور یہ حرام غیر جائز ہے۔ پس اگر جائز رکھی جاوے یہ تلفیق اور

Marfat.com

تتبع اور رخص مذاہب کا تو اوٹھ جاویگی حرمت جہان سے اور ہوجاویگا اجماع اوپر امر لغو کے اور غلط کے

اور یہ امر باطل ہے ساتھ قول اللہ تعالی کے وَمَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی

وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا یعنی اور جو تابع ہو سوا راستے مومنوں کے حوالہ کریں وہی

طرف جو اوسنی پکڑی اور داخل کرینگے اوسکو جہنم میں اور بری ہے وہ جگہ پھر جانیکی پس باطل ہوئی

تلفیق مذاہب کی اور ثابت ہوئی تعیین مذہب واحد کی ان دونوں اجماعوں سے اسلئے کہ تعیین ضد ہے

تلفیق کی پس جبکہ باطل ہوئی تلفیق ان دونون اجماعون سے تو ثابت ہوجاویگی نقیض اُسکی ساتھ دونون

اجماعون کے یعنی ثابت ہوئی تعیین مذہب واحد کی ساتھ دونون اجماعون کے اور دلیل

دوسری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے قرآن شریف مین اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ

بِهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا یعنے سوا اسکے نہیں کہ تاخیر کرنا بڑھاتا

ہے کفر میں گمراہ کئے جاتے ہیں بسبب اوس کے وہ لوگ کہ کافر ہوئے حلال جانتے ہیں اوسکو

ایک سال اور حرام جانتے ہیں اوسکو ایک سال پس یہ آیت صریح ہے بیچ مذمت اوس شخص

کے کہ کبھی اعتقاد کرے حلت کا ایک چیز میں اور کبھی اعتقاد کرے حرمت کا اوسی چیز میں پس جبکہ

معلوم ہوا یہ تو کہتے ہیں ہم کہ مسائل دین کے یا تو اجماعیہ ہونگے یا اختلافیہ اگر ہوں اجماعیہ تو اتباع اونکا واجب

بالاجماع ہے اور اگر ہوں اختلافیہ تو مقلد بعد اختیار کرنے مذہب واحد کے دو امر سے خالی نہیں یا تو دور کریگا اسطرح

کہ انتقال کرے ایک طرف حرمت کی اور حرمت سے طرف حلت کی باستمرار یعنی ہمیشگی کریگا اوسپر پس اگر ہو امر

اول تو یہ باطل ہے ساتھ آیہ مذکورہ کے اور اگر ہو امر ثانی یعنی استمرار تو تعیین مذہب واحد کی لازم و واجب

ہوئی ساتھ مقتضای آیہ مذکورہ کے اور دلیل تیسری یہ ہے کہ کہا جمہور نے اَنَّ الْمُجْتَهِدَ قَدْ یُخْطِیُٔ

وَقَدْ یُصِیْبُ جیسا کہ تصریح کی ہے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں اور دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فلہ اجران

واذا حکم فاجتہد فاخطا فلہ اجر واحد متفق علیہ اور اسپر

اجماع ہے اہل اسلام کا کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تحت اسی حدیث مذکور کے قال

Marfat.com

لعلماء اجمع المسلمون علی ان ذلک الحدیث فی حاکم اهل الحکم فان اجتهد

فاصاب فله اجران اجر باجتهاده واجر باصابته وان اجتهد فاخطا

فله اجر باجتهاده انتهی اور یہی مذہب چاروں اماموں کا ہے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت

میں هذا هو الصحیح عند الائمة الاربعة انتهی یعنی یہی صحیح ہی نزدیک چاروں اماموں کے یعنی امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کہتا ہی کہ ہر مجتہد مصیب ہی یہ قول اوسکا باطل و فاسد ہے کیونکہ مخالف حدیث متفق علیہ اور اجماع امت اور ائمہ اربعہ کی ہے پس جو کچھ کہ بنایا جاوے اس قول فاسد پر وہ بہی فاسد ہوا کیونکہ بنا فاسد کی اوپر فاسد کے ہے اور بنا فاسد کی فاسد پر باطل و فاسد ہے پس تمسک پکڑنا ساتھ ان تفریعات کے کہ متفرع ہیں اس قول فاسد پر اثبات لامذہبی میں بہی فاسد ہوا کیونکہ بنا فاسد کی فاسد پر ہے پس جبکہ معلوم ہوا یہ مذکور تو کہتے ہیں ہم کہ مسائل دین یا تو اجماعیہ ہیں یا مختلف فیہ پس اگر مسائل دین کے اجماعی ہیں تو اتباع فرض ہوا بالاجماع اور اگر ہوں مسائل دین مختلف فیہ تو مقلد نے جبکہ اختیار کیا ایک امام کا مذہب درباب مسائل حلت وحرمت کے تو دو امر سے یہ مقلد خالی نہیں ہے یا تو یہ ہے کہ اعتقاد اور عمل کریگا ساتھ حلت دوران کے مذاہب میں یا اعتقاد وعمل کریگا ساتھ حرمت دوران کی پس ہوا اگر امر اول تو لازم ہے اجماع نقیضین کا اعتقاد میں اسلئے کہ حرام وحلال کا اعتقاد رکھنا آن واحد میں اور یہ باطل ہے اور اگر ہوا امر ثانی تو تعین مذہب واحد کی واجب ہوئی اور وہ جب ہی اوسپر استمرار ودوام اسلئے کہ جبکہ اختیار کیا مذہب واحد کی مسائل کو قسم حلت وحرمت سے اور اعتقاد اور عمل کیا ساتھ حرمت دوران کی تو ہوگا پہرنا اس اعتقاد وعمل سے ممنوع ساتھ اوس اجماع کے کہ منعقد ہوا ہے اوپر منع ہونے رجوع کے تقلید سے بعد عمل کے جیسا کہ گزرا بیان اس اجماع کا بہت سند ون سی اور ممنوع ہوا یہ رجوع ساتھ آیۃ مذکورہ کے کہ لکہی گئی دلیل ثانی میں اسلئے کہا علما نے جیسا کہ

تصریح کی ہی ملا علی نے اپنے رسالہ میں بیچ جواب قفال کے ولذا قالوا ینبغی ان

یعتقد کل مقلد امام من الائمة ان امامه مصیب وغیر مخطی

Marfat.com

فی الجملة بناءا علی ان المجتهد قد یخطی وقد یصیب وقال بعضهم کل مجتهد مصیب

والحق هو الاول وهو المعتمد عندنا وعلیه جمهور العلماء انتهی یعنی اسیواسطی کہا

علماء نے کہ لائق ہے یہ کہ اعتقاد رکھے ہر مقلد امام کا اماموں میں سے کہ تحقیق امام میرا مصیب ہے اور

غیر امام میرا مخطا پر ہے غالبا اور کہا بعض علماء نے کہ ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے اور حق اول ہی ہے

اور یہی معتمد ہے نزدیک ہمارے اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا پس ثابت ہوا ان دلیلوں سے وجوب

مذہب واحد کا بطریق استمرار کے اسیواسطی کہا علماء نے واجب ہونا تقلید معین کا اور کہا ملا علی قاری نے رسالہ

اپنے میں کہ تالیف کیا ہے قفال کے جواب میں بل وجب علیه ان یعین مذهبا من هذه

المذاهب اما مذهب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع واما مذهب مالک واما

مذهب ابی حنیفة وغیرهم ولیس له ان ینتحل من مذهب الشافعی ما یهویه ومن

مذهب ابی حنیفة ما یرضیه لانا لو جوزنا ذلک لادی الی الخبط والخروج عن الضبط

حاصله یرجع الی نفی التکلف لان مذهب الشافعی اذا اقتضی تحریم الشیء ومذهب

ابی حنیفة مثلا اباحة ذلک الشیء بعینه او عکس ذلک فهو ان شاء مال الی الحلال وان

شاء مال [illegible] لا یتحقق الحلة والحرمة وفی ذلک اعدام التکلیف وابطال فائدته

وا [illegible] فذلک باطل انتهی اور کہا ملا علی قاری نے شرح عین العلم میں

فلو [illegible] مذهبا کابی حنیفة او الشافعی فلزم علیه الاستمرار فلا یقلد غیره

فی [illegible] ائل انتهی - اور کہا ملا جیون استاد بادشاہ عالمگیر کے نے تفسیر احمدی

میں [illegible] ا یجب علیه ان یدوم علی مذهب التزمه ولا ینتقل عنه

الی [illegible] هی اور کہا کسی مفتی مالکیہ نے الیوم من تحول من مذهب فبئس

ما صنع [illegible] سکو سیوطی نے جزیل المواهب میں کہا صاحب ہدایہ نے بیچ باب وتر کے

واذا علم [illegible] جائز عدم فساد صلوتہ کا الفصد وغیرہ لا یجوز به الاقتداء انتهی

اور کہا [illegible] ار میں بیچ بحث شفق کے قال صاحب الهدایة فی التجنیس

Marfat.com

الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفة علی کل حال انتہی اور وارد طحطاوی نے
اس عبارت کو واسطے رد کرنے قول صاحب مختار کے باب شفق میں اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ کہ کہا صاحب
طحطاوی نے ابتدای اپنی کتاب میں جائز ہونا عمل کرنیکا غیر مذہب کے مسئلہ پر سو اس سے جواز مع
الکراہیت ہے اور یہ ایسا ہی کہ جب کہتے ہیں ہم الصلوۃ خلف کل بر وفاجر جائزۃ حالانکہ صلوۃ
پیچھے فاجر وفاسق کے مکروہ ہے اور کہا قہستانی نے جامع الرموز میں وفی وتر النہایۃ انہا
غیر جائزۃ کما قال صدر الاسلام فالاحوط ان لا یصلی خلفہ کذا فی الجواہر ہذا
اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف فلا شك فی الاحتراز لم یجز بہ الاقتداء انتہی
اور کہا صاحب درمختار نے باب الامامۃ میں زاد عبد الملك نے ومخالف کالشافعی لکن
فی وتر البحر ان تیقن المراعات لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شك کرہ انتہی
اور کہا طحطاوی نے اسی کی شرح میں والظاہر ان الکراہۃ للتحریم وان راعی فیہما
دون السنن لا یترك الاقتداء لانہ واجب علی ارجح الاقوال ومراعاۃ الواجب مقدم
علی ترك التنزیہ قال الحلبی تفقہا انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نے بحر میں اما الصلوۃ
خلف الشافعیۃ فمحاصلہ فی المجتبی انہ ان کان مراعیا للشرائط والارکان عندنا
فالاقتداء صحیح والا فلا یصح ولا خصوصیۃ للشافعیۃ بل الصلوۃ خلف کل
مخالف لمذہب کذلك انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ زبینیہ میں [illegible]
مقلد ابیحنیفۃ ان یعمل بہ ولا یجوز العمل بقولہ غیرہ انتہی اور کہا [illegible] القدیر
میں فبہذا ظہر ان الصواب ما ذہب الیہ ابو حنیفۃ وان العمل [illegible] یجب
والامامۃ بغیرہ لا یجوز لہم انتہی ذکر کیا اسکو رسائل زبینیہ میں اور کہا [illegible] میں
ہذا کلہ فی قاضی المجتہد واما المقلد فانما ولاہ لیحکم بمذہب ابیحنیفۃ [illegible]
المخالفۃ فیکون معزولا بالنسبۃ الی ذلك الحکم ہکذا فی فتح [illegible]
اور کہا فتاوی عالمگیری میں باب التعزیر میں حنفی ارتحل الی مذہب الشافعی [illegible] فی

جواہر الاخلاطی[1] اور مثل اس عبارت کی فتاوی برہنہ میں بھی ہی اور تحقیق معلوم ہی بیان کرنے سبب تالیف عالمگیری کی سے یہ بات کہ تحقیق عالمگیر بادشاہ چونکہ تھا عالی ہمت امور دین میں تو ارادہ کیا یہ کہ عمل کریں لوگ ساتھ مسائل مفتی بہا کی پس تحقیق حکم کیا اوس عالی ہمت نی مشاہیر علمائے ہند کو ساتھ جمع کرنے مسائل مفتی بہا کی اس فتاوی میں تربیع کے بحث تسبیع میں لاخیر فی ان یکون

حنفیا فی بعض المسائل وشافعیا فی بعض اخر کما عرف فی مسائل

التقلید[1] انتہی اور اسپر مہر کیا ہیں علمائے حرمین شریفین[1] کی اونمیں سے عبداللہ بن سراج ہیں کہ جو سردار ہیں مکے کے مدرسوں کے اور مولوی سید عبداللہ کہ وہ مفتی ہیں مکے کے اور سید عثمان کہ وہ مدرس تھے مکے کے اور شیخ مصطفی کہ وہ حنفی اماموں کے سردار تھے اور شیخ محمد عابد سندہی کہ وہ مدینہ کے بڑے مدرس تھے مصنف طوالع الانوار حاشیہ در المختار اور شیخ صالح کہ وہ مدینہ کے مدرس تھے اور شیخ محمد ابو السعادات کہ وہ مسجد نبوی کے امام تھے اور شیخ عبد القادر اور سید محمد اور شیخ محمد محی الدین اور سید علی اور شیخ عبداللہ سواٹی لکے اور تمام مکہ اور مدینہ کے نے اسپر مہریں کیں اور کہا ابو بکر رازی شرح آثار

طحاوی میں واصحابنا لما شاھدوا الضرورۃ استحسنوا ان ینصبوا القاضی نائبا شافعیا

او مالکیا لیحکم علی وفق مذہبہ یعنی گروہ حنفیہ وقت ضرورت کے فتوی نہیں دیتی ساتھ مذہب غیر کے مگر اوس حیلہ سی کہ مقرر کرتی ہیں قاضی نائب شافعی یا مالکی تاکہ حکم کرے موافق مذہب اپنے کی باوجود اسکے کہ قاعدہ

الضرورات تبیح المحظورات مجمع علیہ ہی چاہتا ہے اسکو کہ وقت ضرورت کی فتوی ساتھ مذہب غیر کے مباح ہووے

جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ محل اسکا یہ کہ اگرچہ ضرورت مباح کر دیتی ممنوع کو بالاجماع بدلیل اس آیت مذکورہ کے لیکن اصحاب ہمارے نی استخراج کیا ہی دلیل استحسانی یہ کہ نہ کیا جاوی خلاف مذہب کے وقت ضرورت کی بھی مگر اس حیلہ مذکورہ سی اور دلیل استحسانی ایک دلیل ہی اول حنفیہ سی جیسے کہ استصحاب دلیل ہے دلیلوں شافعیہ کی سے اور مصالح مرسلہ دلیل ہے اور مالکیوں کے سے اور کہا حموی نے شرح اشباہ والنظائر میں و فی الفتح

قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب بالاجتہاد والبرہان آثم

Marfat.com

یستوجب التعزیر فبلا اجتهاد وبرهان اولیٰ انتہی اور کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے
صراط المستقیم میں کہ شرح ہی سفر السعادت کی دخانۂ این دین چہار است ہر کہ راہی ازین راہہا ودرے
ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن ودری دیگر گرفتن عبث ولہوی باشد وکارخانۂ عمل را از ضبط وربط
بیرون افگندن وازراہ مصلحت بیرون افتادن است واگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد ہم از
مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش احسن واقوی وفائدہ اش اعم واتم واحتیاط دران اکثر واوفر اختیار
کند وبراہ رخصت ومساہلت وحیلہ اندوزی نرود این طریق متاخران است وشکے نیست کہ این طریقہ
محکم تر ومضبوط تر است وگویند کہ طریقہ پیشینیان برخلاف این بود۔ ایشان تعیین مذہب واتباع
مجتہد واحد از واجبات نمیدانستند انتہی پس یہ کلام شیخ کا صریح دلالت کرتا ہے اس بات پر
کہ علمائے متاخرین التزام مذہب واحد کو واجبات سے جانتے ہیں نہ متقدمین اور اور جا شیخ
مرحوم نے کتاب مذکور میں فرمایا ہے قرار داد علمای متاخرین برین است ہو المختار وفیہ الخیر انتہی
اور کہا قہستانی نے بیچ نقایہ شرح مختصر وقایہ کی کتاب القضا میں قال ابو بکر الرازی لو قضی
بخلاف مذهبه مع العلم لم یجز فی قولهم جمیعا انتہی اور کہا صاحب درمختار نے
بیچ کتاب القضا کے وفی الوهبانیة قضی من لیس بمجتهد کحنفیة زماننا بخلاف
مذهبه عامدا لا ینفذ اتفاقا انتہی پس معلوم ہوا اس مذکور سے یہ کہ جو کچھ ذکر کیا ہے
کتب اصول میں اختلاف اس بات میں ان المقلد اذا التزم مذهبا هل وجب
علیه الاستمرار ام لا فقال البعض نعم وقال البعض الاخر لا لا واجب
الا ما اوجبه الله ولم یوجب ذلك سو وہ اختلاف بیچ اوس وجوب کے ہے
کہ جو بمعنی فرض کے ہے نہ اوس وجوب میں کہ ترک اوسکا مکروہ تحریمی ہے جو مصطلح حنفیوں
کا ہی اور یہی معلوم ہوتی ہے یہی بات اس دلیل سے کہ یہی بحث مذکور ہے بیچ کتاب اصول
شافعیہ کے اور مالکیہ کے بہی اور اون کے ہاں فرض اور واجب ایک ہی چیز ہے بلکہ حنفیہ
بہی اس اصطلاح پر کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں بیچ کتب اصول اپنے کے الامر للوجوب یعنی

اور کتاب فتح القدیر میں بھی لکھا
علمای حق نے بعضے نقل کر لیا کہ ایک
مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف
ساتھ اجتہاد اور دلیل کے [illegible]
[illegible]

[illegible]

امر واسطی فرض کے ہے پس جو شخص کہ واقف ہوگا اس اصطلاح پر دہو کہا نہیں کہا وے گا اور ناواقف
جو چاہے سو سمجھے وہ ہم پر حجت نہیں اگرچہ وہ عالم نامی ہو۔ اور تطبیق بہی اسی بات کو چاہتی ہے
اور یہی معلوم ہوا اسی مذکور سے کہ جو قول مذکور ہے کتابوں میں المختار الجواز بیچ مقابلہ منع
کے ہے معنے اوس کے المختار عدم المنع اور یہ نہیں مستلزم ہے عدم کراہت کو۔ اور
ثابت ہی کتب میں جیسا کہ قول سنت جماعت کا اِنَّ الصَّلٰوۃَ خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ
جائزۃ باوجود اوس کے کہ نماز فاسق و فاجر کے پیچھے مکروہ ہے نزدیک اونکے اور اسی طرح
کی عبارتیں کتب میں بہت ہیں جیسا کہ نہیں پوشیدہ ہی ماہر کتب پر واللہ اعلم بالصواب

مقصد دوسرا بیچ بیان ترجیح مذہب امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ
وجہوں صحیحہ کے **وجہ اوّل** یہ ہے کہ روائت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے لو کان الایمان عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء الفارس
رواہ مسلم فی باب فضل فارس اور کہا شیخ جلال الدین شافعی نے بیچ تبییض الصحیفہ
فی مناقب ابیحنیفہ کے بشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفۃ فی حدیث
اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس واخرج
الشیرازی فی الالقاب عن قیس بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناولہ قوم من ابناء فارس و
اخرج البخاری والمسلم فی صحیحیھما حدیث ابی ھریرۃ بلفظ لو کان الایمان
عند الثریا لنالہ رجل من فارس وفی لفظ المسلم لو کان الدین عند الثریا
لذھب بہ رجل من ابناء فارس حتی یتناولہ وفی معجم الطبرانی
عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان
الدین معلقا بالثریا لتناولہ ناس من ابناء فارس فھذا اصل

Marfat.com

صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ والفضیلۃ انتہی کلام جلال الدین السیوطی الشافعی۔ ذکر کیا طحطاوی نے شرح درمختار میں پس وارد ہوئیں حدیثیں اس باب میں ساتھہ لفظ جمع کے اور مفرد کے پس لفظ جمع کا ارادہ کیا گیا باعتبار اتباع کے اور لفظ مفرد کا ارادہ کیا گیا باعتبار اصل کے وہ متبوع ہیں ان اتباع کے اور اختیار کرنا خبر دینی میں اس طریق کو اشارہ ہے اس پر کہ اتباع اس شخص کے مثل اوسی کی افضل ہونگے غیروں پر مصیب ہونے میں اور قول اوسکا فہذا اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ والفضیلۃ صریح ہی اسمیں کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اسپر کہ تحقیق دین اور علم اور ایمان اگر ہو ثریا کی پاس تو البتہ جاکرے آویگا یہ شخص کہ ابناء فارس میں سی ہی۔ اور یہ کلام بطور نہائت مبالغہ کے ہی بیچ مدح مصیب ہونی اور پہونچنی حق کے اوروں کی بہ نسبت پس ان حدیثوں صحیحہ نے دلالت کی اسپر کہ یہ شخص نہائت مرتبہ مصیب ہونیکا رکھتا ہے مسائل اختلافیہ میں بایں طور کہ جب جاویگا طرف دین اور ایمان اور علم کی تو جا پہنچیگا اوسکو لیکن باقی رہی یہ بات کہ یہ شخص کون ہے سو کہتے ہیں ہم جبکہ اجماع منعقد ہوا اوپر نہ کرنے اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے تو ہوا مدار دین کا قیامت تک اوپر مذاہب ائمہ اربعہ کے اور نہ تھا کوئی ائمہ اربعہ کا ابناء فارس سے سوائے ابیحنیفہ کے تو دلالت کی ان حدیثوں نے ساتھہ اجماع کے ملکر اسپر کہ یہ شخص مذکور ابو حنیفہ ہیں اور کفائت کرتا ہی قول جلال الدین سیوطی کا بیچ وارد کرنے ان حدیثوں کے بیچ فضیلت اور بشارت ابو حنیفہ کے کیونکہ وہ اکابر محدثین اور اجلہ ائمہ شافعیہ میں سی ہی۔ پس دلالت کی ان حدیثوں صحیحہ نے ساتھہ اجماع کے ملکر اسپر کہ امام اعظم ابوحنیفہ سب سے بڑے اور زائد تر ہیں اور باب اصابت اور پہنچنی حق کے مسائل اختلافیہ اور اجتہادیہ میں اسی لئی کہا امام شافعی نے الناس کلھم عیال ابیحنیفۃ فی الفقہ اور یہ قول امام شافعی کا نہائت مشہور ہی اور سندیں اسکی بہت ہیں چنانچہ آگی آویگا اسکا ذکر پھر پوشیدہ نہ رہی کسی پر یہ خبر دینا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھہ طریق مذکور کے آگاہ کرتا ہی اسپر کہ اتباع اس شخص کے مثل اوسی فائق ہیں بیچ باب مصیب ہونیکے اسی لئی کہا میر سید شریف نے کہ محقق اور مدقق ہیں اصول و فروع میں

Marfat.com

شرح خلاصہ کیدانی میں والسلام علی ابیحنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ الذی جاھد فی دین

اللہ تعالی فاخلص اجتہادہ وجادہ وعلی اصحابہ الفائقین علی غیرھم بفضل الاصابۃ

وزیادۃ اور کہا درمختار میں قال الامام الشافعی رحمہ اللہ من اراد الفقہ فیلزم اصحاب

ابیحنیفۃ فان المعانی قد تیسرت لھم واللہ ما صرت فقیھا الا بکتب محمد بن حسن

انتہی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نے قلائد العقیان میں قال سفیان بن عیینۃ من اراد الفقہ

فعلیہ بالکوفۃ یلازم اصحاب ابیحنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ انتہی اور کہا شیخ عبدالحق

محدث دہلوی نے صراط المستقیم میں اما امام شافعی را بر بنیہ کہ چہ مدح وی در حق واصحاب وی میکند و

میگوید کہ الناس کلھم عیال ابیحنیفۃ و در شان محمد بن حسین شیبانی کہ شاگرد ابوحنیفہ است فرمود

اگر اہل کتاب از یہود ونصاری تصانیف امام محمد را ببینند بی اختیار ایمان آرند و امام محمد شش کتاب تالیف

کردہ کہ ہر یکی از آن شصت مجلد و ہفتاد مجلد بلکہ بیشتر است و امام احمد اکثر مسائل دقیق از کتب امام محمد نقل

میکرد و در آن کتب نظر میکرد و از آن استفادہ مینمود و آنچہ تقلید و اتباع امام ابوحنیفہ باحادیث و

اقوال صحابہ است دیگری را نیست انتہی اور کہا شیخ نے کتاب مذکور میں قبیل اسکے و چون احادیث کہ امام

شافعی بدان اخذ کردہ و تمسک نمودہ امام اعظم بدان تمسک نمودہ و اخذ نکردہ مردم گمان کردہ اند کہ مذہب

او مخالف احادیث است و حال آنکہ اینجا احادیث دیگر است صحیح و قوی تر از آنکہ وی رضی اللہ عنہ اخذ

کردہ و تمسک نمودہ انتہی **وجہ دوسری** یہ ہی کہ روایت ہی عمران بن حصین سی قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین

یلونھم الحدیث متفق علیہ اور یہ حدیث کتب احادیث میں بہت طریق سی مروی ہی یہانتک

کہ مضمون اسکا مشہور ہی پس یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی اسپر کہ خیریت تابعین کی زیادہ ہی

خیریت تبع تابعین سی اور امام ابوحنیفہ تابعین میں سی ہیں دیکھا اونہوں نی ایک جماعت صحابہ

کی کو ایک اونمیں سی عبداللہ بن ابی اوفی اصحابی ہیں اور ابوحنیفہ نی یہ حدیث اونسی سُنی ہے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ

Marfat.com

بیتا فی الجنۃ اور ابو حنیفہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی ایک ہی شہر کوفی کی رہنی والی تھی اور
وفات پائی عبد اللہ بن ابی اوفی نی شہر کوفہ میں ۸۷ھ میں بالاتفاق اور تھی عمر ابو حنیفہ کی دن
وفات عبد اللہ بن ابی اوفی کی سات برس کی بالاتفاق پس غور کرنا چاہیے کہ یہ دونوں ایک ہی
شہر میں ہوں اور امام کی عمر سات برس کی ہو اور وفات عبد اللہ کی کوفی میں ہو اور پھر ملاقات نکریں
آپسمیں عقل کیونکر قبول کری وجود صحابی کا عزیز تھا جہاں جہاں لوگ سنتی تھی اونکی وفات کیلئی آتی
تھی تابعی ہونیکی لئی اور یہ نعمت عظمی اوسی شہر میں ہو اور یہ ملاقات نکریں بعید از عقل یہ حال تو عقل
کا ہی اب سنو آگی حال نقل کا کچھ تھوڑا سا کہا جلال الدین سیوطی شافعی نی تبییض الصحیفہ فی مناقب
ابو حنیفہ میں قد الف الامام عبد الکریم الشافعی جزءا فی ما یروی الامام
ابو حنیفۃ عن الصحابۃ انتہی ذکر کیا اسکو طحطاوی نی شرح در المختار میں اور جزء اہل حدیث
کی اصطلاح میں اوس جیسا کہ کہا جاتا ہی یہ جزء احادیث ابی بکر کا ہی اور یہ جزء احادیث مالک کا ہی
اسی طرح کہا مولنا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نی اپنی رسالہ میں کہ اصول حدیث میں ہی اور کہا در مختار میں
وصح ان ابا حنیفۃ سمع الاحادیث من سبعۃ من الصحابۃ کما بسط فی اواخر
منیۃ المفتی وادرک بالسن عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء انتہی اور کہا
خوارزمی نی بیچ مسند امام کی قد روی ابو حنیفۃ عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وان العلماء اتفقوا علی ذلک لکنہم اختلفوا فی العدد انتہی ذکر کیا اس کلام خوارزمی
کو طحطاوی نی اور کہا ملا علی قاری نی بیچ رسالہ جواب قفال کی فانہ من بین ائمۃ المجتہدین
مختص بکونہ من التابعین دون غیرہ باتفاق العلماء المعتبرین اور تحقیق ثابت ہو اور
مقرر ہی علم اصول میں کہ مثبت مقدم ہوتا ہی اوپر نافی کی اور یہی مقتضای عقل ہی پس ثابت ہوا عقل
اور نقل سی ہونا امام اعظم ابو حنیفہ کا تابعین میں سی اور متعصبین کی دوا ہی نہیں ہی کیا نہیں دیکھتی
ہو طرف انکار کرنی روافض کی بیچ خلافت ابو بکر کی او عمر کی اور امام اعظم تو اونکی خادمول
ہیں پس جبکہ معلوم ہوا یہ تو کہتی ہیں ہم کہ جب ہوا اجماع منعقد اوپر بکر نی اوس

Marfat.com

عمل کے کہ وہ مخالف ہوا ئمہ اربعہ کے اور امام ابوحنیفہ ہیں تابعین میں سے عقل اور نقل سے تو ہوئے
خیریت ابوحنیفہ کی بیچ باب معیب ہونے کے مسائل اختلافیہ میں زیادہ اور بڑھ کر ائمہ ثلاثہ امام مالک امام
شافعی امام احمد بن حنبل سے ساتھ اوس حدیث صحیح متفق علیہ مشہور کے اور **وجہ تیسری** یہ ہے
کہ روایت ہے عبداللہ بن عمر سے انہ قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال یا ایہا الناس انی
قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال اوصیکم
باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب الحدیث رواہ
الترمذی اور کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسن صحیح انتہی پس یہ حدیث صحیح صریح دلالت کرتی ہے اس
کہ وصیت کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ لیا جاوے دین ان لوگوں سے یعنی صحابہ
اور تابعین اور تبع تابعین سے بشرط اس ترتیب مذکور کے جیسا کہ مقتضا لفظ ثم کا ہے کہ مذکور
ہے حدیث میں یعنی لیا جاوے ان لوگوں سے دین بشرط اس ترتیب کے کہ لیا جاوے دین
صحابہ سے جبتک کہ پایا جاوے پھر تابعین سے جبتک پایا جاوے پھر تبع تابعین سے جبتک پایا
جاوے یہ مقتضا حدیث صحیح کا ہے پس ہرگاہ کہ نہوا کوئی مذہب مقرر اہل سنت وجماعت کا قرن
صحابہ سے لیکر تبع تابعین تک سوائی مذہب ایمہ اربعہ کے اور منعقد ہوا اجماع اوپر نکرنے
اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہو ایمہ اربعہ کے اور تہی ابوحنیفہ تابعین میں سے نہ ایمہ ثلاثہ امام مالک
امام شافعی امام احمد بن حنبل تو دلالت کی اس حدیث صحیح نے ساتھ اس اجماع کے بلکہ اسپر کہ
مذہب امام اعظم کا لازم پکڑا جاوے جبتک کہ پایا جاوے واسطے عمل کرنیکے اس حدیث صحیح پر
اور **وجہ چوتھی** یہ کہ کہا امام شافعی نے الناس کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ
انتہی ذکر کیا اسکو ابن حجر مکی نے کہ وہ اجلہ شافعیوں میں سے ہے بیچ قلائد العقیان فی
مناقب ابی حنیفۃ النعمان کے اور صاحب سیرت شامی محمد ابن یوسف شامی نے کہ وہ
اکابر شافعیوں میں سے ہے بیچ عقود الجمان فی مناقب النعمان کے اور ابوبکر خطیب

Marfat.com

بغدادی نے کہ وہ ایک حدیث سے بیچ تاریخ بغدادی کے **اور** شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

نے بیچ مکتوبات اپنے کے جلد ثانی میں **اور** شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بیچ صراط المستقیم کے **اور**

صاحب در المختار نے بیچ در المختار کے **اور** خوارزمی نے بیچ مسند امام اعظم کے **اور** سوائے

انکے اور بہت لوگوں نے یہانتک کہ یہ قول امام شافعی کا مشہور ہے کہا خوارزمی نے مسند

امام اعظم میں والدلیل علیہ ما اشتہر واستفاض عن الشافعی رضی اللہ عنہ قال

الناس عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نے اشباہ میں

قال الامام الشافعی من اراد ان یتبحر فی الفقہ فلینظر الی کتب ابیحنیفہ

کما نقلہ ابن وھبان من حرملۃ اور کہا حموی نے شرح اشباہ میں وذکر

الحافظ الذہبی فی کتابہ المسمی بالصحیفۃ فی مناقب فقیہ الوقت

ابی حنیفۃ ان المزنی روی عن الامام الشافعی ھذہ الذی رواہ

حرملۃ **وقال** ایضا فی کتاب المذکور قال عبد اللہ بن المبارک ان

الاثر قد عرف وان احتیج الی الرای فرای مالک وسفیان ابی حنیفۃ

وابو حنیفۃ احسنہم وادقہم فطنۃ واغوصہم علی الفقہ وھو افقہ

الثلاثۃ انتہی کلام الحموی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نے کتاب مذکور میں قال

عبد اللہ ابن المبارک وتاھیک ما رایت فی الفقہ مثلہ ورایت مسعرا فی

حلقتہ جالسا بین یدیہ یسالہ ویستفید منہ ما رایت احدا قط تکلم

فی الفقہ احسن منہ قال عبد اللہ بن المبارک کان ابوحنیفۃ افقہ من

اھل زمان ولقیت الف رجلا من العلماء فلولا انی لقیت اباحنیفۃ

لکنت من افلاسین قال عمرو ما اعرف رجلا اکلم فی الفقہ احسن معرفۃ من

ابیحنیفۃ وقال وکیع ما رایت احدا اورع ولا افقہ ولا احسن من ابیحنیفۃ وقال ابراہیم

بن عکرمۃ ما رایت احدا اورع ولا افقہ من ابی حنیفۃ قال

ابو یوسف ما رایت احدا اعلم بنفس الحدیث من ابیحنیفة وقال ابو یوسف
ما رایت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابیحنیفة وقال سفیان الثوری کنا
بین یدی ابیحنیفة کالعصافیر بین یدی البازی وان اباحنیفة لسید العلماء
وقال علی ابن عاصم لو وزن علم ابیحنیفة بعلم اهل زمانه لرجح علمهم وقال
محمد بن الحسن یناظره اصحابه فی المقائس حتی اذا استحسن شیئا لم یلحقه احد
منهم فی الاستحسان قال یزید بن هارون کتبت علی الف شیخ حملت عنهم
العلم فما رایت واللہ فیهم اشد ورعا من ابیحنیفة ولا احفظ لسانا منه و
لا اعظم عقله وقال علی بن عاصم لو وزن عقله بعقل نصف اهل الارض
لرجح عقلهم وقد صنف العلامة مصنف کتاب الضخیم المسمی بسبیل الهدی
والارشاد والمشهور بسیرت الشامی محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی الشافعی
المذهب کتابا فی مناقب ابی حنیفة سماه عقود ابمان فی مناقب النعمان
وعندی نبذة منه وهو انه کان ابوحنیفة رضی اللہ تعالی عنه اخذ
العلم باوفر نصیب اما علم الکلام فقد تقدم انه بلغ فیه مبلغا
یشار الیه بالاصابع وناهیك به انه سلم الیه علم النظر والقیاس
واصابة الرای حتی قالوا فیه ابوحنیفة امام اهل الرای فیه انتهی
کلام ابن حجر المکی پس یہ کلام صریح ہے اس بات میں کہ اصابت رائی ابوحنیفہ
کی مسلم ہے مک علماء کے اور کہا ابن حجر کی نے کتاب مذکور میں ومدح المشائخ
له بالعلم والفقه والورع والامانة اکثر من ان یحصی واظهر من
ان یخفی انتهی اور کہا در المختار میں ومناقبه اکثر من ان تحصر وصنف
فیها سبط ابن الجوزی مجلدین کبیرین سماه انتصار الامام ائمة
الامصار وصنف غیره اکثر من ذلك انتهی پس یہ کہ مختصر مناقب

پس امام صاحب کے اور معلوم ہوئی ان اقوال ائمہ دین کے سے ترجیح امام اعظم کو اوپر غیروں کے

اور بیان اسکا یہ ہے کہ تحقیق قول امام شافعی کا الناس کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ مشہور ومعروف اور بہت سندوں سے ثابت ہے جیسا کہ گذرا اور اماموں سے جو قوال مذکور ہیں سب مؤید اس قول کر ہیں پس ثابت ہوا انسی فقیہ ہونا امام صاحب کا سب سے بڑھکر اور فرمایا

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین متفق علیہ پس دلالت کی اس حدیث متفق علیہ نے کہ فقیہ ہونا دین میں سب سے بہتر ہے نزدیک اللہ تعالی کے پس امام اعظم سب سے بہتر ہوے دین میں نزدیک اللہ تعالی کے ساتھ ان اقوال ائمہ دین اور حدیث صحیح متفق علیہ کے اسیواسطے اختیار کیا امام شافعی نے امام اعظم کی سب سے ...

کہا من اراد الفقہ فالزم اصحاب ابی حنیفۃ فان المعانی قد تیسرت لھم

واللہ ما صرت فقیہا الا بکتب محمد بن الحسن ذکر کیا اسکو درمختار میں اور کتابیں امام محمد کی بڑی بڑی چھ کتابیں کہ ضخامت ہر ایک کی ساٹھ ستر جلدوں سے کم نہیں جیسا کہ تصریح کی شیخ عبدالحق نے ساتھ اسکے اور گذر چکا اوپر بیان اسکا اور پوشیدہ نہ رہے کسی شخص پر کہ جو شخص کہتا ہے کہ فقیہ ہونے سے تعریف ثابت نہیں ہوتی بلکہ اعلم بالکتاب والسنہ ہونا بہتر ہے فقیہ سے سو یہ قول مردود ہے ساتھ اس حدیث متفق علیہ کے اب بکتا پہرے بکنے والا جو چاہے کافی ہے یہ حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اوسکے بکواس کے رد میں پس ثابت ہوئی ان وجوہ مذکورہ سے ترجیح امام اعظم رح کی مذہب کی اسلئے فرمایا ہے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوبات کے جلد ثانی میں مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است ببرکت ورع و تقوی و دولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ ست کہ دیگران در فہم او عاجز اند و مجتہدات او را بواسطہ دقت معانی مخالف

کتاب وسنت دانند و او را از اصحاب رای پندارند کل ذلک لعدم الوصول الی

حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراستہ

ف: جسے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی خیر کا فقیہ کرتا ہے اوسکو دین میں ۱۲

ف: جو کوئی ارادہ کرے فقہ کے حاصل کرنیکا پس چاہیے کہ لازم کرے صحبت ابی حنیفہ کے یاروں کی اسلئے کہ معاصرات دین کی تحقیق جسم ہو گئی ہیں اونکو قسم خدا کی نہیں ہوا میں فقیہ مگر ساتھ کتابوں امام محمد کے جو کہ شاگرد ہیں امام صاحب کے رضی اللہ عنہ ۱۲

ف: یہ سبب نہ پہنچنے کے ہے طرف حقیقت علم کے اونکے اور فہم اونکے اور نہ مطلع ہونے کے اوپر سمجھ اور دانائی اونکی کے ۱۲ منہ

مگر امام شافعی رحمۃ اللہ از فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت کہ الفقہاء کلہم

عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ بواسطۂ ہمیں مناسبت کہ بروح اللہ دارد تواند بود آنچہ

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ در فصول ستہ نوشتہ است عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و

السلام بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ حکم و عمل خواہد کرد بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ میشود کہ

نورانیت مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائی عظیم می نماید و سائر مذاہب برنگ حیاض و جداول

نظر می آید ناقصان چند احادیث را یاد گرفتہ اند و احکام شرعیہ را دراں منحصر ساختہ ماورای معلوم

خود را نفی مینمایند **بیت** ہر آں کرمیکہ در سنگے نہانست ✤ زمین و آسمان او ہمانست ✤ وا ویلے

ہزار وائی از تعصبہائے بارد ایشاں و از نظرہائے فاسد ایشاں بانی فقہ ابوحنیفہ است و سہ

حصہ فقہ او را مسلّم داشتہ اند و در ربع باقی ہم شرکت دارند و در فقہ صاحب خانہ اوست و دیگراں

ہمہ عیال وے انتہی کلام الربانی - اور واسطے اسی ترجیحات مذکورہ کے رہے جمہور اہل اسلام کے

ہمیشہ اوپر مذہب امام اعظم رح کی اور بعض باقی اوپر باقی مذاہب اہل اسلام کے جیسا کہ تصریح

کی ہے ساتھ اسکے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں کہ تالیف کیا ہے قفال کے جواب میں عبارت

اوسکی یہ ہے واما اتباع ابی حنیفۃ قدیما وحدیثا ففی الازدیاد فی جمیع البلاد

سیما فی بلاد الروم وما وراء النہر وولایۃ الھند والسند واکثر

اہل خراسان وعراق مع وجودہ فی کثیرین من بلاد العرب بالاتفاق

واظن انہم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المھندسین

بالاتفاق پھر کہا ملا علی قاری نے اسی رسالہ میں بعد ذکر کرنے رجوع سلطان محمود کے

طرف مذہب شافعی کے ویکفینا من السلاطین ابراہیم بن ادھم المتلمذ

لامامنا فی العلم والعمل واعراضہ من الدنیا واقبالہ علی العقبی و

الحضور مع المولی مع ان السلاطین فی کل زمان ومکان تابعون

علی مذہب النعمان کسلاطین الروم حفظہم اللہ من الحوادث

Marfat.com

والدوران وسلاطين ماوراء النهر في كل دهر وعصر وسلاطين الهند
والسند في البر والبحر اور کفایت کرتا ہے ہمکو ابراہیم بن ادہم کہ جو شاگرد ہیں ہمارے امام
کے علم اور عمل میں اور موںہ موڑنے میں اونکے دنیا سے اور متوجہ ہونے اونکے کے طرف عقبی
کی اور حضور میں باوجود اسکے بادشاہ ہرزمان اور مکان میں ثابت ہیں اوپر مذہب نعمان یعنی
ابوحنیفہ کے مانند بادشاہوں روم کی نگاہ رکھے اونکو اللہ حادثوں اور گردشوں سے اور مانند
بادشاہوں ماوراء النہر کی بیچ ہر زمانہ کے اور ہر عصر کے اور مانند بادشاہوں ہند وسندہ کے
بر و بحر میں ولعل حكمة ذلك ان اباحنيفة من ذرية كسرى الملقب بنوشيروان
العادل فحيث عدل الامام عن الدنيا واقبل على العقبى جعل الله
سلاطين الاسلام واساطين الانام من العلماء الاعلام تابعين له
الى يوم القيام حتى روى ان المهدى عليه السلام انما يحكم على وفق
مذهبه عليه الرضوان ثم ما روى الحسن بن سليمان في تفسير حديث
لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم وهو علم الامام ابى حنيفة رضى الله
تعالى عنه من الاحكام انتهى كلام القارى پس یہ جملہ اخیرہ مانند اوس جملہ کے ہے
کہ تصریح کی ہے ساتھ اوسکے امام ربانی اور خواجہ محمد پارسا نے اور وہ عبارت اوپر گذرچکی
ہے اور ساتھ اسی کے تصریح کی ہے صاحب درمختار نے اور عبارت اوسکی یہ ہے حسبك من
مناقبه اشتهار مذهبه ما قال قولا الا اخذ به امام من ائمة الاعلام وجعل
الله تعالى الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى هذه الايام الى ان يحكم بمذهبه
عيسى عليه السلام انتهى کہا یحیی بن معین نے کہ وہ امام ایمہ حدیث کے ہیں اور تبع تابعین میں
سے ہیں اور وہ صحاح ستہ کے اساتذہ میں سے ہیں اور ہیں امام جرح اور تعدیل کے جیسا کہ تصریح کی ہے
صاحب فتح الباری شارح بخاری اور ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں یحیی بن معین ثقة حافظ مشهور
امام الجرح والتعديل مات سنة ثلث وثلاثين وله بضع وستون سنة انتهى

القراءة عندی قراءة حمزة والفقه فقه ابی حنیفة علی هذا ادرکت الناس انتهی

یہ عبارت تاریخ ابن خلکان اور تاریخ خطیب محدث بغدادی میں ہے اور پوشیدہ نہ ہے کہ جو لوگ مانیہ یحیی بن معین میں تھے وہ تابعین اور تبع تابعین تھے اور قول یحیی بن معین کا علی ہذا ادرکت الناس ساتھہ تقدیم حرف علی کے فائدہ حصر کا دیتا ہے کیونکہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے جو شے کہ حق اوسکا تاخیر ہو وہ وقت تقدیم کے فائدہ حصر کا دیتی ہے جیسا کہ ایاك نعبد و ایاك نستعین پس یہ کلام یحیی بن معین کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ تابعین اور تبع تابعین فقہ ابی حنیفہ کو بہترین فقہ جانتے تھے اور اوسپر عمل کرتے تھے چنانچہ تائید کرتی ہے اسکی عبارت رد المحتار شرح در المختار کی قوله من زمنة هذه الایام فالدولة العباسية وان كان مذهبهم مذهب جدهم فاكثر قضاتها ومشائخ اسلامها حنفية يظهر ذلك لمن تصفح كتب التواريخ وكان مدة ملكهم خمسمائة سنة تقريبا انتهی اور کہا ملا علی قاری نے واما اتباع ابی حنیفة فقد بما وجدنا ففی الازدیاد فی جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم وما وراء النهر وولاية الهند واكثر اهل خراسان وعراق مع وجود كثيرين فی بلاد العرب بالاتفاق واظن انهم يكونون ثلثی المسلمين بل اكثر عند المهندسين بالاتفاق مع ان سلاطين فی كل زمان ومكان ثابتون علی مذهب النعمان كسلاطين الروم حفظهم الله من الحوادث والدعوات مع سلاطين ما وراء النهر فی كل عصر ودهر وسلاطين الهند والسند فی البر والبحر انتهی

اور جاننا چاہیے کہ ہونا لوگوں کا عیال فقہ ابی حنیفہ کا اور ہونا تابعین کا اور تبع تابعین اور جمہور اہل اسلام کا مذہب ابی حنیفہ پر اور ہونا قیاس ابو حنیفہ کا مسلم الاصابت جیسا کہ گذری نقل اوسکی صاحب سیرت شامی شافعی المذہب سے اور قول علیہ السلام کا اتبعوا السواد الاعظم اور قول حضرت کا لو كان الدين عند الثريا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی تناوله دلیل روشن ہے اسپر کہ مذہب عیسیٰ علیہ السلام کا موافق مذہب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہوگا اور مذہب ابی حنیفہ کا سب مذہبوں سے آخر تک رہیگا جیسا کہ کہا اہل کشف نے تصریح کی اسکی امام عبد الوہاب

شعرانی نے میزان میں وقال فی در المختار بعده وقد اتبعه علی مذهب کثیر من الاولیاء
الکرام ممن اتصف بثبات المجاهدة ورکض فی میدان المشاهدة کابراهیم بن
ادهم وشقیق البلخی ومعروف الکرخی وابی یزید البسطامی وفضیل بن عیاض وداؤد الطائی
وابی حامد اللفاف وخلف بن ایوب وعبد الله بن المبارک ووکیع بن الجراح وابی بکر الوراق وغیرهم
ممن لا یحصی لبعده ان یستقصی انتهی وقال الشامی فی رد المحتار فی شرح در المختار قوله لاشتهار
مذهبه ای فی عامة بلاد الاسلام بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد لا یعرف الا مذهبه
کبلاد الروم والهند والسند وما وراء النهر وسمرقند الخ ثم قال قوله الی ان یحکم بمذهبه عیسی علیه
السلام تبع فیه القهستانی وکانه اخذه مما ذکره اهل الکشف ان مذهبه اخر المذاهب انقطاعا
فقد قال الامام الشعرانی فی المیزان ما نصه قد تقدم ان الله تعالی لما من علی بالاطلاع
علی عین الشریعة رایت المذاهب کلها متصلة بها ورایت مذاهب الائمة الاربعة تجری جداولها
کلها ورایت جمیع المذاهب التی اندرست قد استحالت حجارة ورایت اطول الائمة جدولا الامام
ابا حنیفة ویلیه الامام مالک ویلیه الامام الشافعی ویلیه الامام احمد واقصرهم جدولا الامام
داؤد وقد انقرض فی القرن الخامس فاولت ذلک بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره فکما
کان مذهب الامام ابی حنیفة اول المذاهب المدونة فکذلک یکون اخرها انقراضا
وبذلک قال اهل الکشف انتهی والله اعلم وعلمه احکم

محمد قطب الدین

ذلک کله حق والاعتقاد والعمل به مستحق

محمد شمس سید نها

توقیر الحق لصحة الاعتقاد والعمل به صحیحا وویل لمن لم یعمل به [illegible]

ذلک کله حق والاعتقاد والعمل به مستحق

عبد الحمید

محمد کمال عفی عنه

یہ رسالہ توقیر الحق حرفاً حرفاً مطالعہ کیا اللہ تعالی
مصنف کو جزائے خیر دے اور سلف سے ایسا ہی دیکھا گیا ہے کہ سب کا مذہب کی تاکید میں چلا آئی ہیں۔
چنانچہ پہلے اس سے بھی ایکمرتبہ شور مچا تھا اوسکی دفع کرنے میں مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب نے بڑی کوشش
کی تھی اور رسالہ عدم رفع الیدین او منع قراۃ خلف الامام واخفاء آمین میں تالیف کیا تھا اور وہ دونوں
رسالہ مولوی صاحب کے میرے پاس موجود ہیں اور یہی پایا استاد مولوی نذیر حسین صاحب کی کو فقیہ اجل عالم یگانہ

والدی ماجدی جناب مولوی محمد عبد الخالق مرحوم کہ اونہوں نے تنبیہ الضالین میں تحریر کر کر مہر اپنی کی

ہیں من شاء فلینظر الیہ یہ رسالہ من اولہ تا آخرہ میں نے دیکھا واقع میں کتاب بے نظیر ہے اور عوام

وخواص کے دلپذیر ہے ما رایت وما سمعت مثل ہذا الشباب فان ہذا الشئ عجاب مختصر کلام یہ ہے کہ

جناب مولانا مولوی محمد اسحاق مرحوم نے مائۃ مسائل میں لکھا ہے کہ جو مذہب اربعہ کو بدعت کہے نماز نفل

اوسکی کچھ مقبول نہ ہوگی اور بہت بیان مشہور ہو جاویگی من شاء فلیطلع فیہ فی جواب سوال ستین و

ثلث اور یہ چراغ دین محمدی سی روشن ہے اسکو کوئی بجھا نہیں سکتا ونعم ما قیل ؎

چراغی را کہ ایزد بر فروزد　　ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

[illegible] تنبیہ الحق [illegible] بالقول [illegible] فی وجوب التقلید مولفہ [illegible]

کا یعنی جناب مولانا محمد قطب الدین سلامہ اللہ تعالی کا من اولہ تا آخرہ حق وصحیح و درست قابل قبول

والعمل ہے فماذا بعد الحق الا الضلال اور کسی کج فہم کی یہ خیال میں گذری کہ صاحب در مختار و حضرت

مجدد خواجہ محمد پارسا وملا علی قاری وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے جو لکھا عیسی علیہ السلام مذہب ابحنیفہ رح

پر عمل کرینگے تو یہ بات کیونکر ہوسکے کہ وہ نبی اور مجتہد ہیں اور تقلید مجتہد کی مجتہد کو حرام ہی بالاجماع

اسواسطے کہ معنی اون عبارتوں کے یہ نہیں جو یہ شخص سمجھتا ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ عیسی ع عمل کرینگے باین طور

کہ ہوگا اجتہاد اونکا موافق مذہب ابحنیفہ رہ کے ہوگا فقط واللہ اعلم بالصواب حررہ عبد المسکین

محمد ضیاء الدین　　مسکین رسالہ ہذا من اولہ الی آخرہ بنظر تعمق مطالعہ

نمود موافق مذہب اہلسنت وجماعت یافت والحق سالک مسالک مذہب واحد بر صراط مستقیم ست

خصوصا بر مذہب حنفی کہ عمود علیہ سواد اعظم است کہ اکثر از اہل اسلام تبع ابحنیفہ گزشتہ اند علیہم الرضوان

ودر اصول وفروع بر سائر مذاہب فوقیت دارند آیا نمی بینی کہ امام اعظم رح در اتباع سنت سنیہ علیہ

الصلوۃ والسلام از ہمہ ائمہ مقدم است کہ احادیث مرسل وقول صحابی را بواسطہ بزرگی صحبت خیر البشر

علیہ الصلوۃ والسلام برای خود مقدم دارد بر خلاف دیگر ائمہ رح کہ بر قیاس خود قول صحابی را تقدیم

نمیدہند عجب می کند بر آں کسانیکہ باوجود ایں احتیاط آنرا از اصحاب رائی میدانند وکلام بے ادبانہ

و ناشائستہ بہ نسبت آں بزبان میرانند حالانکہ جم غفیر از پیشینیان بر کمال فضل وعلم و ورع و تقوی او مقرانند اللہ تعالیٰ اینہارا براہ راست آورد کہ اینچنین رئیس دین را آنہا ازرسانند و متبعان آنہا کہ سواد اعظم اند نسبت بضلالت نمائند و. نہ آنجا عجب نباشند کہ در شان آن آیہ کریمہ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واقع است چرا کہ بزعم فاسد خود ایشانرا اصحاب رائی می پندارند و تابع کتاب و سنت نمی شمارند حالانکہ تارک کتاب و سنت ضال و مبتدع است بلکہ از احاطۂ اسلام خارج است این اعتقاد خاسد نمیکند مگر جاہلیکہ مقصودش ابطال نصف دین باشد ناقصی اضداد احادیث را یاد کردہ و بزعم ناقص خود احکام شرعیہ را دران منحصر دانستہ و ماسوای معلوم خود را معدوم انگاشتہ و بر تقصیر عدم فہم خود قائل نگشتہ و آنکہ نزد او ثابت نشدہ است آنرا منتفی ساختہ و زبان طعن را کشادہ مثل فرقہ خوارج و روافض گشتہ **قطعہ** قاصری گر کند این طائفہ را طعن قصور + حاش للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را + ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند + روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را + ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ؁

حررہ شیخ رحیم بخش دہلوی الملقب بمحمد مسعود نقشبندی

نظام الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا وشاکرا ومسلما

کیا جواب دیتے ہیں ای علمای دیندار ان سوالوں کا اللہ تعالی تمپر رحمت کری

پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اوٹھاتی ہیں اسپر کیا دلیل ہے؟

جواب حدیث ہی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۲۰۸ صفحہ میں عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہی مالک بن حویرث سی رض کہا کہ تہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹہاتے اپنے دونوں ہاتہوں کو یہاں تک کہ برابر کرتے اپنے دونوں کانوں کے اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ مقابل کرتے دونوں ہاتہوں سے اپنے دونوں کانوں کے لہروں کو بخاری اور مسلم نے روایت کی وَفِي الْمِشْكٰوةِ وَفَتْحِ الْقَدِيْرِ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَتَيْسِيْرِ الْوُصُوْلِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى اِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ اوسی مشکوۃ کو ۲۵۱

صفحہ میں اور فتح القدیر اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول میں وائل بن حجر سے
مقرر دیکھا اونہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کہڑے ہوئے نماز کو اوٹھائی آپنی
اپنی ہاتھہ یہانتک کہ ہوگئے وہ برابر اونکے مونڈہوں کے اور برابر کیا آپنی انگوٹھونکو اپنے
کانوں کے پہر تکبیر کہی اور ایکروایت میں ہیکہ اوٹھاتے تھے اپنی انگوٹھی اپنی کانونکے
لونگ اور اسی مضمون کی حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقائق اور لمعات التنقیح اور
بحر الرائق میں ہی لیکن مضمون میں کچھ اختلاف ہی طوالت کے خوف سی ہر ایک کتاب کی
عبارت بالتفصیل نہیں لکھی گئی **دوسرا سوال** حنفی جو ناف کے نیچے
ہاتھہ باندھتے ہیں اسپر کیا دلیل ہے؟ **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ میں
حدیث ہے عَنْ اَبِی جُحَیْفَۃَ رض اِنَّ عَلِیًّا رض اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ فِی
الصَّلٰوۃِ وَاَنْ یَّضَعَهَا تَحْتَ السُّرَّۃِ اَخْرَجَہٗ رَزِیْنٌ روایت ہے ابی جحیفہ
رض سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہے ہاتھ رکھنا نماز میں اور رکھنا اونکا
نیچے ناف کے اور احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت میں ہی حضرت علی
سے کہ فرمایا السنۃ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی سنت ہی رکھنا ہاتھ
کا دوسرے ہاتھہ پر نیچے ناف کے اور ہدایہ اور بحر الرائق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ
اور کافی میں بھی اسی مضمون کی حدیث ہی صرف لفظ میں اختلاف ہی اور
معنی میں اتفاق اور بحر الرائق میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اَنَّہٗ قَالَ ثَلَاثٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ وَذَکَرَ مِنْ جُمْلَتِهَا وَضْعُ الْیُمْنٰی
عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنے تین چیزیں ہیں پیغمبروں کی سنت سی اور بیان
کیا ان تین سے رکھنا داہنی ہاتھہ کا بائیں ہاتھہ پر نیچے ناف کے **تیسرا سوال**
حنفی جو پکار کر نماز میں بسم اللہ نہیں پڑھتے بلکہ آہستہ اسکی کیا دلیل ہی؟

۲۶

Marfat.com

بارگاہ الٰہی ہو
سے اور دیگر بزرگان عظام رضی اللہ
اجماع امت ہے اور نیز
قرآن شریف کی اور حدیث
سے اور علمائے دین اور اولیاء کرام
[illegible]
نجدی شیطان کے [illegible]
امام ابو حنیفہ [illegible]
[illegible]

جواب مشکوۃ شریف کے ۲۶۰ صفحہ میں حدیث ہے عَنْ اَنَسٍ رضی اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ
بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ انس نے کہا مقرر نبی صلے اللہ
علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضہ شروع کرتے تھے نماز الحمد للہ رب العالمین سے نکالا
اوسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کے ۲۱۰ صفحہ میں انس سے روائت ہی عن
انس رض قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ
وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اخرجہ السنۃ روائت ہی انس رض سے کہا نماز پڑھی میں نے نبی صلی اللہ علیہ و
سلم اور ابوبکر اور عثمان اور عمر رض کے ساتھ سو نہیں سُنا میں نے اونمیں سے کسیکو
کہ پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اوسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور
ابوداؤد اور مالک اور نسائی نے اور کافی میں ہے قولہ علیہ السلام
ثَلٰثٌ یُخْفِیْھِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِیَۃُ وَاٰمِیْنَ فرمایا علیہ السلام
نے تین چیزیں ہیں کہ آہستہ کہیگا انہیں امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین وروی ابن
مسعود رض عنہ مَا جَھَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّسْمِیَۃِ فِیْ
صَلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ اور روائت کیا ابن مسعود رض نے نہیں پکار کر کہا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فرض کی نماز میں اور شرح مختصر وقایہ میں ملا علی قاری
سے ہے وفی لفظ مسلم وَکَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا
مِّنْھُمْ یَجْھَرُ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَ
احمد بن حبان وَکَانُوْا لَا یَجْھَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ویسے ہی ہم [illegible] ہیں ا
اپنے [illegible] اور شوخیاں کرتے ہیں
اور اکابران کے [illegible]
ان شقیوں [illegible]
پر اعتقاد [illegible]
بھی [illegible]
اس [illegible]
سے جو [illegible]
اور حضرت امیر المؤمنین [illegible]

حرکات ناشائستہ کے باعث
اپنی جماعت سے اوسکو نکال دیا اور
علمائے حرمین شریفین نے [illegible] قتل کا
فتویٰ لکھا مگر کسی طرح بھاگ کر
[illegible]
[illegible]

ظاہر ہوا اور اوسکے سبب سے
بہت پچھوں ضعیفوں پر
علمائے دین اور حضرت
کو گمراہ بنایا جیسے صحابہ
[illegible] کی اور جاہلوں
کو دونوں کو اپنی [illegible]
خلیفہ امیر المؤمنین کے [illegible]
[illegible]

وفی اثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیہ ابن نعیم ومختصر ابن خزیمہ
فکانوا یسرون بسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت میں ہے
شروع کرتے تھے اصحاب نبی کے نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھ نہ کہتے تھے بسم اللہ
الرحمن الرحیم اور ایک روائت میں یہی ہے نہیں سنا میں نے اونمیں سے کسی کو کہ پکار کر پڑھی
بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روائت کیا اسکو نسائی اور دارقطنی اور احمد اور ابن حبان
نے سو تھے نہیں پکار کر پڑھتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی
اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ میں ہے کہ آہستہ کہتے تھے اصحاب نبی کے
بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر میں ہے قد روی الطحاوی
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ لم یجہر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالبسملة حتی مات روائت کی طحاوی نے ابن عباس رض سے پکار کر نہیں
کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو یہانتک کہ وفات پائی

چوتھا سوال حنفی نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے
اسکی کیا دلیل ہے؟ **جواب** تیسیر الوصول کے ۱۵ صفحہ میں حدیث
ہے عن جابر رض قال من صلی رکعة لم یقرأ بام القران
فلم یصل الا وراء الامام اخرجه مالک والترمذی جابر رض
سے ہی جسنے نماز پڑھی ایک رکعت اور نہ پڑھی اوسمیں سورہ فاتحہ تو نہ پڑھی اوسنے
نماز مگر امام کے پیچھے یہ حکم نہیں ہے اور پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۸۰ صفحہ
میں ہے عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا
رواه ابوداود والنسائی وابن ماجة روائت ہے ابوہریرہ رض

ہوگئی برمقدم تھا اوسمیں بھی خلل
ایک کام دین کا جو سبب
اوسکی ایسی پھوٹ ہوئی
کا مخالف بنا اور آپس میں
خاوند جورو کا اور نوکر آقا
کا اور بھائی بھائی کا اور
پڑ گئی یہانتک کہ باپ بیٹی
فساد مسلمانوں میں

گئے لوگ متفرق ہوگئے ایک
ایک کا مخالف بن گیا یہ حال
دیکھ کر اور اوس طریقے کو
خلاف حکم خدا و رسول و خلاف
مرضی حضرت امیر المومنین کے
سمجھ کر علما اور فضلا نے عموماً
اور حضرت کے خلفا نے خصوصاً
دروازہ نصیحت کا کھولا اور

سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر ٹھیرایا گیا ہے امام اسلئے
کہ پیروی کیجاوے اوسکی سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑہے
تم چپ ہو رہو روائت کیا اوسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور
جامع الاصول اور مالک کی موطا میں بھی اس مضمون کی حدیثیں ہیں اور مسند
امام ابوحنیفہ میں اور لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ اور
فتح القدیر میں ہے عن جابر رض اَنَّ رجلاً قرأ خلف النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی الظہر او العصر واومی الیہ رجل فنہاہ فلما انصرف
قال اتنہانی ان اقرأ خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتذاکرا
ذلک حتی سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ جابر سے روائت
ہے کہ قرات کیا یعنی کوئی سورہ پڑہا ایک شخص نے پیچھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے نماز ظہر یا عصر کی نماز میں اور اشارہ کیا اوسکی طرف ایک آدمی نے سو
منع کیا اوسکو پہر جب پڑہ چکا کیا اوسنے منع اوسکو پہر جب پڑہ چکا کہا اوسنے
کیا منع کیا تونے مجکو رسول صلعم کے پیچھے قرآن پڑہنے سے سو بحث ہوئی اونمیں
اور وہ سماعت میں پہنچی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے
جس کسی کا کہ امام ہو تو قرات اوسکے امام کی اوسکے لئے قرات ہے یعنی قرات
امام کی مقتدی کیلئے کافی ہے اور شیخ عبدالحق نے مشکوۃ کے ترجمے میں لکہا
ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا سب نے اسکو روائت
کیا ہے اور شرح مختصر الوقایہ میں اور جامع الاصول اور فتح القدیر میں ہے عن
ابن عمر رض انہ کان اذا سئل ہل یقرأ احد مع الامام

ہیں پھر بعد اسکے اور باتیں
فریب کے جال میں پھنسا دیتے
کرکے نادانوں کو اپنے
ہی یہی جھگڑے [illegible]
طرح یہ نئے مذہب والے
منظور ہو دیکھ لے اسی
حقیقت لکھی ہے جسکو
کی

قَالَ اِذَا صَلّٰے اَحَدُکُمْ مَعَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی
وَحْدَهٗ فَلْيَقْرَءْ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی جب سوال کیا اونسے کیا قرآن
پڑہے کوئی امام کیساتہہ فرمایا جب پڑہی کوئی تم میں سے نماز امام کیساتہہ تو کفایت کرتا ہی
اوسکو امام کا قرآن پڑہنا اور جب اکیلا نماز پڑہی تو چاہئی کہ قرآن پڑہی اور فتح القدیر
اور لمعات التنقیح میں ہی رَوٰی مُحَمَّدٌ فِیْ مُؤَطَّاهُ سُئِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ
عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ وَيَكْفِيْكَ الْاِمَامُ روایت کیا امام
محمد نے اپنی موطا میں سوال کیا عبداللہ بن مسعود کو قرآن پڑہنے کے مقتدی میں امام کے پیچھے فرمایا
چپ ہو رہو اور بس ہی تجھکو امام کا قرآن پڑہنا اور کفایہ اور کافی اور غنایہ اور نہایہ میں ہے
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَفِیْ فِيْهِ جَمْرَةٌ وَفِی الْكِفَايَةِ وَ
الْكَافِیْ قَالَ عَلِیٌّ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَاَ الْفِطْرَةَ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو قرآن پڑہی پیچھے امام کے بہرتا ہی وہ موہنہ اپنی میں چنگاری آگ کی اور کفایہ و کافی
میں ہے فرمایا علی رض نے جسنے قرآن پڑہا پیچھے امام کے مقرر اوسنے چھوڑ دی قدیم چال وعن
سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ
سعید بن ابی وقاص اور زید بن ثابت رض سے روایت ہی کہ جسنی قرآن پڑہا پیچھے امام کے
اوسکی نماز درست نہیں اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر الوقایہ اور عنایہ
میں ہی وَمَنْعُ الْمُقْتَدِیْ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَاثُوْرٌ مِّنْ ثَمَانِيْنَ نَفَرًا مِّنْ كِبَارِ
الصَّحَابَةِ ممنوع ہونا مقتدی کا قرآن پڑہنے سے روایت ہی اسکی اسّی آدمیوں
بڑے اصحابوں میں سے اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح اور شرح مختصر الوقایہ میں ہی
عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت وجابر بن عبداللہ قَالُوْا لَا تَقْرَءُوْا
خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَا تَقْرَءْ

سکھاتے ہیں جیسا علمائے
سلف اور خلف سے اور علم
فقہ سے اور تفسیروں سے
لگے علمای سنت وجماعت کے
اور اکثر مسائل شرعی سے جو اونکی
خواہش کے برخلاف روگردان ہیں
اعتقاد کرواتے ہیں پھر ایسی
باتوں سے بیچارے مسلمانوں کا
ایمان کھوتے ہیں اور جاہلوں کی

لیے ہیں مولانا محدث اور مجتہد زمن
امام [illegible] خطاب
اور قامع البدعة اور احتیاط کا
شہرت دیتی ہیں اور بیعت توبہ
دعوی کرتے ہیں اور [illegible]
[illegible] بدعت جانتے ہیں اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فضل و کرم
تعالیٰ کے [illegible]
علما کے اور فضلا کے
زنفاق اور [illegible] اور
[illegible] سے سبب
رد فقہ الایمان اور
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خلف الامام ان جهر ولا ان خافت وعن ابن مسعود رض
نحوه عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ رض نے فرمایا کہ
قرآن مت پڑھ پیچھے امام کے کسی نماز میں اور جابر نے کہا ہے نہ پڑھ تو قرآن
پیچھے امام کے پکار کر پڑھتا ہو یا چپکے اور عبداللہ بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کے
روایت ہے **پانچواں سوال** حنفی جو نماز میں آمین پکار کے نہیں پڑھتے
اونکی کیا دلیل ہے **جواب** دارقطنی نے اپنے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں
جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابیں ہیں لکھا ہے عن وائل رض انه صلی الله
علیه وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال
آمین واخفی بها صوته رواه احمد وابوداؤد روایت ہے وائل رض سے
مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین اور
پوشیدہ کی اپنی آواز اور مختصر الوقایہ میں مصنف سے عبدالرزاق محدث کی اور بحرالرائق
میں ابن شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قال اربع یخفیهن الامام
التعوذ وبسم الله واللهم ربنا لك الحمد وآمين کہا چار چیزیں ہیں کہ
پوشیدہ کہو اونہیں امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم ربنا لک الحمد اور آمین
اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ شریف کے شرح عربی اور شرح
سفر السعادت میں لکھا ہے عن عمر بن الخطاب رض انه قال یخفی
الامام اربعة اشياء التعوذ والبسملة وآمين وسبحانك اللهم
وعن ابن مسعود مثله روایت ہے عمر بن الخطاب سے مقرر فرمایا اونہوں نے
کہ پوشیدہ پڑھیگا امام چار چیزیں اعوذ باللہ اور آمین اور سبحانک اللہم اور عبداللہ
بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کی روایت ہے وفی الهدایة لقول ابن

ترجمہ پڑھی اس آیت سے اتفاق ہے اونہوں نے تو یہ کی اور جو ضدی ہیں نفسانی تھے اور جن کے سرداری کو نہیں سے سینی منظور تھی وہ شیطان ہیں اور بعض نصیحت کے بیگانہ سے اپنی ہوس سے باز نہ آئے بلکہ اور زیادہ گمراہ ہو اور لوگوں کو گمراہی بتانے لگے اور بعض لوگوں کو مسلمانوں میں پراگندہ سوا اسکے بہانے کی ... فساد کیا ہے اور یہ لوگ دجال میں یعنی زمانہ کے نائب دجال ہیں باطل کو حق میں ملانے والے ایسے لوگ اس زمانہ میں بہت ظاہر ہوئے یا اضلال روافض شیعہ میں یا مخالف میں [illegible]

٣١

میں فساد ڈالتے ہیں اور آگے ترجمہ ان لوگوں کو بیان کرتے ہیں ایسوں ہی کے حق میں اللہ تعالی نے قرآن شریف کے تیرہویں پارہ کے رکوع میں فرمایا ہے الذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه ... ویفسدون فی الارض اولئك لهم اللعنة ولهم سوء الدار [illegible]

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ... اور جامع الاصول میں ... [illegible]

الفارق الجماعة اخرجه مسلم عن عرفجة رض
وان الشيطان مع من فارق الجماعة
فان يد الله على الجماعة
من كان فاقتلوه
يفرق امة محمد كائنا
الجملة او يريد ان
فمن رايتموه فارق
تكون هنات وهنات
وسلم

روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری پیچھے بری چال ہیں گے سو جسکو دیکھو کہ جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہے تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت میں جو کوئی ہو مار ڈالو اسکو کیونکہ ہاتہ اللہ

مَسْعُوْدٍ رض اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ وَذَكَرَ مِنْهَا التَّعَوُّذَ وَالتَّسْمِيَةَ
وَالتَّامِيْنَ ہدایہ میں لکھا ہے عبد اللہ بن مسعود کی روائت سے چار چیزیں کہ
پوشیدہ کہی اونکو امام اور بیان کیا اونمیں سے اعوذ باللہ اور آمین اور تخریج
احادیث الہدایہ اور فتح القدیر میں ہے کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی
اور طبرانی اور دار قطنی اور حاکم نے روائت کی وائل سے اور اوسنے اپنے باپ سے
اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ
قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ مقرر حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر
المغضوب علیہم ولا الضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے ساتھ اسکے اپنی آواز کو۔

چھٹا سوال حنفی جو سوائے شروع کی تکبیر کے وقت ہاتھ نہیں اوٹھاتے اسکی
کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ١٢٥ صفحہ اور جامع الاصول میں ہے عن براء
قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ
اِلٰى قَرِيْبٍ مِّنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ اخرجہ ابو داؤد روایت ہے براء سے کہا
دیکہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے ہاتہوں کو اپنے کانوں
کے نزدیک تک پہر نہ دہراتے نکالا اسکو ابو داود نے اور تیسیر الوصول کے اوسی ١٢٥
صفحہ میں ہے عن علقمۃ رض قال لنا ابن مسعود رض یوما الا اصلی بکم
صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا
مَرَّةً وَّاحِدَةً مَعَ تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ اخرجہ اصحاب السنن روائت ہے
علقمہ رض سے کہا فرمایا مجھکو عبد اللہ بن مسعود نے ایکدن بتاتا ہوں میں تمکو نماز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر نماز پڑہی اور نہ اوٹھائی اپنی ہاتہ مگر ایکدفعہ شروع تکبیر
کے ساتھ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے وفی تبیین

کا ہاتہ ہے جماعت پر اور شیطان [illegible]
تیرہواں سوال [illegible] جواب
چودہواں سوال [illegible]
[illegible]
تحقیق جانو اور یقین کرو کہ
یہ طریقہ لا مذہب والوں کا
ہے خلاف حکم خدا [illegible]
[illegible]

الحقائق قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلے اللہ علیہ و
سلم و ابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ کہا
ابن مسعود نے نماز پڑھی میں نے نبی صلعم کیساتھ اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
سو نہ اوٹھائی اونہوں نے اپنی ہاتھ مگر نماز کے شروع میں وفی الکفایۃ والکا
والعنایۃ والنہایۃ قال ابن عباس رض ان العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ
رضی اللہ عنہم ما کانوا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوۃ
اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رضوان اوٹھاتے
تھے وہ اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع میں وفی شرح مختصر الوقایۃ عن
براء بن عازب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح
الصلوۃ یرفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ
ثم لا یعود روایت ہی براء بن عازب سے کہا تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب
تکبیر کہتے شروع نماز میں اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھ یہانتک کہ پہنچے دونو انگوٹھی
اونکی دونوں کانوں کی لہر تک پہر نہ دہراتے اور جامع الاصول اور بحر الرائق
او تبیین الحقائق میں ہی قال جابر رض رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لا یرفعہا حتی انصرف
اخرجہ ابو داود اور کہا جابر رضی نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
سلم کو بلند حضرت نے اپنے ہاتھونکو شروع نماز کے وقت پہر نہ اوٹھائے
اونکو جبتک کہ پڑھ چکتے نماز نکالا اسکو ابو داود نے وروی الطحاوی
والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر و ابن عباس رض ان النبی صلے
اللہ علیہ وسلم لا یرفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ

۳۴

وفی تکبیر القنوت فی الوتر وفی العیدین الحدیث روایت کیا طحاوی نے
اور طبرانی نے جو دونوں کتابیں جو معتبر حدیثیں کی ہیں اپنی سند سے کہ ابن عمر اور
ابن عباس کیطرف سے ہیں مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوٹہائے جاویں ہاتھہ
مگر سات جگہوں میں نماز کے شروع میں اور قنوت کی تکبیر جو وتر میں ہی اور عیدین کی
نماز میں آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ میں ابراہیم نخعی سے بھی بعینہ یہ حدیث مروی
ہی اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر کتابیں اور مشہور ہیں ان میں لکھا ہے
ومن قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناہ وترک فترکناہ فرمایا
ابن مسعود رض نے اوٹہائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھہ اوٹہائے ہمنے اور چھوڑ دیا
حضرت نے تو چھوڑ دیا ہمنے اوسے اور نہایہ اور عنایہ میں جو ہدایہ کی شرح ہی لکھا ہے
ان عبد اللہ ابن زبیر رض رای رجلا یصلی فی المسجد الحرام ویرفع
عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوۃ قال لہ لاتفعل
فان ہذا شیء فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ
عنہ نے دیکھا ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے مسجد الحرام میں اور وہ اوٹھاتا تھا رکوع
کیوقت اور رکوع سے سر اوٹہانے کیوقت پھر جب پڑھ چکا نماز کہا اوسکو مقرر
یہ ایک چیز ہے کہ کیا تھا اوسکو رسول اللہ صلعم نے پھر چھوڑ دیا اسکو اور تبیین الحقائق
اور شرح مختصر الوقایہ میں ہی روایت جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اریکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب
خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ شمس ای صعب جابر بن سمرہ رض نے کہا
آئے ہمارے سامنے رسول اللہ صلعم پھر فرمایا کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہوں میں تمکو
اوٹہانے والے ہاتھوں اپنے گویا دم گھوڑوں کے سخت بیقرار پکڑو نماز میں

بعض نادان اس پر دلیل لاتے ہیں کہ اول اسلام میں ... اور بیہودہ بکتے ہیں پھر ... کی فضیلت ہاتھ اوٹہانے کی

تو رذیل ہی قوم پہلے ایمان لائی تھی اور حسب شرفا عرب نام رکھتے تھے اور طعن کرتے تھے سو اسکا جواب یہ ہی کہ اونکے رذالت کو اسلام کے شرافت نے کھو دیا تھا اور طرف مقابل میں اونکے کفار تھے کہ بڑی رذالت کفر کی رکھتے تھے اور یہاں تو طرف مقابل میں

اون کے مسلمان ہیں علاوہ اسکے شرافت علمی اور عملی پر یہ قیاس نہیں ہو سکتا ... رذالت کو ... مقبول بارگاہ ہوئے ...

یعنی حرکت نہ کرو نماز میں اور نہایہ میں ہے وَجِلْنَ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ
الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ
شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ وَفِیْ کُتُبِ فِی الصَّلٰوۃِ جب دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ اوٹھاتی تہی اپنی ہاتہوںکو نماز میں رکوع کیوقت اور رکوع سی سر اوٹھانیکی وقت
تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکھتا ہوں میں تمکو اوٹھانیوالی ہاتہونکو اپنی کو دم گہوڑوں
کی جو سخت بیقرار ہوں پکڑو نماز میں اور دوسری روایت میں ٹہیری ہے نماز میں یعنی
ہاتہونکو حرکت نہ دو **ساتواں سوال** حنفی جو صبح کی نماز میں دعا
قنوت نہیں پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے؟ **جواب** حدیث ہی ہندی ترجمہ کی
پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۴۸ صفحہ میں عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَھْرًا ثُمَّ تَرَکَہٗ رواہ ابو داؤد والنسائی
روایت ہی انس رض سے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑہی مہینہ بہر پہر چہوڑ
دیا اوسکو نکالا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور اوسی کی ۴۸ صفحہ میں ہی عَنْ
اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْجَعِیِّ رض قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ ھٰھُنَا بِالْکُوْفَۃِ نَحْوًا
مِنْ خَمْسِ سِنِیْنَ کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ اخرجہ الترمذی
والنسائی وابن ماجہ روایت ہی مالک بن اشجعی رض سی پوچہا میں اپنی باپ سے
البتہ نماز پڑہی تم نے رسول اللہ صلعم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور
علی رض کے ہاں کوفہ میں قریب پانچ برس کے کیا قنوت پڑہتے تہے وہ کہا
اوس نے اے بیٹے یہ بدعت ہی نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ

Marfat.com

نے تیسیر الوصول کے ۲۳۳ صفحہ میں ہے قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ شَھْرًا بَعْدَ الرُّکُوْعِ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیْ
قَنَتَ شَھْرًا ثُمَّ تَرَکَہٗ قنوت پڑھی رسول اللہ صلعم نے مہینہ بھر بعد رکوع کے
صبح کی نماز میں اور روایت میں ابوداؤد اور نسائی کے ہی کہ قنوت پڑھی حضرت نے
ایک مہینہ پھر چھوڑ دیا اوسکو **آٹھواں سوال** حنفی جو داہنا پانوں
اوٹھا کر بایاں پانوں بچھا کر بیٹھتے ہیں اسکی کیا دلیل ہے؟ **جواب** حدیث ہی
مشکوٰۃ شریف کے ۷۵ صفحہ میں عن عائشۃ رض قالت کان رسول اللّٰہ
صلعم یَفْتَرِشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت ہی عائشہ
سے کہا بچھاتی تھی رسول اللہ صلعم بایاں پانوں اپنا اور کھڑا رکھتی تھی داہنا پانوں اپنا
نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کے ۲۲۳ صفحہ میں ہی عن علی بن عبد الرحمن
قَالَ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رض فَقَلَّبْتُ الْحَصٰی فَقَالَ لِیْ لَا تُقَلِّبِ الْحَصٰی
وَافْعَلْ کَمَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ قُلْتُ وَ
کَیْفَ رَأَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم یَفْعَلُ قَالَ ھٰکَذَا وَنَصَبَ الْیُمْنٰی وَاَضْجَعَ
الْیُسْرٰی الحدیث روایت ہی علی بن عبد الرحمن سی کہا نماز پڑھی میں نے ابن عمر کے
پہلو میں سو سرکائیں میں نے کنکریاں کہا مجکو ابن عمر نے نہ سرکا کنکریاں
اور کر تو جیسا دیکھا میں نی رسول اللہ صلعم کو کرتے پوچھا میں نے کسطرح دیکھا تمی
رسول اللہ صلعم کو کرتے کہا اسطرح اور کھڑا کیا داہنی پانوں کو اور بچھایا بائیں
کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ میں ہے عن وائل بن حجر رض قال اِفْتَرَشَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَرَفَعَ یَدَہٗ عَلٰی فَخِذِہٖ
الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی روایت ہو وائل بن حجر رض سے کہا بچھایا رسول اللہ

دعا ہے کہ اللہ تعالی جو ہدایت کا مالک ہے ہمیشہ کسی صالح عالم مسلمان کی صحبت ایسوں کو میسر کردے کہ جس میں دین اور دنیا کی خیر ہو

اے بھائیو! ان مفسدوں کی چکنی چکنی باتوں پر نہ ریجھو اور ان کو واعظ و نصیحت پر در ہو کر

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں پانو اور او ٹہایا اپنا ہاتہ اپنی بائیں ران پر اور کہڑا کیا داہنا پانو اور اوسی کتاب کے ۲۴۳ صفحہ میں ہے عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر رض قال انی ابن عمر انما سنۃ الصلوٰۃ ان تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری اخرجہ البخاری ومالک والنسائی روایت ہے عبد اللہ عمر رض کے پوتے سے کہا ابن عمر نے سنت نماز میں یہی ہے کہ کہڑا رکہی تو اپنا داہنا اور بچہاوے بایاں نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی نے وفی روایۃ النسائی ان تنصب القدم الیمنی واستقبالہ باصابعہا القبلۃ والجلوس علی الیسری اور ایک روایت میں نسائی کی سنت ہے کہڑا کرنا داہنی قدم کو اور برابر رکہنا اوسکی انگلیوں کو قبلہ کیطرف اور بیٹہنا بائیں قدم پر

نواں سوال

حنفی نماز میں جو سجدہ کرنیکے وقت پہلے گہٹنوں کو زمین پر ٹیکتے ہیں بعد اوسکے ہاتہوں کو اور سجدی سے اوٹہتی وقت پہلی ہاتہوں کو زمین سے اوٹہاتی ہیں بعد اوسکی گہٹنوں کو اسکی کیا دلیل ہے

جواب

حدیث ہے تیسیر الوصول ۲۴۲ صفحہ میں عن وائل بن حجر رض قال کان النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نہض رفع یدیہ قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن وفی اخریٰ لابی داؤد نہض علی رکبتیہ واعتمد علی فخذیہ روایت ہے وائل رض سے کہا تہے نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکہتے اپنے گہٹنوں کو پہلے اپنے ہاتہوں کے اور کہڑے ہوتے اوٹہاتے پہلے ہاتہ اپنے گہٹنوں کے نکالا اسکو اصحاب سنن یعنی ترمذی نسائی ابوداؤد نے اور دوسری روایت میں ابوداؤد کے جب اوٹہتے حضرت او ٹہتے اپنے گہٹنوں پر اور زور دیتے ہاتہوں کو اپنے زانو پر اور اوسے صفحہ میں ہے عن ابن عمر رض

٣٧

سا تہہ چہاپا جاتا ہے اسپر مہر ہے مولانا شیخ عبد الرحمن سراج کی جو سردار ہیں مکی کے مدرسوں پر اور مولوی سید عبد اللہ مکی کے مفتی کی اور سید عثمان مکی کی مدرس کی اور شیخ مصطفیٰ کی کی امام مکی ... اور ابراہیم باشا ابن محمد علی باشا کے ... اور مولانا شیخ محمد عابد سندی ... مدینہ کے مفتی ... کی اور ... سید محمد اور مولوی محی الدین اور مولوی عبد اللہ اور مولوی سید علی اور مولوی صالح ابن احمد مدینہ کے مدرس کی اور محمد ابو السعادات مسجد نبوی کے امام وغیرہ

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ اِذَا نَهَضَ مِنَ الصَّلٰوةِ منع فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بوجہہ دی آدمی اپنی ہاتھوں پر کہڑے ہونیکے وقت نماز میں اور مشکوۃ کی شرح فارسی میں شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ابن خزیمہ کی صحیح میں ہے کہ جب حضرت سجدے میں جاتے تہے گھٹنوں سے شروع کرتے اور ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدری کی حدیث میں آیا ہے کہ ہم رکہتے تہے ہاتہونکو پہلے گھٹنوں کے پہر حکم ہوا کہ رکہیں اپنی گھٹنونکو پہلے ہاتہوں کے

دسواں سوال

حنفی نماز میں جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدے کے بعد بغیر بیٹھنے کے اور بدون ٹیک لگانے ہاتہوں سے زمین پر اوٹھتے ہیں اسکی کیا دلیل ہے؟

جواب

حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح میں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهَضُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْهِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھتے تہے نماز پیروں کے سروں پر یعنی انگلیوں کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹھے اور بدون ٹیک لگائی ہاتہوں سے زمین پر اور کافی میں ہے اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ فِی رَكْعَةِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَةِ نَهَضَ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْهِ جب سر اوٹہاتی حضرت اپنا سجدے سے پہلی اور تیسری رکعت میں اوٹھتی پیروں کی انگلیوں کی جڑ پر اور فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح میں ہے اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّهٗ كَانَ یَنْهَضُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْهِ وَلَمْ یَجْلِسْ وَاَخْرَجَ نَحْوَهٗ عَنْ عَلِیٍّ رض وَكَذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَیْرِ وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَخْرَجَ عَنِ الشَّعْبِیِّ كَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

السؤال الثالث

قائلوں کی اثبات

هل یجوز للرجل الذی لیس له ملكة الاجتهاد ولا توجد فیه شرط الاجتهاد ولا یعلم اقوال الفقهاء المتقدمین ان لا یقلد باحد من الائمة الاربعة المشهورة بل یخترع من عند نفسه مذهبا خامسا قد یوافق احدها وقد یخالف جمیعها

الجواب

عنه ان الاجماع قد حصل علی حقیقة المذاهب الاربعة وتخالف ذلك فیما سواها وان الامة جمیعها قد تلقت لهذه المذاهب الاربعة بالقبول ولم یحصر ذلك لغیرها من الائمة وقد اوجب الله علی من لم یعلم ولم یکن ان یسأل اهل العلم حق الاجتهاد من الصحابة علیه الصلاة والسلام من الصحابة والتابعین من اقوال الائمة فی عصرهم وان یسأل ولا یعمل الا بما تقلیده من الائمة الاربعة لعدم الحجة فیمن سواهم قال الله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ولذا قال ابن الهمام فی التحریر وشارحه فی التیسیر وغیرهما انعقد الاجماع علی منع تقلید غیر الاربعة من المطلق بل یجب علی العوام تقلید احد الاربعة ان کان

وَسَلَّمَ يَنْهَضُوْنَ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ اَقْدَامِهِمْ اَخْرَجَ نُعْمَانُ
بْنُ اَبِي عَيَّاشٍ اَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى
وَالثَّالِثَةِ نَهَضَ كَمَا هُوَ وَلَمْ يَجْلِسْ نکالا ابن شیبہ رض نے ابن مسعود رضی
سے کہ وہ اوٹھتی تھی نماز میں اپنی پیروں کی انگلیاں کی جڑ پر اور نہ بیٹھتی تہی نکالا
ایسا ہی علی رضی سے اور ایسا ہی ابن عمر رض سے اور نکالا نعمان بن عیاش نے پایا
مینی بہت سے اصحابوں کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جب اوٹھاتے تھی اپنا
سر سجدہ سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں اوٹھتی جس حال میں تھی اور
نہ بیٹھتی

گیارہواں سوال

حنفی جو رمضان مبارک میں بیس رکعت تراویح نماز پڑھتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے

جواب

ماثبت بالسنہ میں لکھا ہی بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے اَنَّهُمْ يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ رض
بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَفِي عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رض مِثْلَهٗ یعنی صحابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کرتے تھے یعنی پڑھتے تھے حضرت عمر رض کی خلافت میں
بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کے وقت میں بھی اسطرح اور
علمائے حرمین یعنی مکی اور مدنی کے عالموں کا بھی ہمیشہ سے اسیطور پر عمل چلا
آتا ہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح فارسی میں مشکوۃ شریف کے لکھا ہے
اوسکا ترجمہ یہ ہے اور ابن شیبہ نے ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھی بیس رکعت تھی اور بعد حضرت کے عمر رض کی
خلافت تک اسی طور حال گذرا کہ ہر کوئی گھر میں اپنی پڑھتا یا مسجد میں اور
جب کچھ زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا گذرا تب اونہوں نے

في بعض المسائل الفقهية او بعض العلوم وفي عهدة المرتبة شرح مجمع التوضيح في اواجب عليك الجمهور على كل من ليس فيه اهلية الاجتهاد التقليد المذهب وروي عن ابي يوسف رح انه واجب على العامي الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء في حقه الى معرفة الاحاديث ومعانيها وتاويلاتها فناسخها ومنسوخها وخاصها وعامها ومحكمها ومتشابهها فمن لم يعلم ذلك فهو عامي فمن لم يعلم ذلك الى الجماعة وهم من الجهال منسوب الى العامة اعاذنا الله تعالى من الضلال

٣٩

خلاصہ ترجمہ کیا جائز ہے اور ہی شخص کیواجسکو قوت مجتہد کی نہو اور شرطیں اجتہاد کی اوسمیں پائی نجاویں اور فقہا کی اقوال کو نہ جانے یہ بات کہ کسی مجتہد کی ان چار مجتہدوں میں سے تقلید کرے بحکم ایک مذہب کے نکلنے کہ کبھی ان چار مذہبوں سے ایک کے موافق ہوا اور کبھی دوسرے کے مخالف جواب

خلاصہ اللہ علیہ وسلم کے زمان چار مذہب کو قبول کیا اور تمام امت بجز ان کے ہوئی اور کسی مذہب پر اجماع ہو نہ ان چار مذہبوں کا اجتماع تمام علما کا بلکہ

Marfat.com

لوگونکو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت سے پڑہنے کو حکم کیا اور نہایت تاکید
میں جامع الجوامع سے منقول ہے اَلتَّرَاوِيْحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَمَنْ لَمْ يَرَهَا
فَهُوَ رَافِضِيٌّ يُقَاتَلُ لِمَنْ لَا يَرَى الْجَمَاعَةَ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اِنَّهَا
سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهَا لَيْلَتَيْنِ وَقَدْ صَلَّاهَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ ثُمَّ تَرَكَ مَخَافَةَ
اَنْ تَجِبَ وَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلعم وَاَصْحَابِهٖ حِرْصٌ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ كَانَ
الرَّجُلُ مِنْهُمْ يُصَلِّيْ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَاَكْثَرَ وَكَذَا فِيْ زَمَنِ اَبِيْ بَكْرٍ رض فَلَمَّا
ظَهَرَ الْكَسَلُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رض خَافَ اَنْ يَبْذُرَ النَّاسَ فَالصَّحَابَةُ اتَّفَقُوْا
مَعَهٗ عَلٰى اَنْ يُصَلُّوا الْجَمَاعَةَ وَزَيَّنُوا الْمَسَاجِدَ بِالْقَنَادِيْلِ وَلَمْ يَكُنْ عَلِيٌّ
حَاضِرًا فَلَمَّا رَاَى الْجَمَاعَةَ وَالْقَنَادِيْلَ قَالَ اَقَامَ اللّٰهُ اُمُوْرَ عُمَرَ كَمَا اَقَامَ
سُنَّةَ نَبِيِّنَا فَثَبَتَ وَصَحَّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهَا عِشْرِيْنَ
رَكْعَةً وَفِي الْحُجَّةِ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ تَارِكُهَا مُبْتَدِعٌ غَيْرُ مَقْبُوْلِ
بِالشَّهَادَةِ وَهِيَ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ یعنی نہایۃ المراد میں جامع الجوامع سے
جو حدیث کی معتبر کتاب ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی
اسکو سنت موکدہ خیال نہ کرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھہ
جیسا جماعت کو سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتھہ اور اہل سنت وجماعت نے کہا ہے
کہ یہ تراویح سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے پڑہا تہا حضرت نے اوسکو
دو رات اور بیشبہ حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چھوڑ
دیا اوسکو خوف سے جو واجب نہ ہو جاوے یعنی اگر واجب ہو جایگی تو امت پر
مشکل پڑ جایگی اور تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب کو بڑا

واقف نہ ہو کہ وہ بوجھ لیوے اور عمل نکرے مگر اوس چیز پر کہ فتوے دیوے مفتی ان چار اماموں کے ایک مذہب کے موافق کیونکہ اونکے سوا اور کسی شخص کے مذہب میں دلیل کامل نہیں ہے یعنی اور کسی مذہب پر اجماع نہیں ہوا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور اسی واسطے امام ابن ہمام نے تحریر

اور اونکے افعال واقوال سے اور تابعین جس بات پر ہیں اور طریق کو نہ جانے اور صحابہ اوس شخص پر کہ اجتہاد کے خدا تعالی نے واجب کیا ہے قبول حاصل نہیں ہوا اور مذہب میں اتفاق اور کسی اور

شوق نماز پڑھنے میں رمضان کی راتونکو کوئی اونمیں سے سو رکعت پڑھتا اور
کوئی زیادہ اور اسی طرح زمانے میں ابوبکر رضہ کے پڑھتے تھے پھر جب سستی ہوئی عمر رضہ
کے زمانہ میں ڈرے اس سنت کے چھوٹنے سے تب اصحابوں نے عمر کے ساتھ
اتفاق کیا اس بات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑہیں اور مسجد کو قندیلوں سے
آرائش کریں اور اوسوقت حضرت علی رضہ حاضر نہ تھے پھر جب اونہوں نے جماعت اور
قندیلیں دیکھیں فرمایا اللہ تعالے قائم رکھے عمر کے کاموں کو جیسا اونہوں نے قائم کیا
ہماری نبی کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرت نے تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی
اور حجت جو کتاب معتبر ہے اوسمیں لکھا ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے صحابہ کے
اجماع سے اور ترک کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہے
مرد و نیز اور عورتوں کے حق میں اور جب خلفائے راشدین نے اس نماز تراویح میں اہتمام اور
التزام کیا تو ہر شخص کے حق میں وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسے سنت پیغمبر خدا کی امت
پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفائے راشدین کی ہر کسی کے حق میں سنت ہے جیسا کہ
مشکوۃ کی باب الاعتصام میں لکھا ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ
الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ لازم پکڑو اپنے اوپر سنت ہماری
اور سنت ہماری خلیفوں کی کہ رشد اور ہدایت پائے ہوے ہیں اور چنگل مارو سب تم سنتوں
پر اور سنت پکڑو ان سب کو دانتوں سے اپنے

بارہواں سوال

حنفی جو وتر کی نماز میں تین رکعت پڑہتی ہیں اسکی کیا دلیل ہے

جواب

حدیث ہے تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الوتر میں وعن عبد العزیز بن الجریج قال
سَأَلْنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَءُ فِي الْأُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى

السؤال الرابع

هل يجوز للمقلد اذا وصل اليه حديث بخلاف ظاهر مذهب ذلك المقلد ان يترك مذهبه ويعمل على ظاهر الحديث وان لم يعلم ان ذلك الحديث ماول او منسوخ او معارض عن ظاهره او صحيح او ضعيف ونحو ذلك

الجواب

وفی الثانیۃ بقل یا ایہا الکفرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد
والمعوذتین اخرجہ اصحاب السنن عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ
سوال کیا ہمنے حضرت عائشہ رض سے کہ کن سورتوں سے وتر پڑھتے تھے پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب فرمایا عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتے تھے وتر کی
پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون
اور تیسری میں قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
نکالا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے اور ابوداؤد نے اور اوسی تیسیر الوصول
میں ہے عن عائشۃ رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یسلم فی رکعتی الوتر اخرجہ النسائی حضرت عائشہ رض سے روایت
ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سلام نہیں پھیرتے تھے وتر کی دو رکعت میں یعنی وتر
کی نماز میں دو رکعت کی بعد سلام نہیں پھیرتے بلکہ تینوں رکعتوں کو ایک ساتھ
پڑھتے تھے اور ہدایہ اور تبیین الحقائق اور سفر السعادت میں ہے روت
عائشۃ رض النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث و
حکی الحسن رح اجماع السلف علی الثلث روایت ہے عائشہ رض
سے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور حسن بصری رح
سے حکایت ہے کہ اگلے لوگوں کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر اور
تبیین الحقائق میں ہے انہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث
رکعات یقرء فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل
یا ایہا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد ویقنت
قبل الرکوع پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعت پہلی رکعت میں

وسقیمھا وناسخھا ومنسوخھا فاذا اعتمد کان تارکا للواجب علیہ انتہی وھذا یقبل بظاہرہ جواز العمل بالحدیث اذا خالف ظاہر الحدیث مذہبہ اذا کان عالما بشروط الاجتہاد وما یستدل بہ وما یعرض عنہ لکن ادنی الشروط للاجتہاد ان یحفظ المبسوط کما فی السراجیۃ وافاد ابن الہمام فی فتح القدیر من کتاب القضاء ان المجتہد من یعلم الکتاب والسنۃ باقسامہما من عبارتہما واشارتہما ودلالتہما واقتضائہما وناسخہما

۴۲

ومنسوخہما ومناط الاحکام و [illegible] وشروط القیاس والمسائل المجمع علیہا [illegible] اقوال الصحابۃ [illegible] فمن [illegible] الاجتہاد انتہی وفی [illegible] ان یعمل بالاجتہاد [illegible] شرح النقایۃ [illegible] بان یکون عالما بالاصول الفقہ وعلوم الکتاب والسنۃ [illegible]

Marfat.com

سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے میں قل یاایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعا قنوت پڑھتے اور اسی طرح بحر الرائق میں بھی لکھا ہے

تیرہواں سوال

حنفی علماء کے نزدیک وہ سب حدیثیں جو اوپر کے جوابوں میں لکھی گئی ہیں نماز کے افعال کے دوسری حدیثوں کی نسبت اور دوسرے مجتہدوں کے مذہب کے موافق ہیں حدیث کے راویوں اور اونکی تحقیقات کے رو سے صحیح اور غیر منسوخ ہیں یا نہیں

جواب

یہ سب حدیثیں جو اوپر لکھی گئی ہیں حدیث کی معتبر کتابوں سے منقول ہیں اور اونکی جمع کرنیوالوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ جو حدیث صحیح پالی اوسکو اپنی کتاب میں لکھا پھر دوسری علماء اور محدثین اور فقہائی معتبرین نے بھی اون حدیثوں کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پھر اسیواسطے ان حدیثوں کو فقہ کی کتابوں میں بھی داخل کیا اور فقہ کے مسئلوں پر اون حدیثوں کو دلیل گزرانا چنانچہ جتنی حدیثیں کہ سابق مذکور ہوئی ہیں ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند اور تعین مقام کے ساتھ لکھا گیا ہے جسکو شبہ ہو تو ان کتابوں سے ملالے مثلاً امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ میں لکھا ہے کہ روایت کیا ہے حدیث اخفائی آمین کو امام احمد حنبلؒ امام احمد اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو حدیث کہ آمین پکار کر کہنے میں وارد ہے اور امام شافعی رح سے دلیل لاتے ہیں اسکو یحیی بن معین نے کہ سردار محدثوں کے اور شیخ اور اوستاد ہیں امام محمد بخاری کے جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ میں لکھا ہے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام زیلعی

معرفة علم اللغة العربية واوضاعهم ومعرفة الصحيح الثابت منها ومعرفة ما روي منها ولم يصح ولم يثبت ومعرفة المتواتر منها والاحاد ومعرفة المرسل والمنقطع ومعرفة من تقبل روايته ومعرفة من ترد ومعرفة الموضوع في اللغة ومعرفة الفصيح من اللغات ومعرفة الرديء والمذموم ومعرفة المفرد والشاذ ومعرفة الشوارد والنوادر ومعرفة المستعمل والمهمل ومعرفة المعرب ومعرفة المولد

خصائص اللغة ومعرفة اشتقاق اللغة ومعرفة المجاز في اللغة ومعرفة الحقيقة ومعرفة الاضداد ومعرفة المشترك والمتقيد ومعرفة المطلق والقلب وغير ذلك مما هذا كله يتعلق بعلم اللغة ويلائمه وعلم الصرف والنحو والمعاني والبيان والبديع ان يكون متضلعا من هذا فوق ... ويجدد منه ما هو اكثر ... فليطالع المزهر للامام السيوطي لتحقيق ما اشرنا اليه ... بعد المجتهد ومن اراد ... الاسمي ونسالنا فضل الله

نے تبیین الحقائق میں لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ یُجْھَرُ بِھَا عِنْدَ الْجَھْرِ بِالْقِرَاءَةِ
بِحَدِیْثِ وَائِلٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ
اٰمِیْن وَمَدَّ بِھَا صَوْتَهٗ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهٗ یَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ فَلَا یَلْزَمُ
حُجَّةً اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثوں کے نزدیک معتمد علیہ ہیں فتح القدیر میں اس
حدیث کو معلول کہا ہے اور اسی طرح ہے وہ حدیث جسمیں مذکور ہے کہ حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا اور پہر اور تکبیروں کے
وقت نہیں بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے جیساکہ شیخ
عبدالحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے ترجمہ اور سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی
گفت حدیث ابن مسعودؓ حسن است اور اسی طرح بڑی بڑی محدث علماؤں نے اس
حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہے جیساکہ ابوداؤد نے اور طیالسی نے اور ابویعلی نے
اور حاکم نے اور کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کے روسے یا اپنی مذہب کے
رعایت سے یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے اوسنے سنا تہا یا جسکے وسیلہ سے اوسکو
پہونچا تہا وہ راوی معتبر نہ تہا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا کچھ
معتبر نہیں ہے اگر ہو تو اوسکی حق میں اور اوسکی زعم میں ضعیف ہوگا اسواسطے کہ
استاد اوسکا ضعیف تہا ہماری علماء محدثین اور فقہائی محققین کے نزدیک تو
معتبر اور صحیح اور ثابت ہے کیونکہ اونکی استاد جس سے اونہوں نے سنا تہا وہ
سب عادل اور فقیہ تھے اور سب علمائی حنفی کا ان سب حدیثوں پر عمل ہے پس بیشک
انکے نزدیک یہ حدیثیں غیر منسوخ ہیں اسواسطے کہ منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں بلکہ
علمائے حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے کی منسوخ ہے جیساکہ
عنائہ اور نہ اونکا فعادہیں کہ ہر شہر میں مسلمانوں کے مشہور ہے اور بڑی

معتبر کتابوں میں لکھا ہے قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تَرَکَ النَّاسُ الْجَھْرَ بِالتَّامِیْنِ وَمَا تَرَکُوْا اِلَّا لِعِلْمِھِمْ بِالنَّسْخِ یعنے لوگوں نے شور کرکے آمین کہنا چھوڑ دیا اور نہیں چھوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل ہوا اونکو اوسکے منسوخ ہونے پر اصلا اسیطرح حدیث رفع یدین کی ہی منسوخ ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے اور ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ میں ابن زبیر رض سے روایت ہے کہ قَالَ مَہْ یَا ھٰؤُلَاءِ اِنَّ ھٰذَا الشَّیْءَ فَعَلَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ یعنی نہ کرا ے فلانے رفع یدین کیونکہ اس رفع ید کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا تہا پہر چھوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ میں عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعْنَاہُ وَتَرَکَہٗ فَتَرَکْنَاہُ یعنے جب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تہا ہمنی ہی کیا تہا اور جب اور جب چھوڑ دیا ہمنی ہی چھوڑ دیا اوسے

چودہواں سوال

اگر کوئی ظاہر میں حنفی کہلاوے اور حقیقت میں کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ ان حدیثوں کے برخلاف عمل کرے اور اونکو صحیح نہ جانے اور دوسرے حنفیوں کو برخلاف اوسکے سکہلاوے اور دوسری حدیثوں کو وہ اون حدیثوں کی بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجھے اور دوسروں کو سمجھاوے اور لوگوں کو فقہ کی کتابوں سے بد اعتقاد کرواوے اور یوں کہے قرآن اور حدیث میں جو پاؤ عمل کرو فقہ کی بات نہ منو اور تقلید کسی کی خصوصاً حنفی مذہب کی مت کرو اور حنفی علمائی کے فتوی اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکے سبب لوگوں میں سخت

جواب

اختلاف اور بڑی لڑائی پڑے اور آپسمیں ایکدوسرے کی توہین اور تحقیر کرے بلکہ اگلے علمائے حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق میں کلمہ حقارت کا کہی تو وہ حقیقت میں اگلی حنفی علمای کا بلکہ تینوں اماموں کا مخالف ہو اور اون بڑے علما کو بہ نسبت اپنی بے علمی اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہیں اور ایسی حرکت سے اوسکی جو یہ سینکڑوں برس سے علماؤں نے دین محمدی میں چار مذہب حقہ قرار دیکر متفق ہو گئے تھے اور جمعیت باندہی تہی اوسکی جمعیت اور اتفاق کو توڑکر لوگوں کو خصوص عوام مسلمانونکو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہیں

جواب

تیرہویں سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وہ سب حدیثیں علمائی حنفی کے نزدیک صحیح اور غیر منسوخ ہیں پس جو کوئی اونکو غلط سمجھی اور صحیح غیر منسوخ نہ جانے اور اوپر عمل نکرے وہ شخص البتہ علمائی حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ مقلد کسی کا نہوا تو بی شبہ سب کا مخالف ٹہیرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہیں کرتا اور ان حدیثونکو صحیح اور غیر منسوخ نہیں سمجھتا بلکہ اپنی گمان میں خلاف اوسکی بوجہتا ہے بلکہ وہ اور حنفیونکو اون حدیثوں پر عمل کرنیسے باز رکہتا ہی اور برخلاف اوسکی سمجھاتا ہے اور ترغیب دیتا ہے اور اون سے بداعتقاد کرواتا ہے تو بیشک اون بزرگ علما کو اپنی نسبت بعلم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے اور بے شبہ مسلمانوں کی جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہے اور لوگوں کے دل میں شک اور تردد ڈالتا ہے اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پہیرتا ہے اور اون علمای سی بداعتقاد کرواتا ہی اور جب عوام اوسکی ایسی باتوں اور حرکت سی اور برخلاف سمجھانیسے علمای حنفی اور اونکی کتابونکو برا کہتے اور اونکی حقارت کرتے ہیں اور اونکی تقلید کو برا جانتے ہیں تو بیشک وہ لوگونکو ہدایت سے باز رکہنے والا ہوا اور گمراہ بنانیوالا

پر ہو سکتا ہے کہ عالم ہو فقہ کے اصول یعنی قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کو خوب جانے اور سب علم جو مجتہد کو ضروری ہے اوس سب سے بھی خوب واقف ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ خالی قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کے جاننے سے ہی مجتہد نہیں ہوتا ہے بلکہ اسکے

اشتقاق
لغت کا اور حقیقت اور
مجاز لغت میں اور ترکیب
اور اضداد اور منطق
اور تشبیہ اور قاعدہ علم بیان
سے کا اور قاعدہ علم ... کا اور
اور ان سبھی سوا ... ہیں
تعلق ہیں اور جو کوئی ان
سب کو نہ جانے وہ ہرگز
فاضل نہیں ہے مجتہد تو
فاضل نہیں ہے اور اسکے بعد اور
کیا ہو سکتا ہے اور ضرور ہیں
ہیئت سے علم عربی بھی ضرور ہیں
کہ ادن سب میں کمال اور فضل
کہ ادن سب صرف اور نحو اور
ہو جیسا صرف اور بیان اور بدیع
بلاغت اور بیان اور بدیع
اور علم اصول فقہ اور اصول
حدیث اور اصول تفسیر اور
حسب باتوں اصولیوں نے

تحقیق کی ہے اور محدثوں نے
رعایت کی ہے اس سب کو بھی
خوب سمجھی اور یاد رکھی اور
استقدر کفایت نہیں کرتا ہے کہ
مشکوٰۃ کو یاد کیا ہو اور اجتہاد
کیواسطے یہی ضرور ہے کہ علمای
جرح اور اقوال کا حافظ ہو اور
قوت اور استعداد رکھتا ہو
ترجیح دے سکے بغیر تقلید کسی کی
کے رتبے کی
اور اگر کسی کے
راوی کی جرح کری یا فضل
کرے تو وہ مجتہد ہی
مقلد ہو یا حنفی یا مجتہد
باوجود اس بات کے
وہ مجتہد سے بہا گئے ہی
اور اوسکو اس مجتہد کی
جائز نہیں

پندرہواں سوال

اس والا شہر اد دلیلیں اسکی آگے آتی ہیں گروہ کا یہ حال ہے کہ حنفیوں کی جماعت سے دور رہتے ہیں اور جن جن مسجد وں میں بڑی بہاری جماعت حنفیونکی ہوتی ہے حاضر نہیں ہوتے خصوصًا جس مسجد میں حنفی علمای حاضر ہوں نہیں جاتے اور اونکی اقتدا نہیں کرتے بلکہ اوس جماعت کو چھوڑ کر اپنے گروہ کے ساتھہ ہوکر دوسری جماعت کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اسی طرح سمجھاتے ہیں اور ائمہ حنفیہ کو بُرا کہتے ہیں اور اونکی اور اونکی کتابوں کی حقارت کرتے ہیں اور دوسرے سے بھی کرواتے ہیں اور اونکے مقلدونکو بُرا جانتے ہیں اور اکثر مسائل میں فقہ کی خلاف کرتے ہیں اور حنفیونکو اونکے خلاف مذہب کی باتیں سکھلاتے ہیں اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت اور اپنے زعم کے موافق اعتراضات کرتے ہیں اور اونکو علمائی حنفی اور کتاب حنفی سے بداعتقاد کرواتے ہیں اور اونسی اور دوسری حنفیوں سی لڑواتی ہیں اور اونکی آپسمیں خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتے ہیں اور عداوت اور کینہ اونکے اقربا اور دوستوں میں ڈالتے ہیں یہانتک کہ اونکی آپسمیں بیٹھنا اور کہانا اور پینا اور ایک جماعت میں نماز پڑہنی بالکل موقوف ہوجاتی ہے اور علمای جب اونکو وعظ اور نصیحت کرتے ہیں کہ ایسی فتنہ اور فساد کو چھوڑ دو اور ایسے افعال سے باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہیں پہرتے بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتے ہیں اسیطور کی بہت سی گفتگوئیں کرتے ہیں اور بہت سے کام کرتے ہیں کہ تفصیل کو اونکے ایک دفتر چاہئے بلکہ متعذر ہے تو یہ سب اقوال اور افعال اونکے شرع شریف میں قبیح اور بُرے اور وہ لوگ مفسد ٹہیرے اور قرآن اور حدیث میں ایسے افعال کی مذمت اور بُرائی مذکور ہے یا نہیں اور جسکو قوت اور قدرت

واما السؤال الخامس فی انه هل یجوز للعامی تقلید من لیس له ملکة الاجتهاد ام لا

[illegible]

ہو جیسا کہ حاکم یا نائب اوسکا تو ایسے مفسدوں کو سزا دینے اور جسکو اسقدر طاقت
ہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اسکی بہی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز
کرنا اور کنارے رہنا اور دل سے برا جاننا لازم ہے یا نہیں **جواب** اون
لوگوں کا جب یہ سب حال ہے تو بیشک سب افعال اور اقوال اونکی قبیح اور شنیع
اور وہ لوگ دین میں مفسد ہیں اور قرآن اور حدیث میں اسطرح کے افعال اور
اعمال کی بہت مذمت آئی ہے اور بادشاہ اور نائب کو اونکی سزا دینی اون لوگونکو
اور جسکو قدرت ہو تو اون کو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانونکو ایسی گروہ سے احتراز
اور کنارہ کرنا اور اونکے ساتھہ صحبت نہ رکھنا اور دل سے برا جاننا واجب اور لازم ہی
جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف میں تیرہویں سیپارہ کے نویں رکوع میں فرمایا ہی
قال وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ الى وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ
وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ یعنے جو لوگ فساد ڈالتے ہیں ملک میں ایسی لوگ اوپر لعنت
ہی اور اونکو ہی برا گہر اور بیسویں سیپارہ کے گیارہویں رکوع میں لکہا ہی قال اللہ
تعالی وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ یعنی اور
نہ چاہ فساد ملک میں مقرر اللہ نہیں دوست رکہتا ہے فساد ڈالنے والونکو اور دوسرے
سیپارہ کے نویں رکوع میں ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالی دوست
نہیں رکہتا فساد کو اور جامع الاصول میں ہے عن عرفجة رض قال رأيت
رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِىْ هَنَاتٌ وَ
هَنَاتٌ فَمَنْ رَاَيْتُمُوْهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ اَوْ يُرِيْدُ اَنْ يُفَرِّقَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ كَائِنًا
مَنْ كَانَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْمُفَارِقِ
الْجَمَاعَةِ يَرْكُضُ [illegible] روایت ہی عرفجہ رض سی کہا دیکہا میں رسول اللہ صلعم

[illegible]

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتے سو فرمایا حضرت نے نزدیک ہے کہ میری پیچھے بری
چال پھیلی گی سو جسکو دیکھو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہے تفرقہ
ڈالنے کا محمد کی امت میں جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتھ ہے جماعت
پر اور متفرق شیطان ہے ساتھ جدا ہونیوالیکے ٹھوکر مارتا ہوا لیکن اسقدر جاننا چاہئے
کہ ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہونچتا ہے دوسرے کو نہیں کیونکہ اسمیں فساد اور
زیادہ ہوگا اور مشکوۃ کے باب الاعتصام میں ہے وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّ مَنْ
شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی یعنی اکثر علما جس طرف ہوں اونکی بیعت
کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سے اور نکلا اجماع جمہور علما کے سے تو ڈالا
جاویگا وہ جہنم میں وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ
مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی کہا ابن عمر رض نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے کہ بیشک خدا تعالی نہیں جمع کرتا ہے میری امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت
جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب ہوگا خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے
یعنی اللہ تعالی بیشک جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے جو کوئی جماعت سے
نکلیگا اور اونکے طریقے کو چھوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا وہ جہنم کی آگ میں اور مشکوۃ
کے باب الامر بالمعروف میں ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رض عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ
فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ

الایات الا انک لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون فمن لم یکن له الا ... فالواجب علیه ان یقلد احدا من الائمة الاربعة ولا علیه ان لا ...

فمن قلد منهم ... الذی رای الی نفسه ... وهو معزول عنها ... فاذا اعتقد ... منهم انه ... سبحانه وتعالی ... الله تعالی امین ... المهالک امین ...

الاِیْمَانِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم میں
سے دیکھے بُرے کام کو تو چاہئے کہ تغیر دیوے اوسکو اور باز رکھے اوسکو اپنے
ہاتھ سے یعنے مارنے اور توڑنے اور کرنے سے جسطرح سے ہوسکے اگر قدرت رکھے
اوسکی پھر اگر ہاتھ سے قدرت نرکھے تو زبان سے تغیر دے یعنی منع کرے اور ڈانٹے
او سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے پھر اگر زبان سے بھی طاقت نرکھے تو دل سے
اوسکو تغیر دے یعنے دل سے اوسکو برا جانے اور اوس سے دُور رہے اور اوس
سے صحبت نرکھے اور خالی دل سے بُرا جاننا ضعیف تر ایمان کا ہے یعنی ادنی درجہ
ایمان کا یہ ہے کہ دل سے تو بُرا جانے اور اسی بات پر ابوبکر صدیق رض سے
روائت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مَا مِنْ قَوْمٍ یُّعْمَلُ فِیْهِمْ
بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا یُوْشِكُ اَنْ یَّعُمَّهُمْ
بِالْعِقَابِ یعنی نہیں کوئی قوم کہ کئے جاویں اونکی درمیان بُرے کام پھر وہ قوم
قدرت رکھے دفع کرنے پر اوسکے پھر اوسکے ساتھ اوسکو دفع نکریں تو نزدیک
ہے کہ گھیر لیوے ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوۃ شریف کی جلد رابع کے ۱۱۳
صفحہ میں باب الامر بالمعروف میں لکھا ہے وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی عَلَیْكُمْ
اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتُ
عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ
تَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰی اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّهَوًی مُّتَّبَعًا وَّدُنْیَا
مُّؤْثَرَةً وَّاِعْجَابَ كُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَیْكَ
نَفْسَكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَاءَكُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ كَانَ
كَمَنْ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ

لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ
وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّكْرَ
کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
اصحاب کی روایتوں کو جیسا
تمام حدیثوں کو اور اون کے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
قرآن واقف ہو اور قرآن ...

جو کوئی ایسی کمال مہارت کلام الہی اور احادیث نبوی اور آثار صحابہ میں نرکھتا ہو جیسا کہ اگلے مشہور مجتہدین میں تھی تو اوسپر واجب ہے کہ وہ پیروی کرے کسی ایک مجتہد کی چاروں میں سے اور نہیں پہونچتا اوسکو اپنی سمجھ پر چلنا اور حدیث کرنا پھر جو کوئی پیروی

۵۰

قالوا یا رسول اللہ اجر خمسین منہم قال اجر خمسین منکم رواہ الترمذی
وابن ماجۃ روایت ہے ابی ثعلبہ سے تفسیر میں اس آیت کے علیکم انفسکم سو
کہا ابی ثعلبہ رض نے سن رکھو قسم خدا کی میں نے پوچھا ہے اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیا چھوڑ دیں ہم اس لحاظ سے امر معروف اور نہی منکر کرنا فرمایا حضرت
نے نہ چھوڑو بلکہ لوگونکو اچھی باتیں بتاؤ اور بُری باتوں سے باز رکھو یہانتک کہ دیکھے
تو اسے سننے والے بخل کی صفت کہ آدمیونمیں کہ اوسکی تابعداری کیجاتی ہے اور
دیکھی تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کیجاتی ہے اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار
کیجاتی ہے آخرت پر اور دیکھی اچھا جاننا اور بہتر سمجھنی ہر ایک سمجھنے والیکو اپنی سمجھ
اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالموں کی طرف بلکہ آپ ہی فتوی اپنی خاطر خواہ اور
اپنی سمجھ کے موافق دینا اور دیکھے تو اس کام کو جس سے تو الگ نہیں ہو سکتا یعنی ایسا
کام بُرا لوگوں میں رواج پایا ہو کہ اکثر لوگونمیں رہنا اختیار کرے تو اختیار تیری طبیعت
اودہر رجوع کرے اور اوس میں جا پڑے یا مطلب یہ ہے کہ ایک کام ضروری تجھے
درپیش ہو کہ جسکی تجھکو احتیاج ہے اور اوسکو چھوڑنا مشکل ہے سو اگر امر و نہی
لوگونکو کرے تو اوسمیں خلل واقع ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ تجھکو کچھ چارہ اور اختیار
اوسپر نہو یعنی تو لوگونکو منع نکر سکتا ہو پس ان باتوں کو لحاظ کرکے اپنے تئیں سنبھال
اور بچا رکھ آپ کو بُرے کاموں سے اور چھوڑ دے عوام لوگونکو الگ ہو جا اونسے
اور اونکی کاموں کی پکڑ نہ کر کیونکہ مقرر آخری زمانہ میں ایسے دن تمہارے سامنے
آنیوالے ہیں کہ جسمیں تمکو صبر کرنا چاہیے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر جسنے
صبر کیا اون دنوں میں گویا اوسنے آگ کی چنگاریاں ہاتھ میں لیں ایسے
وقت میں شریعت کے حکم پر چلنے والے کو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب

السؤال الثالث فیہ
فی انہ ھل یجوز العمل بظاہر الکتاب فانہ من اقسام الکتاب الحدیث الظاہر والنص والمفسر والمحکم والمأول والخفی والمشکل والمجمل والمتشابہ وغیرھا والمجمل والناسخ والمنسوخ ولا یعرف بین اقسام الحدیث وایضا لا یعلم الصحیح والحسن والضعیف من الصحیح علیہ تقلید وغیرھا ام یجب علیہ باقوال الفقہاء عالم متقلد یعنی وتقلید مجتہد انما اجزاء من

فالجواب

یعمل الحدیث ... فانہ لا یخفی ...

کلام التفسیر الاحمدی ... ھذا فی جواب السوال الثالث ... علی ابن الھمام ... الاجتہاد ... کما وصفہ السائل ... الاربعۃ ... کما افادہ الشیخ ... السند ... الاجتہاد فھو المراد ... للمتفقہ ...

ملیگا جو اوسکے عمل کے برابر عمل کرتے ہیں اور اس آفت میں پھنستی نہیں اور اس زمانہ میں نہیں ہیں عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیونکا جو اونمیں سے نہیں فرمایا نہیں بلکہ پچاس آدمیونکا ثواب جو تم میں سے ہیں روائت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبدالحق دہلوی کے ترجمہ کیا گیا ہے اور چوتھی جلد شرح فارسی مشکوۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ میں ۴۳۵ صفحہ کے درمیان یہ حدیث ہے عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ روائت ہے جابر سے کہا سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے پیدا ہونگے قیامت کے قریب جھوٹے لوگ سو بچو تم اونکی برائیوں سے اور مراد جھوٹوں سے یا وہ لوگ جو حدیثیں نئی نکالتے اور بناتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو دعوے پیغمبری کا کرتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو نئی باتیں دین میں ظاہر کرتے ہیں اور اپنی خواہش اور بری اعتقاد کو اصحابوں سے اور اگلے بزرگوں سے نسبت دیکر اپنے دل میں گمان کرتے ہیں کہ راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہے اللہ پناہ میں رکھے ہمکو ایسوں سے یہ ترجمہ ہے شیخ عبدالحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوۃ شریف کا ہے اور پہلے جلد باب الاعتصام میں ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ روائت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہونگے آخری زمانہ میں فریب کرنے والے جھوٹے یعنے ایک گروہ ہونگے

وہ اپنے تئیں مکر اور فریب سے عالموں سے اور بزرگوں اور نیک کاروں اور
عقلوں کی صورت بناکر لوگوں میں ظاہر ہونگے تاکہ اپنی جہوٹ کو ملک میں پہیلاویں
اور لوگوں کو جہوٹے مذہب اور بری سمجھ کیطرف بلاویں اور لاتے ہیں تمہارے پاس
ایسی باتیں کہ نہ تم نے سنی نہ تمہارے باپ دادا نے اور مراد اون حدیثوں سے یا جہوٹی ہیں
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں یا عام ہیں اور دوسرے آدمیوں کی کہی باتوں کو سوا
دور رکہو تم آپ کو اونسے اور دور رکہو اونکو آپ سے اسیلئے کہ گمراہ نکریں تمکو اور فتنہ
فساد میں نہ ڈالیں تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل سیکہنے میں خوب احتیاط
اور نئی مذہب والوں سے اور جن باتوں پر اگلے اچہے سب مسلمان نہوں اون سے
رہو خصوصًا اون لوگوں سے جو آدمیوں کو ہدایت کرنے کے فریب سے اپنی طرف
بلاتے ہیں مثلا سنت کے بہانے سے برے طریقے کیطرف دعوت کرتے ہیں مثنوی مولوی
روم قدس سرہ

منظوم

چوں بسے ابلیس آدم روی ہست | پس بہر دستے نشاید داد دست
حرف درویشاں بدزدد مرد دوں | تا بخواند بر غریبے آں فسوں
آنکہ صیاد آورد بانگ صفیر | تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر

ترجمہ فارسی شرح مشکوٰۃ کا ہے اور مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں ہے عَنْ عَلِیٍّ رضی
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ
لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُہُمْ
عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاؤُھُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِ
ھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ یعنی قریب ہی کہ ہوگا
لوگوں پر ایک زمانہ کہ باقی نہیں رہیگا اسلام مگر نام اوسکا اور باقی نرہیگا قرآن سے مگر لفظ او

واما السؤال السابع فی انه هل یجوز الخلط بین المذاهب الاربعة بان یعمل تارة علی مذهب ابی حنیفة وتارة اخری علی مذهب الشافعی وکرة اخری علی طریقة احمد رح وهکذا امثلة قال یقول امین فی الصلوة سرًّا وجهرًا وقد یرفع یدیه عند التکبیرة الاولی وقد لا یرفع وهکذا الا الزام علی

فالجواب

ذاو جهين ولسانين في بعض تصانيفه من اوجب علماء طالب العلم ان لا يكون ابو عبد الرحمن بن ابي الليث اصول الدين قال الشيخ في جواهر الفتاوى من كتاب مسائل التقليد و

من يذنب بين يخولاء فلو تكل من دم نفسه خير له ان يأكل بدينه كما قال الحسن البصري رح يبيع اقوام دينهم بثمن بخس فبئس والله ما اتجروا واشتروا الدنيا الفانية الزائلة بالاخرة الباقية اعاذنا الله منهم آمين انتهى

ساتواں سوال

۵۴

خطا اوسکا مسجدیں اونکی ظاہر میں آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکے بدتر ہونگے اونسے جو آسمان کے نیچے ہیں فتنہ دین کا اونسے نکلیگا اور پھر اونہیں کی طرف پھریگا اور مشکوٰۃ فارسی کی چوتھی جلد باب شراط الساعۃ کے ۵۰۴ صفحہ میں ہے وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ روایت ہے ابو ہریرہ رض سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ٹھیرا لیویں۔ لوٹ کے مال کو دولت یعنی دولتمند اور منصب والے لوگ لوٹ کے مال کو کہ شرع کے حکم سے تمام غازیونکا حق اسمین متعلق ہے اپنی قابو مین لیکر آپسمین حصہ کرلیوین اور غریب اور مستحق کو اسی محروم رکھین اور سمجھا جاوے امانت کو غنیمت یعنی جو چیز امانت رکھی جاوے کسیکی پاس اوسمین خیانت کرین اور اوسکو بجائے لوٹ کے مال کے جو کافروں سے ہاتھ لگتا ہے اپنا حق سمجھین اور سمجھا جاوے زکوٰۃ کو ڈانڑ یعنے زکوٰۃ کے دینے سے لوگون پہ اسقدر سختی گذرے گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندھ سے اونکے پاس سے مال لیا جاتا ہے اور سیکھا جاوے علم دین کے واسطے اور شریعت کے حکمون کی پہیلانے کی اور اللہ تعالےٰ کی جناب

میں نزدیکی حاصل کرنیکے لئے بلکہ دنیا کھینچنے کو اور عزت اور نام بڑھانے کو اور دنیا کے سرداروں سے ملاپ کرنیکو اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کی ایسی بات میں جس میں دین کی مصلحت نہو اور اللہ تعالے کے فرمودہ کے موافق ہو اور دُکھ دیوے آدمی بوجہ شرعی کے اپنی ماکو اور ملاپ رکھے اپنے آشنا سے اور کنارہ پکڑے اپنے باپ سے اور ظاہر ہو دیں آوازیں اور بیہودہ باتیں مسجدوں میں جیسا اس زمانہ میں رائج ہوا ہے اور سردار بنے اپنے گروہ کا وہ شخص جو اونمیں بدکار ہو اور کاروباری اور معتمد بنے اپنی قوم کا کہ لوگ سب اپنے کاموں میں اس کی حاجت لیجاویں جو اونمیں کمینہ ہو اور بزرگی اور تعظیم کیجاوے کسی آدمی کی اوسکی بُرائی کے ڈر سے مثلاً ایک ظالم بدکار حکومت پاوے اور غالب ہو جاوے پھر لوگ لاچار ہوکر اوسکی ڈر سے تعظیم کریں اور اوسکی تابعداری بجالاویں اور علانیہ پڑی پھریں لوگوں میں گانی والی عورتیں اور اونمیں مل جاویں اور ظاہر ہوں بجانے کی چیزیں جیسی ڈھولک طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوے شراب اور نشہ کی چیزیں اور لعنت کریں اوس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر یعنی پیچھے اگلوں پر طعن کریں اور اونکو بدکہیں اور کلمہ حقارت کا کہیں اور اوسکی پیروی سے انکار کریں اور اونکی تقلید کو بُرا جانیں اور اونکو عار سمجھیں جب ایسا کیا تو گویا اونپر لعنت بھیجی جیسا نئی مذہب والے اماموں کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ کو اور اون کے بعد کے لوگوں پر لعنت کرتے ہیں اور اونکو بُرا جانتے ہیں سو منتظر رہو تو جب یہ باتیں ظاہر ہو دیں سرخ ہوا کی اور زمین میں زلزلہ ہو نیگے اور اوسکی دھس جائیگی اور آدمیوں کی صورت بدل جائیگی دوسری بری صورت سے

اور پتھر گرنے کی آسمان سے اور قیامت کی علامتوں کی کہ ایک پر ایک ظاہر ہو گئی۔ جسطرح جواہر کا تار جو گوندھا ہوا ہے اور پھر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکے گرنے گئے۔ ایک کے بعد ایک روائت کیا اسکو ترمذی نے

سولھواں سوال

اگر کوئی شخص مسائل شرعیہ حنفیوں کے ساتھہ جدال کرے مثلاً وہ روائت فقہ کے رد میں کوئی حدیث لاوے تب اوسکے جواب میں کہا جاوے کہ وہ حدیث ضعیف ہے فلانے محدث نے اوسکو ضعیف کہا ہے تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول نہیں کہیں ضعیف ہوتا ہے پھر جب اوسکے جواب میں کہا جاوے کہ حدیث ضعیف اوسکو کہتے ہیں کہ جس کے راوی میں کچھہ خلل ہو اور یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہے تو پھر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذلک پھر وہ کبھی چپ رہے اور کبھی اس بات کو چھوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے کبھی اور کچھہ بات درمیان میں لاکر شور و غل مچاوے کبھی اوس محدث پر طعن و تشنیع کرے اور اسیطرح جب فقہ کی روائت سے کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کے ارادہ کے وقت مثلاً مکروہ ہے تب کہے کہ پیغمبر خدا کا فعل بھی مکروہ ہوتا ہے اگر وہ مکروہ ہے تو پیغمبر خدا نے بھی مکروہ کام کیا تھا تو ہم پھر کیا چیز ہیں پھر جب اوسکے جواب میں کہا جاوے کہ یہ مکروہ ہمارے حق میں ہے اسواسطے کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہے تو پھر شور کر کے کہنے میں وہ سنت موکدہ کی ترک ہوتی ہے اسلئے ہمارے حق میں مکروہ ہو گیا اور ایسا ہی ارسال یعنی رکوع کے ارادہ کے وقت ہاتھہ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہے تو پھر اوپر کو ہاتھہ اوٹھانے سے وہ سنت موکدہ چھوٹتی ہے اسواسطے ہمارے حق میں مکروہ ہوا پھر وہ اس جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوس

کے جواب میں کچھہ غور نہ کرے اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے کہ اگر منسوخ ہوتا تو امام شافعی رح کیوں عمل کرتے تب اوسکو جواب میں کہا جاوے کہ منسوخیت اسکی امام ابوحنیفہ رح کے تحقیق کے روسے ثابت ہے اگر یہ منسوخیت امام شافعی رح کو معلوم نہوئی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اوسمیں کچھہ خلل نہیں امام شافعی رح کچھہ عالم الغیب نہ تھے کہ سب حدیثوں اور سب احکام شرعی اونکو معلوم ہوتے اور اسی کے زعم کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا امام اعظم عمل نکرتے باوجود اس بات کے کہ زمانہ امام اعظم کا بہت قریب تہا حضرت کے زمانہ سے اور تحقیق اونکی سب سے زیادہ تھی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم نہوتا تو پہر جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا ہے پہر اس جواب کے بعد بہی سابق کی طرح سے واہی تباہی باتیں کہے اور اسیطرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کے خلاف لوگوں میں ظاہر کرے تب اوسکو کہا جاوے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کے خلاف ہی تو کہے کہ فقہ کی کتاب کے مسئلہ پر کیا اعتماد ہے اوسکو تو آدمی نے بنایا ہے اس مسئلہ کو حدیث میں دکھلاؤ تب اوسکو جواب دیا جاوے کہ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث فلانی فقہ کی کتاب میں ہے تو کہے کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہے اسکو تو فقہاء نے لکھا ہے حدیث کی کتاب میں بتلاؤ جسکو محدثوں نے جمع کیا ہے پہر جب کہا جاوے کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام ابوحنیفہ میں ہے تب یوں کہے کہ ہم ان سب کو نہیں مانتے ہیں وہ حدیث صحاح ستہ میں دکھلاؤ پہر جب اوسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی میں مثلاً ہے تب کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے اوسکو تو ابوداؤد نے ضعیف کہا ہے

Marfat.com

جب اوسکے جواب مین یون کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کو مجتہدوں نے اور بہت فقہا نے صحیح غیر منسوخ کہا ہے پھر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدین اور فقہای کے مقابل میں کچھہ اعتبار نہیں رکھتا پھر وہ شخص یہ جواب سنکر بھی سابق کیطرح لایعنے اور بیمعنے بکتا ہے تواب علمای سے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ جواب کہ اوس شخص کے سوالات میں لکھے گئے ہیں صحیح ہیں یا نہیں اور جو کوئی اسطرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے یہ جواب جو سابق مذکور ہوے نہ سنے اور اپنے جدال اور نزاع سے باز نہ آوے اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہے اور اوس حدیث کو جسکو امام اعظم رح نے اور ہزاروں فقہا نے صحیح اور غیر منسوخ کہا ہے نہ مانے اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابونکو نہ مانے اور فقہای محدثین کے جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہے اور اوس حدیث قوی کے مقابل میں دوسری محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال اوپر کے صفحہ میں مذکور ہوا اختلاف پر دلیل لاوے اور اوسکے مقلدونکو اونکی پیروی سے باز رکھے اور بچارے عوام کو شک میں ڈالے بلکہ حنفی مذہب سے بد اعتقاد کرادے اور امام اعظم رح کی تقلید کو چھوڑا دے اور اسطرح کی بیمعنی شبہ اور بیجا اعتراضات کہ اوپر کے صفحونمیں مذکور ہو چکے جاہلوں کے سامنے بیان کرے اور اونکو سکھلاوے اور جواب اوسکا نہ جانے تو وہ گروہ دین میں خصومت اور جدال ڈالنے والا اور ضال اور خود گمراہ اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا ہے یا نہیں **جواب** دے سب جوابات کہ اوس شخص کے سوالات میں دئیے گئے ہیں سب درست اور راست بے کم و کاست ہیں ان سب جوابون کی صحت و حقیقت میں کچھہ شک اور شبہ نہیں ہے اور ایسا شخص جسکا احوال سوال میں مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سے اوسکے اللہ تعالے اعلم ہے

حقیقت حال سے اوسکی بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ ہے اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا ہے اور حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص جدالی شل مشرکین کے اہل جدال سے ہے اور آیہ شریفہ وَمَا ضَرَبُوهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ کے مورد کی جنس میں داخل ہی جیساکہ شرح مشکوۃ کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ میں لکھا ہے وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گمراہ نہوئی کوئی قوم بعد راہ پانیکے کہ جسپر وہ تھی مگر جبکہ دیگئی اونکو جدل کے معنے دشمنی اور لڑائی اور جھگڑی اور بچھہ اپنے طریق کی جس سے مشہور اور جاری کریں جھوٹے مذہب کو اور گرادیں سچی بنیاد کو پھر پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ماضربوہ آخر تک اس آیت کے نازل ہونیکا یہ سبب ہے کہ جب فرمایا اللہ تعالے نے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ مقرر تم اور سوے اللہ کے جس چیز کو تم پوجتے ہو سب لکڑی ہیں جہنم کی شرک کرنے والے خوش ہوے اور دھوم مچائی اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچھ عیسٰے سے بہتر نہیں ہیں اور عیسٰی جو معبود نصاریٰ کے ہیں اگر اس کے حکم سے دوزخ میں جاوینگے تو ہم راضی ہیں کہ ہمارے معبود بھی اون کے ساتھ رہیں اس مقام میں فرمایا ہے کہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی یہ بحث جو کافروں

نے تیرے ساتھ کی ہے نہیں کی اونہوں نے مگر جھگڑے اور ضد اور شرارت کی
راہ سے کیونکہ لفظ وما تعبدون کا عیسیٰ کو شامل نہیں ہو سکتا اسلئے کہ کلمہ ما کا
عقل والوں کے لئے نہیں ہے چیز کے معنے میں مقرر ہے جسکے معنی جو چیز اور
کلمہ من کا عقل والوں کے لئے مقرر ہے جس کے معنی جو شخص ہے اور یہ لوگ
جانتے ہیں کہ عرب کی لغت میں اسی طرح پر آیا ہے باوجود اس کے صرف ضد
اور شرارت سے اور اپنے طریق کی پچھ کر کے یوں کہتے ہیں اور روائت ہی کہ
ابن زبعری نے یہ بحث کی تھی حضرت نے فرمایا اسکو کہ افسوس ہے تیری توجہ
پر کیا اچھا نادان ہے تو اپنی قوم کی زبان سے

ستر ہواں سوال

اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہو اور اونکے بعد ہزاروں فقہاء
اور محدثین اور علماء نے اوس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہو اور اوسی کے موافق
عمل کرتے چلے آئے ہوں اور فقہ کی کتاب میں بھی مندرج ہو پھر اوسی حدیث
کو کسی اور محدث نے جو امام کا مقلد نہو ضعیف کہا ہو یا دوسری حدیث اوسکے
خلاف کسی حدیث کی کتاب میں ملی تو اوس حدیث میں کچھ شبہ یا خلل ہوگا یا
نہیں اور اوس حدیث کے موافق عمل کرنے میں کچھ نقصان ہے یا نہیں

الجواب اس بات کا جواب موقوف ہے اس بات کے جاننے پر کہ
ہے درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جاننے اور وہ فرق یہ ہے
کہ مجتہد کا مرتبہ زیادہ ہے اس سے جو صرف محدث ہے اسواسطے کہ مجتہد
وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی کو اور اونکے معانی اور تفاسیر اور
تاویلات اور شان نزولات اور تمام اقسام اونکے جیسا اصول کی
کتابوں میں مفصل لکھا ہے خوب یاد رکھتا ہو اور سب احادیث

احکامی اور اوس کی سند کو اور سب راویوں کے احوال کو اور معانی اور
مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ جواب میں سوال
عمل بالحدیث کو بطور مثال کے چند اُمور مذکور ہونگے اور سب اقسام احادیث
احکامی کی جیسا کہ شروح میں کتب احادیث کی مذکور ہے ہر حدیث کو مفصلاً
جانتا ہو اور اوسے یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بھی یاد رکھتا ہو اور قوت
تمام رکھتا ہو اور استعداد کامل قیاس کے لگانے کی بھی رکھتا ہو اور فقیہ اوسکو
کہتے ہیں کہ احکام شرعی عملی کو اونکو دلیل کے ساتھہ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ کو اوسکی
دلیل سے قرآن شریف یا حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا قیاس
سے جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کے معنے اور مراد اور تاویل کو خوب تحقیق کیا
ہو اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کی عبارت کو جیسا سنا ہو جمع
کیا ہو معنے اور مراد مجمل اور تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہیں اور احکام عملی کو
دلیلوں سے جانے یا نہ جانے جیسا کہ بہت سے محدثوں کا یہی حال تہا
پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نے جس حدیث کو صحیح کیا ہو اور کسی محدث کا اوسکو
ضعیف کہنا معتبر نہیں ہے خصوصاً جیسے مجتہد امام اعظم رح جنکا زمانہ
حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بہت نزدیک تہا اور وہ
تابعین میں سے تہے بہت سی حدیثیں اونہوں نے صحابہؓ سے سنیں تہی اور بہت سے
تابعین سے جیسا کہ درمختار کے خطبے میں ہے سو اونہوں نے جس حدیث کو
صحیح غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزاروں فقیہوں نے بہی جو اوس حدیث
کو تحقیق کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب اونہوں نے بہی اپنی
کتابوں میں صحیح کیا اور فقہ کی مسئلے پر اوس حدیث کو دلیل لائے تو اب اہل حدیث

٦٢

کے صحیح غیر منسوخ ہونے میں کسیطرح کا شک شبہ نہیں رہا پھر ان کے بعد کوئی ایسے محدث جو امام سے بہت پیچھے تھے اور درمیان اونکے اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے آٹھہ آٹھہ دس دس واسطے راویوں کے بلکہ زیادہ گزرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد کا جیسا کہ امام اعظم کا تھا نہ تھا بلکہ قریب بھی نہ تھا بلکہ اونکو فقاہت میں بھی ایسا کمال نہ تھا جیسا کہ فقہائے حنفی کو علم فقہ میں تبحر تھا اگر اونہوں نے اپنے مذہب کی رعایت کی راہ سے یا تعصب کی روسے یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویوں کے وسیلہ سے وہ حدیث اونکو پہنچی وہ لوگ اونکے نزدیک معتبر نہ تھے اگر اوس حدیث کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم اور ہزاروں فقہای کے صحیح کہنے کے مقابل میں اونکے مقلد کے حق میں بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل اور لائق اعتبار کے نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ کی معتبر کتاب میں ہے عمل کے باب میں زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث میں ہو اسواسطے کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسی کو فقہ کی کتاب میں درج کرکے ہر مسئلہ پر دلیل لاتے ہیں اور جو حدیث ضعیف ہے اوسکو اکثر تصریح کر دیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے اور اگر کوئی حدیث ماول ہے تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھہ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہی تو اوسکی منسوخیت کی وجہ کو لکھا ہی برخلاف محدثین کے کہ اونہوں نے صرف اسی بات کا التزام کیا ہی کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنی اوسکو اپنی کتاب میں جمع کیا ہی پھر وہ اور کسیطرح ہی ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چھہ کتابیں حدیث کی کہ صحاح ستہ کرکے مشہور ہیں اونمیں ان تینوں قسم کی حدیثیں بھری ہوئی ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمہ میں لکھہ دیا ہے جس کا خلاصہ

یہ ہے اور امام ہمام نے فتح القدیر میں پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسئلہ میں
لکھا ہے پھر کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدوں
اور محدثوں اور فقہا اور فضلا کا عمل ہوا اور اون سبہوں نے بالاتفاق اوسکو
صحیح غیر منسوخ لکھا ہوا اور فقہ کی کتاب میں بہی مندرج ہی اگر کوئی اور محدث اوسکو
ضعیف کہے یا دوسری حدیث اسکے مخالف کسی حدیث کی کتاب میں ملے تو حنفی کے حق
میں بلکہ ہر منصف کے نزدیک اوس حدیث سابق میں کچہ خلل واقع نہوگا اور
اوسکے موافق عمل کرنے میں ہرگز نقصان نہیں

اٹھارہواں سوال

اگر کوئی اصلا رعائت مذہب حنفی کی نہ کرے مثلاً لہو یا پیپ کسی پہوڑے سے
نکلنے میں جو ابو حنیفہ رح کے مذہب میں ناقض وضو ہے وضو نہ کرے یا کسی
مذہب کی رعائت نہ کرے مثلاً ذکر چہونے سے بہی جو شافعی کے مذہب میں
ناقض وضو ہے وضو نہ کرے بلکہ اگر ایک وقت میں اگر یہ دونوں واقع ہوں ہرگز
وضو نکرے حاصل یہ ہے کہ جو مذہب حنفی میں نماز کا مبطل ہو اوسکو کبہی کرے
اور جو فرض ہو اوسکو کبہی نہ کرے اور علمائے حنفی سے بغض اور عداوت رکہے اور
جو کوئی مقلد ابو حنیفہ کا ہو اوس سے نفرت کرے سو ایسے کے پیچہے نماز میں اقتدا
جائز ہے یا نہیں

جواب ایسے کے پیچہے ہرگز درست نہیں ہے در مختار فقہ کی
کتاب جو بہت معتبر ہے اور حرمین شریفین میں اوسکا درس ہوتا ہے اور وہاں کے
علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوسمیں لکہا ہے ومخالف کالشافعی
ان یتیقن المراعات لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک
کرہ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی تو اوسکے تین حال ہیں
اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعائت کرتا ہے مثلاً چہ چیز

کہ حنفی مذہب میں اوسکے ساتھ جائز نہیں اوسدے وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہیں جیساکہ مکہ معظمہ میں امام شافعی المذہب کی رعایت
کرتے ہیں اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہیں کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہیں اور
اگر اوسکے حال میں شک ہو یعنی ایسے شخص کا حال معلوم نہو کہ رعائت کرتا ہے یا نہیں
تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہے پھر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہمارے مذہب
کی رعائت نکرے اوسکی اقتدا درست نہیں تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعائت نہ
کرے تو بے شبہ اوسکی اقتدا درست نہیں اور فتاوی عالمگیری میں کہ تمام علمای
ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکھا ہے اما الاقتداء
بالشافعی قالوا لاباس بہ اذا لم یکن متعصبا اور جامع الرموز میں ہے
لاباس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنی شافعی المذہب کے
پیچھے اقتدا مضائقہ نہیں اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگوں سے بغض نرکھتا ہو پھر
جب کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکھتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہیں ہے تو پھر ایسا شخص کہ علمای حنفی سے بغض اور نفرت رکھتا ہو ہرگز اوسکی
اقتدا درست نہیں ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرائق میں ہے واما الصلوۃ خلف
الشافعیۃ فمحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا بالشرائط و
الارکان عندنا فالاقتداء صحیح والا فلا یصح ولا خصوصیۃ للشافعیۃ
بل الصلوۃ خلف کل مخالف للمذہب کذلک جو کوئی شخص شافعی المذہب
اگر رعائت کرتا ہو اون سب شرطوں اور رکنوں کی جو ہمارے مذہب میں ہے
تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعائت نکرتا ہو تو اوسکی اقتدا صحیح
نہیں ہے اور یہ حکم شافعیہ کے حق میں خاص نہیں ہے بلکہ

اسی طرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوس کی اقتدا، کا یہی حکم ہے اور مولانا عبدالعزیز مرحوم نے راہ نجات کی ۱۲ صفحہ میں لکھا ہے کہ جس شخص کے مذہب میں خلل ہو اوسکے پیچھے نماز درست نہیں **انیسواں سوال** سوائے صحاح ستہ کے اور کتابیں حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابو حنیفہ رح اور موطای امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علمائے سنت و جماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہیں یا نہیں اور صحاح ستہ میں حدیثیں ضعیف اور معلول بھی ہیں یا نہیں **جواب** اوّلاً جاننا چاہئے کہ حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے لکھنے اور جمع کرنیکو فرمایا تھا پھر بہت سے اصحاب نے اپنی سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب و تقدیم و تاخیر میں اختلاف تھا پھر بعد حضرت کے سب اصحابوں نے اتفاق کر کے ایک طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الٰہی ایک جگہ جمع ہوا اور اوسمیں اختلاف نہ پڑا بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ لوگونکو جمع کرنیکو حکم فرمایا اور نہ صحابہ نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد اونکے بہت پیچھے لوگوں نے کہ بعض اونکے فاضل تھے اور بعض صرف لکھنی جانتے تھے الگ الگ اونھوں نے اپنی یاد کے موافق اور جسقدر لوگوں سے سنا ایک جگہ جمع کر کے ایک کتاب بنائے سواسطے حدیث میں بہت اختلاف واقع ہوا اور سب احادیث ایک جگہ میں جمع نہ ہوئیں اور اسی جہت سے صحاح ستہ جو حدیث کی چھ کتابیں لوگوں میں مشہور ہیں اونکی آپسمیں بھی اختلاف بہت ہے اور اونمیں سب قول اور فعل حضرت کے جمع نہیں ہیں بلکہ اون چھ کتابوں کے سوا بہت سی کتابیں حدیث کی اور جیسے وہ چھ کتابیں معتبر ہیں ویسی وہ بھی معتبر ہیں جیسے مسند امام ابو حنیفہ رح اور موطا

Marfat.com

امام محمد اور حجت امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اس قدر جاننا بہت ضرور ہے کہ یہ چھ کتابیں جنہیں صحاح ستہ کہتے ہیں اون میں سب حدیثیں صحیح نہیں ہیں بلکہ اوبعض حدیثیں ضعیف اور معلول بھی ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمہ میں لکھا ہے اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں پکار کر بسم اللہ پڑھنے کے مسئلہ میں لکھدیا ہے اور عبارت فتح القدیر کی یہ ہے لیس حدیث صریح فی جہر التسمیۃ الا و فی اسنادہ مقال عند اہل الحدیث ولہذا اعرض عنہ ارباب المسانید المشہورۃ فلم یخرجوا شیئا منہا مع اشتمال کتبہم علی احادیث ضعیفۃ

بیسواں سوال

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میرے امت میں تہتر فرقے ہونگے اون میں سے بہتر فرقہ ناری اور ایک ناجی اس سے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلویگا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹہیراویگا سواب وسکی کیا وجہ ہے کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست میں کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنیکا دعوی رکہتا ہے

جواب

پہلے جاننا چاہئے کہ ایک فرقہ سنت کا اور بہتر فرقے اونکے سوا سب قرآن اور حدیث دلیل لاتے ہیں اور اپنے خیال میں اوسی پر عمل کرتے ہیں باوجود اس بات کے کہ ایک گروہ اسمیں سے سنت وجماعت کا ناجی اور باقی بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہے کہ اہلسنت وجماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتے ہیں اگرچہ اوسکی حقیقت کنہ عقل میں نہ آوے بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوس کے

حکم کرے تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہیں کرتے سنت کا اتباع اپنے اوپر
لازم اور واجب جانتے ہیں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر
اتفاق کریں اسکو بجان و دل قبول کرتے ہیں اگرچہ اجماع اونکا کسی کی عقل یا
خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس سے ناخوش ہو برخلاف اور گروہوں کے
جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن و حدیث میں آیا ہے
اگر اونکے عقل کے موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلدی سے اوسکو قبول کر
لیتے ہیں اور اگر مخالف ہو تو قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہیں ہرگز نہ اوسپر
اعتقاد کرتے نہ عمل میں لاتے ہیں بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی
کی پیروی کرکے جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر اعتقاد
اور عمل رکھتے ہیں اور اوسپر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی حیلہ اور فریب
سے ہو دلیل لاتے ہیں اور اسیطرح اوس اجماع کو مانتے ہیں جو اونکی عقل اور
خواہش کے موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوسکی تاویل کرتے ہیں اور کسی اہل
اجماع پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور خلاف پر اونکے دلیلیں ضعیف ہوں یا قوی
ظاہر ہوں یا تاویل سے ہوں گذرتے ہیں اسی واسطے اہل سنت و جماعت
اون لوگونکو اہل ہوا کہتے ہیں یعنے خواہش نفسانی کی پیروی کرنے والے چنانچہ
رافضیوں نے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ آیہ
قرآن کے معنوں میں خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے بہکانے سے سیاق
کلام اللہ پر لحاظ نہ کرکے اندھے بنکے حکم کیا کہ عورت کے دبر میں بھی دخول
کرنا جائز ہے اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکے عقل میں نہ آئی
باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمیں وارد ہیں منکر ہوگئے اہل سنت و

Marfat.com

جماعت اسپر ایمان لاکر قائل ہوے اور اوسکی کیفیت کو علم آلٰہی پر چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوسکی دریافت سے عاجز ہے اور قوم رافضی حضرت ابو بکر رض کو خلیفہ برحق نہیں جانتے ہیں باوجودیکہ اسکے تمام صحابی کا اونکی خلافت پر اجماع تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نہ تہا اس اجماع کو نہیں مانتے ہیں اور حضرت صدیق کو اور جو اس اجماع کے پانے اور مددگار تہے اونکو برا جانتے ہیں اور بدکہتے ہیں الغرض سواے اہلسنت و جماعت کے کہ فرقہ اہل حق یہی ہے اور فرقوں نے شرع کے احکام میں اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا اسواسطے وہ جہنمی ہوے نعوذ باللہ منہا اور سنّی لوگوں نے سنت اور جماعت کی پیروی کے اسلئے وہ جنتی ہوے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا مَعَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اکیسواں سوال اس زمانہ میں اگر کسی گروہ کا حال بعینہ اون لوگوں کا سا ہووے یعنے اپنی عقل اور اپنی سمجھ اور اپنی خواہش کو مسائل شرعیہ میں دخل دیویں اور مجتہدین سلف کی تقلید اور پیروی نکریں اور علماء کے اجماع کو بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نہ مانیں اور اوسکو حق نہ سمجھیں اور سواد اعظم یعنے بڑی جماعت کی پیروی نکریں بلکہ اپنے رائے پر چلیں اور اوسکو رواج دیویں اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اوسپر تو عمل کریں اور جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانیں یا اوسکی تاویل کریں مثلاً جب وہ قوم کہیں کہ عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ مسلمانوں کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے ہرگز عمل میں نہ لاؤ بلکہ یوں ہی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑے جماعت ہوں اوسی کو لازم پکڑو جو اوس کے خلاف کریگا جہنم میں پڑیگا جیسا کہ یہ حدیث مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام کے ۴۸ صفحہ میں موجود ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

٦٨

میں اشارہ اس بات کا ہے اور سلف کے ذکر کرنے کہ سلف ہمارے شیخ عبدالحق محدث اور خلف ہمارے مفتی نظام الدین اور مولانا خواجہ احمد حنفی اور شاہ عبدالعزیز اور مولوی رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر اور اور اقران انکے سب معتقد گزرے ہیں کوئی انہیں سے لامذہب نہ تہا سو وہم جاہلوں کا محض بیجا ہے اور سلف اور خلف کا ذکر اسلئے بھی کیا کہ ایک شخص شیخ عبدالحق محدث کی اولاد میں کا ان جاہلوں میں مل گیا ہے اور اونکی سمجھ کے لئے ان لفظوں کو ادا کیا کہ اگر وہ اپنا

یہی ہے تو علماء اور اولیا کے ساتہہ تہے پھر تقلید کی راہ نہ چہوڑتے اور اقرار کرتے ہے تو اونے خلف اور سلف کا طریقہ پسند کرے اور جو نہیں تو جاہلے جاہل دونوں سے جاوے

چھٹا باب شیطان کے جواب میں مولوی عبدالخالق کے جواب تقلید ... صحیح حق لکہا ... فی الکتب ... العلم

گفت صاحب بحر رائق در رسالہ زینیہ نقل الشیخ القاسم نے

للصلاة و

ملا علی القاری فلو التزم

احد مذہبا کابی حنیفۃ

والشافعی رحمہما

اللہ فیلزمہ الاستمرار

علیہ فلا یقلد غیرہ فی

مسئلۃ من المسائل ہکذا

فی در المختار وقال

الشیخ العالم الکامل

المحدث الفقیہ المتقی

عبد الرؤوف المناوی فی

فیض القدیر شرح الجامع

الصغیر یجب علینا اعتقاد

ان الائمۃ الاربعۃ ولا یجوز

تقلید الصحابۃ وکذا التابعین

کما قالہ امام الحرمین

من کل من لم یدون مذہبہ

فیمتنع تقلید غیر الاربعۃ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ روایت ہے ابن عمر رضہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ جمع نہیں کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا اوس سے جا پڑا وہ جہنم میں اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ اور اونہیں ابن عمر رضہ سے روایت ہے پیروی کرو بڑی جماعت کی سو تقریر یوں ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے وہ گر پڑا آگ میں و عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ رَوَاہُ اَحْمَدُ روائت ہے ابی ذر رضہ سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے جدا کیا جماعت کو بالشت بہر بیشک نکالی اوسنے ڈوری اسلام کے یعنی گردن سے پہر تمام علماء بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جسکا مرتبہ مجتہد کا نہو بلکہ اکثر علماؤں نے یوں لکہا ہے کہ اس زمانہ میں اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تو بہی اوسپر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چاروں مذہبوں سے اختیار کرلے ان چار کے خلاف نہ کرے اور کوئی نیا مذہب نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا انکے نکرے چنانچہ اگلے سوال میں مسلم الثبوت اور فتوی سے علمای حرمین شریفین کے اور فتوی سے مولانا محمد اسحاق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی کے اور اشباہ و نظائر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم اوسپر کیوں نہیں عمل کرتے ہو تب اوسکے جواب میں کبہی

فی القضاء والفتیا لان

مذاہب الاربعۃ انتشرت

تحررت وقد نقل الامام

الرازی رح اجماع المحققین

علی منع العوام من تقلید اعیان

الصحابۃ وغیرہم وہکذا

قال الامام المحقق النووی

فی شرح الاربعین وہکذا

قال ابن حجر فی رسالتہ و

قال الحافظ الاجل

جلال الدین السیوطی

فی رسالۃ ان کلا من الائمۃ

قالوا ان النبی صلی

اللہ علیہ

وسلم

تصحیح القدوری ان الحکم و الفتیا بالقول المرجوح ... رجوع از تقلید بعد العمل باتفاق است و گفت شیخ ابن حاجب مالکی در مختصر الاصول کہ رجوع کردن از تقلید بعد عمل کردن ممنوع است باتفاق انتہی و گفت ...

Marfat.com

چپ رہجاویں کبھی اُس حدیث کی تاویل کریں کبھی اجماع پر طعن کریں اور کہیں کہ بہت سے مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتے ہیں کیا یہ سب بھی درست ہو جاویگا نعوذ باللہ منہم کہاں افعال جہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہاں اجماع علماء الغرض علماء کے اجماع کو ایسی ایسی افعال مشرکین اور جہال کے ساتھ تشبیہ دیکر بیچارے عوام کو علماء کے اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کراویں اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف کہیں اور کبھی حدیث کے معنی اور کچھ اپنے دل سے ٹہیرا کر کے عوام کو بہکاویں دوسری مثال یہ کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمانوں میں فتنہ اور فساد ڈالے اور اونکی جماعت میں تفرقہ ڈالے تو اوسکو قتل کرو وہ بہت بُرا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلے سوالات کے جواب میں مذکور ہوئی سو تم مسلمانوں کے گروہ میں فساد اور تفرقہ ڈالتے ہو اور اللہ تعالےٰ نے تو منافقوں کے حال میں یوں فرمایا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہے لوگوں میں فساد نہ ڈالو یہ بہت بُرا کام ہے تو اوسکے جواب میں یوں تقریر ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق چلتے ہیں اور دوسروں کو چلاتے ہیں اور کہیں کہ ہم تو سنوارتے ہیں اور منافقوں کی طرح اس آیت کی مضمون کو بیان کرتے ہیں قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ تو اس گروہ کے یوں کلام کرنیسے صاف ظاہر ہوا کہ اماموں کو اور اونکے مقلدونکو خصوصاً مقلدونکو امام اعظم رحمہ کے سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے ہیں سو جو فے ہیں اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ یعنے مقرر وہ فساد ڈالتے ہیں مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کے سبب سے غور نہیں کرتے

Marfat.com

اور بار آنے میں تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق مذکور ہوا ہے بدعت شیطانی اور وساوس نفسانی ہیں مانند گروہ معتزلی اور رافضی کے اور افعال اور اقوال ہیں مانند بہت سی فرقہ ضالہ اور گمراہ کے اور گفتگو اور سوالات اور جوابات میں مانند منافقوں اور مشرکوں کی ہیں یا نہیں **الجواب** واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ برحسب سوال کے اور اللہ اعلم ہے اونکی حقیقت حال سے بیشک ۔ وشبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور اعمال کے رو سے بدعت اور ہوا میں پڑی ہوئی ہیں اور بہت سے فرقہ ضالہ ومضلہ کے مانند اقوال اور افعال میں خود گمراہ اور لوگوں کو گمراہ بنانیوالے ہیں اور مشرکوں اور منافقوں کے مانند سوالات اور جوابات میں جھگڑے ڈالے ہیں سابق اسکے جوابوں میں دلیلیں اونکی آیات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے مذکور ہو چکے ہیں پھر تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہیں ہے بلکہ جسکو ذرا بھی علم اور اوسکے دل میں انصاف کچھ ہے تو اوسپر ظاہر و باہر ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِہِمْ وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِہِمْ وَمِنْ قَبَائِحِ اَقْوَالِہِمْ وَقَبَائِحِ اَحْوَالِہِمْ وَشَنَائِعِ اَفْعَالِہِمْ

بائیسواں سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل کرنا ان چار مذہبوں میں سے ایک کی تقلید اور پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے ملکوں میں محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہے یا یوں کے خلاف نیا مذہب نکالنے سے اور کسیکو اونکے مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے یا نہیں **جواب** یہ چار مذہب جو مشہور ہیں انمیں سے ایک کی پیروی کرنیسے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے موافق

عمل کرنا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو اون کے مقلد پر انکار درست نہیں ہے فتوی میں
علمای حرمین المعظمین زادہما اللہ شرفاً کی کتاب تجنیس ومزید سے منقول ہے -
فَاَبُوْحَنِیْفَۃَ وَمَالِكٌ وَشَافِعِیٌّ وَاَحْمَدُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ مِنْ اَھْلِ
ذِکْرِ الَّذِیْنَ وَجَبَ سُؤَالُھُمْ وَاِتِّبَاعُھُمْ لِمَنْ لَمْ یَصِلْ اِلٰی
دَرَجَۃِ النَّظْرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ فَاِذَا عَمِلَ اَحَدٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِیْنَ
فِیْ طَھَارَتِہٖ اَوْ صَلٰوتِہٖ اَوْ فِیْ شَیْءٍ مِّمَّا جَرٰی بِہِ التَّکْلِیْفُ بِقَوْلِ
وَاحِدٍ مِّنْھُمْ مُقَلِّدًا لَّہٗ فَقَدْ اَدّٰی مَا عَلَیْہِ وَلَیْسَ لِاَحَدٍ مِّمَّنْ
ھُوَ فِیْ دَرَجَۃِ التَّقْلِیْدِ وَلَا الْمُجْتَھِدِ اَلْاِنْکَارُ عَلَیْہِ خلاصہ اسکا یہ ہے
کہ امام ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک انمیں سے ایسے
عالم تھے کہ جنسے دین کی باتیں سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے
اوس شخص کے حق میں کہ جو اجتہاد کے مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے پہر جب کوئی
مقلد پیروی کرے انمیں سے ایک کی اپنی طہارت میں یا نماز میں یا اور کسی
امر شرعی میں تو ادا کیا اوسنی جو واجب تہا اسپر اور نہیں پہنچتا ہے کسیکو مقلد
ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسے شخص پر اور مولانا محمد اسحاق دہلوی نے مایۃ مسائل
کے صفحہ ۱۰۶ میں مسائل کے جواب میں لکہا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے چاروں مذہب
بدعت نہیں نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبوں کی عین پیروی سنت کی ہی کیونکہ
اختلاف ان چار مذہبوں کا اختلاف اصحاب کی جہت سے ہے - اور
صحابہ کی پیروی کرنے میں حدیث اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم
اھتدیتم وارد ہے یعنی صحابہ میرے تاروں کی مانند ہیں تم جنکی اقتدار
کروگے ہدایت پاؤگے یا اختلاف چاروں مذہبوں کا بسبب اختلاف قیاس کے

Marfat.com

ہے اور قیاس کا صحیح ہونا نصوں سے یعنی مضبوط دلیلوں سے ثابت ہے پس پیروی ان مذہبوں کی حقیقت میں پیروی نص کی ہے اور اختلاف ان مذہبوں کا اس سبب سے بھی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی اوسکی حقیقت اور غرض گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ میں یہ حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بنی قریظہ کیطرف بھیجا فرمایا کہ نہ پڑہے کوئی تم میں سے عصر کی نماز مگر بنی قریظہ میں پھر بعضوں نے اون میں سے راہ نماز پڑھ لی یہ سمجھ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تھا کہ کہیں راہ توقف نکریں نہ یہ کہ وقت آئے پر بھی نماز نہ پڑہیں اور بعضوں نے حدیث کے ظاہر لفظوں پر لحاظ کر کے راہ میں نماز نہ پڑھی یہانتک کہ بنی قریظہ میں پہونچ گئے پہر حضرت نے یہ بات سنی دونوں قسم کے لوگوں پر اعتراض نفرمایا اسی سبب سے عمل دونوں طور پر جائز ہوا اور یہی طور ہے چاروں مذہبوں کے اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی اور اوسی کتاب میں ہے ہرگز اونکے مقلد کو بدعتی کہنا درست نہیں کیونکہ تقلید اونکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر اور باطن کے اعتبار سے پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور باعث عذاب کا اور یہ عبارت بھی اوسمیں ہے فرض ونفل کی نماز اونکے مقلدوں کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہیں چھوڑی جاویگی کیونکہ تقلید اونہوں کی تقلید سنت کی ہے اور دلیلیں اسکی بہت سی کتابوں سے آگے مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی

تیئسواں سوال اس زمانہ میں ان چار مذہبوں کو چھوڑ کر پانچواں طریق نکالنا یا کسی اور مذہب پر چلنا درست ہے یا باطل اور حرام **جواب** اجماع علماء سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب

کہ صحابہ اور تابعین کی تقلید سے عوام لوگ منع کئے جاویں کیونکہ وہ تقلید جب صحابہ اور تابعین کی نہیں وہ اونکی تقلید [illegible] ابو حنیفہ یا امام احمد حنبل یا امام شافعی یا مالک [illegible]

کسی مذہب کی بھی اور تابعین سے ہے [illegible] صحابہ اور [illegible] کی تقلید محال ہے اور [illegible] [illegible] کسی مذہب [illegible] کی اپنی نفسوں کی خواہش [illegible] موافق ماننے میں ایسی لوگ [illegible]

[illegible] ایسو کو صحابہ کا مقلد [illegible] اونکو [illegible] اور اصحاب الرای والہوی کہتے ہیں

پچیسواں باب

[illegible]

صلی اللہ علیہ [illegible] الامۃ نبینا صلی اللہ علیہ [illegible] اعتقاد العلماء [illegible]

کے سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصاً ایک نیا مذہب نکالکر اسکو رواج دینا باعث ہے عوام لوگونکو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ میں ڈالتا ہے اور اس جہت سے شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہے اور دین میں فتنہ اور فساد پڑتا ہے اسلئے اس زمانہ میں نیا مذہب پانچواں نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل اور حرام ہے چنانچہ اکثر علمائی دین اور فضلائی نیک کردار نے اسکو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے أَجْمَعَ الْمُحَقِّقُونَ عَلَى مَنْعِ الْعَوَامِ مِنْ تَقْلِيدِ الْأَعْيَانِ الصَّحَابَةِ رض بَلْ عَلَيْهِمْ اِتِّبَاعُ الَّذِينَ بَوَّبُوا فَهَذَّبُوا وَنَقَّحُوا وَجَمَعُوا وَعَلَيْهِ بَنَى ابْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ تَقْلِيدِ غَيْرِ الْأَرْبَعَةِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَمْ يُدْرَ فِي غَيْرِهِمْ اتفاق کیا محققوں نے منع کرنے پر عوام کو تقلید کرنیسے صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدوں کی جنہوں نے علم فقہ کو جمع کیا اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اسی بات پر ابن الصلاح نے بنا کیا کہ سوائی ان چار اماموں کے اور کسی کی تقلید منع کیجاوے گی اسواسطے کہ یہ سب باتیں اور کسی مجتہد میں معلوم نہیں ہوئیں اور اشباہ میں ہے وَمَا خَالَفَ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْإِجْمَاعِ وَقَدْ صُرِّحَ فِي التَّحْرِيرِ أَنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلَى عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ لِلْأَرْبَعَةِ لِانْضِبَاطِ مَذَاهِبِهِمْ وَكَثْرَةِ اتِّبَاعِهِمْ اور جو حکم مخالف ہو ان چار مذہبوں کے قول کا سو وہ اجماع کا مخالف ہی اور تصریح کیا ہے امام ابن ہمام نے تحریر میں تمام علمار کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہی ان چار اماموں کے واسطے کہ ان اماموں کا مذہب ضبط و آراستہ ہوا ہے اور اونکی پیروی کرنیوالے بڑی بڑی جماعت ہیں یعنی ان اماموں کے مقلدین سواد اعظم اور سب ترک

اور سکا یا درمختار کا یا جو عین العلم کی شرح ہی کا یا شرح ملا علی قاری کی کوئی ان کتابوں یعنی اشباہ تقلید مسلمی کی تاکید سے موجود صاحبوں کی بھری ہوئی ہیں فقہ ہے اور کتب ہیں

فیض القدیر کا یا امام نووی کی شرح اربعین کا انکار کرے یا ان کتابوں کی عبارت کو بدعت سیئہ کہے وہ بیشک مردود اور مطرود ہے اسکو اہل سنت و جماعت میں گننا نہ چاہئے وہ مبتدع اور ضال ہے اور جاہل ہے اور جو کچھ علم رکھتا ہے تو مضل ہے اور مغضوب علیہ اور

اوسنے ایک سطر اوپر کی عبارت کو ... کہا ہے وما قال لیے صحیح کہا ہے وان علماء زماننا ما تباء و یحکم اللہ یفعل ما یشاء ما یرید اور جو کہا کہ اوسکے علماء نے یعنی مولوی محمد اسحاق صاحب اور مولوی عبد الخالق اور مولوی محمد حیات اور مولوی اور مولوی صدر الدین اور مولوی کرام الدین نے دو دو سطر یعنی ان صاحبوں نے حق نے لا مذہبوں کی کہا وہ سب جو بنتی مطابق شریعت کی کہا ہے اور نہیں کہا ہے واجب حسن علی نے

چھٹا باب

بیان میں جو باب ذیشان ہے یعنی مذہب حنفی ثابت ہے علیحدہ حنفی المذہب وہ پیروی سے ... ارشد ہیں جمیع دانش مذہب ... اسکا ... تو مذاہب مذاہب ... صحیح و درست است ... سلطنت مسلمین ... بحکم امام ...

تقلیدیکے از مذاہب اربعہ بعوت تقلید است پس پیروی ... غیر ایشان از مذاہب

ہیں اور سواد اعظم کی تبعیت کرنیکو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاحجب فرمایا ہے تو پھر اس سے معلوم ہوا کہ جس نے ان چار اماموں سی ایکسکی پیروی نہیں کی تو وہ سواد اعظم سے دور رہا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حکم کا مخالف بنا اور اونکی بیفرمانی کی بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو بڑی جماعت کی مسلمانونکی کیونکہ جو شخص دور رہیگا جماعت کی پیروی سے تو وہ پڑیگا جہنم میں اور نہایۃ المراد میں لکھا ہے وَفِیْ زَمَانِنَا ھٰذَا اَقُوْلُ انْحَصَرَتْ صِحَّۃُ التَّقْلِیْدِ فِیْ ھٰذِہِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ فِی الْحُکْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ بَیْنَھُمْ وَفِی الْحُکْمِ الْمُخْتَلَفِ فِیْہِ اَیْضًا قَالَ الْمُنَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ جَامِعِ الصَّغِیْرِ وَلَا یَجُوْزُ الْیَوْمَ تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ فِیْ قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ہماری اس زمانہ میں منحصر ہوئی ہے تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار میں سی سوا اور کسی کی تقلید درست نہیں اور کہا ہے مناوی نے جامع صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہے اس زمانہ میں تقلید کرنی سوای ان چار اماموں کے نہ تو قضا میں نہ فتوی میں یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے ان کے مذہب کے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی کو جائز ہے فتوی دینا اور تفسیر احمدی میں ہے قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا یَجُوْزُ لِلْاَرْبَعَۃِ فَلَا یَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَہِدًا مُخَالِفًا لَھُمْ بے شبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہیں جائز ہے مگر ان چار اماموں میں سے کسی ایک کی پھر جائز نہیں ہے پیروی کرنی اوس شخص کو جو اس زمانہ میں نیا مجتہد ہوا اور وہ مخالف ہو ان چار اماموں کا

ہذا مذہب اربعہ ودیگرے ... مفضل فیما قالہ العلماء الحق الا الضلول والائمۃ المسلمین فیما فعلوا وامروا الناس بالعمل بھا کانوا محققین فانھم کانوا فی طلبۃ الحق وصاحبی عامۃ المسلمین لا یکون

فی وسع کل واحد ان یجتہد الا کان ذو مجتہد لکن ینبغی ان یجتہد اماما ویکون متبعا لہ جواھر الفتاوی وفی السراجیۃ ومن خلف بن ایوب البلخی قال ان اللہ جعل العلم بعد نبیہ فی الصحابۃ ثم بعد ھم فی التابعین ثم بعد ھم فی ابی حنیفۃ واصحابہ فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط ... الروایات الی مفتی ...

سراج العلماء ضیاء الفقہاء
مفتی العدالۃ العالیۃ السلطانیۃ
سید رحمت خان عفی عنہ

اور اوسی تفسیر احمدی میں لکھا ہی والانصاف ان انحصار المذاهب فی الاربعة واتباعهم فضل الهی وقبولیت عند الله تعالی لا مجال فیه للتوجیهات والادلة اور انصاف یہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار مذہب میں منحصر ہونے پیروی انہیں جائز ہیں یہ افضل ہی اللہ تعالی کا اور مقبولیت ہی اسکی پھر اس بات میں دلیل اور توجیہ کو کچھ دخل نہیں ہے اور شرح سفر السعادت کے ۸۴ صفحہ میں جو لکھا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ دین کے مجتہدوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں اور اونکی اصحاب کی روایتونکو چھکر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرما کے آپسمیں اونکی موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے عوام مسلمانوں بلکہ عالموں کو اس زمانہ کی وہ قوت اور طاقت کہاں ہی۔ کہ یہ کام اونکی ہاتھ سے نکلے انکی راہ یہی ہے کہ مجتہدوں کی پیروی کریں اور اونکے طریقہ پر چلیں ترجمہ تمام ہوا اور بعضے علماء نے مولانا عبدالعزیز قدس سرہ کی روایت سے یوں لکھا ہے کہ چار مجتہدوں نے جو فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہئے کہ وہ حدیث پر عمل کرے کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہے تو یہ کہنا اونکا اون کے زمانہ سے علاقہ رکھتا ہی کیونکہ انکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوئی اسلئے بعد انکے جتنے علماء گذری باوجودیکہ اونکو مسائل کے نکالنے کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم اور فقیہوں کے اختلاف کی شناسائی حاصل تھی پھر بھی وہ اجتہاد کے راہ نہ چلے اسی واسطے کہ جیسی سمجھ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی ستھرائی اور قلب کی روشنی اور بے کمی اور نیت کی درستی اور خواہش نفسانی سے

صحیح لاشک ولاشبهة فیه کتبه الموسوم بالفضل ... شاگرد ہے لکھتے ہیں ھذا الجواب مولوی رفیع الدین صاحب کے جواب کے پاس اخوند ... اور مولوی عبدالخالق کے اور اونکی

اس جواب کا یہ ہی کہ حنفی مذہبکو بہتر جاننا اور غالب جاننا ... مذہب کو اور اماموں کے مذہب پر نیک اور درست ہی اور سارے مسلمانوں کو بلکہ عالم علم مجتہد کو پیروی ایک مذہب کی چاروں میں سے واجب ہے اور جب تحقیق چاروں مذہبوں کی

[illegible]

دوری اور پرہیزگاری اور سلیقہ عربی زبان کی بوجہہ کا قدیم لغتوں کے موافق اون مجتہدوں میں تھی اپنی ذات میں اونہوں نے بتائی اور ویسی تحقیقات اور تلاش اور قوت مسائل کے نکالنے او نہیں حاصل ہوئی او مسئلوں کی نادرست اور درست کرنے میں کوئی دوسری راہ سواے اون لوگوں کے مقرر کی ہوئی میسر نہ آئی حکم کیا اجتہاد کے حرام ہونے اور چاروں اماموں کی تقلید کے واجب ٹھیر جانے پر اور اللہ تعالے اونپر رحم کرے کہ اچھے طریقہ اور مضبوط راہ پر چلے کہ جنمیں بہت باتیں نیک پائی جاتی ہیں اون میں سے ایک یہ ہے کہ لوا وکی شت میں یہ بات ٹہیری کہ ہر شخص اپنی سمجھہ پر نازاں ہوتا ہے اور دوسرے کے کمال کو اگرچہ مجملاً اعتقاد رکھتا ہو پھر بسبب اسکے کہ اوس کے دل میں ایک بات ٹھیر رہی ہے اچھی بات کو بھی ان کے قبول نہیں کرتا پھر اپنی برابر کے لوگوں کے قول کا تو کیا ٹھکانا پس اس صورت میں اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطیں حاصل کر کے خلاف اگلوں کے احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کے موافق ایک نئی راہ پر چلنے لگتا اسمیں یہانتک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت شریعت کے احکام کے عبادات اور معاملات کے مقدمہ میں باقی نہ رہتی اور ٹوٹ جاتی اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا چنانچہ جبتک چار مذہب پر لوگ مضبوط نہیں ہوے تھے اور اونکی پیروی اختیار نہیں کی تھی ستر اور کئی فرقہ ہو گئے تھے اور اونکے تابعدار باقی رہ گئے مگر بعد اسکے جب علماء نے ان چار مذہبوں کو خوب ضبط کیا اور اونکے موافق احکام کو ہر طرف جاری فرمایا۔

اور ایک نیا مذہب بنانے کو باطل اور حرام ٹھیرایا تب ان چار

Marfat.com

کے سوا دوسرا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا ہو تو بسبب اجماع
علمای دیندار کے اور مدد سے بادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج نہونے
پایا خلاصہ اونکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی میں علمائی حرمین شریفین کے
وَالْحَاصِلُ اَنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِعَاقِلٍ اَنْ یَّخْتَارَ فِی الدِّیْنِ طَرِیْقَۃً اِلَّا مَا
ارْتَضَاھَا السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَتْ رِوَایَتُہٗ وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ
فِیْ کُلِّ عَصْرٍ عَلٰی حَقِیْقَۃِ ذٰلِکَ وَلَمْ یُوْجَدْ مُتَّصِفٌ کَذٰلِکَ اِلَّا مَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ
الْعُلَمَاءُ مِنْ حَقِیْقَۃِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ وَتَلَقَّتْھُمُ الْاُمَّۃُ
بِالْقَبُوْلِ وَاَمَّا مَا لَمْ یُنْقَلْ مُتَوَاتِرًا وَلَمْ یُجْمَعْ عَلٰی حَقِیْقَتِہٖ وَلَمْ تَتَلَقَّہُ
الْاُمَّۃُ کُلُّھَا بِالْقَبُوْلِ فَلَا یُلْتَفَتُ اِلَیْہِ وَلَا یُعَوَّلُ عَلَیْہِ حاصل یہ ہے
کہ لائق نہیں کسی عاقل کو کہ اختیار کرے دین میں کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ
کہ پسند کیا ہوا وسکو اگلے علماء اور پچھلے فضلا نے اور روایت اوس کی
تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیقت اوسکی اجماع سے علماء کے ہر زمانہ میں ثابت
ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہیں پایا گیا مگر یہی چار مذہب کہ سب علمانے انکی
حقیقت پر اجماع کیا ہے اور تمام اُمّت نے اونکو قبول کیا ہی اور جو مذہب
مسلمانوں نے بہی اوسکو قبول نہیں کیا ہے تو اوسکی طرف التفات اور اوسپر
اعتماد نہ کیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کے قابل نہیں **چوبیسواں**
سوال جو کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکہتا ہو اوسپر واجب ہی کہ کسی ایک
مجتہد کی ان چار مجتہدوں مشہوروں میں سے پیروی کرے یا اوسکو جائز
ہے کہ قرآن اور حدیث میں جیسا پاوے ویسا عمل کرے
جواب تقلید کرنی یعنی پیروی کرنی کسی امام کی اوسپر واجب

Marfat.com

ساتواں باب

ہے اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا موافق اپنی سمجھ کے
درست نہیں لیکن یہ معلوم کر لینا ضرور ہے کہ مراد مجتہد سے وہ شخص
ہے کہ جسکے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہوا اور سب فاضلوں کے نزدیک
اجتہاد اوسکا مقبول ہو اور اوسکا مذہب نقل تواتر سے منقول ہو سو
ایسے یہی چار امام ہیں کہ مشہور ہیں اہل شرق اور غرب میں اور سب
اہل عجم اور عرب کا انکے اجتہاد پر اجماع ہے اور بہت سی علمائے کرام
اور اولیائے عظام کہ انکے بعد گزرے انہیں چار میں سے ایک کی تقلید
میں گذر گئے اور انکے سوا اور کسی مجتہد کی مذہب پر اجماع علما کا اور
اتفاق مسلمین کا نہیں ہی اور نہ کسی کا مذہب وہی ہے جیسا کہ تفصیل ان باتوں
کی جواب میں سوال سابق کے مذکور ہوئی نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا
اعتقاد رکھتا ہی یا بعضی جاہل یا بعضی فاضل خوشامد سے یا بعضی مرید یا شاگرد
تعظیم سے یا اپنے زعم سے اوسکو مجتہد کہتے ہوں تو ایسی کی تقلید ہرگز جائز نہیں
ہے دلیل اس حکم کی بہت سی کتابوں میں لکھی ہے اختصار کے واسطے چند
کتاب سے لکھا جاتا ہے کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم میں ہے العامی
اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذہ بظاہرہ لجواز ان یکون
مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بخلاف الفتوی یعنی عامی جب سنے
کسی حدیث کو تو جائز نہیں کہ اس حدیث کے ظاہر سے جو سمجھا جاوے اسپر
عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنی اس کے مراد نہوں یا وہ منسوخ ہو
بخلاف فتوی کے یعنی حکم مجتہد کے کہ یہ شبہ اور گمان نہیں ہے بخلاف
کہ مجتہد خوب تحقیق کر کے حکم دیتا ہے اور اسی کفایہ کی کتاب الصوم

میں ہے اَنَّ الْمُفْتِیَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مِمَّنْ یُّؤْخَذُ مِنْهُ الْفِقْهُ وَ
یُعْتَمَدُ عَلَیْهِ فِی الْبَلَدِ وَفِی الْفَتْوٰی وَاِذَا کَانَ الْمُفْتِیْ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ
فَعَلَی الْعَامِّیِّ تَقْلِیْدُهٗ وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ اَخْطَأَ فِیْ ذٰلِكَ وَلَا یُعْتَبَرُ
بِغَیْرِهٖ هٰکَذَا رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ
بِشْرٌ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی لائق یہی ہے کہ مفتی ایسا شخص
ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہوں اور علم فقہ کا سیکھتے ہوں اور
اوس شہر میں اوسکے فتوے پر اعتماد رکھتے ہوں اور مفتی جب اسطرح کا ہو
تو پیروی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا ہی کرے اور عامی
اوسکی پیروی کے سوا اور کچھ اعتبار نہ کرے یعنی جو مفتی اسطرح کا ہو
تو اوسکی پیروی نہ کرے روایت کیا اس بات کو حسن نے امام ابوحنیفہ رح
سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے ابیوسف سے اور تقریر
شرح تحریر میں ہے لَیْسَ لِلْعَامِّیِّ الْاَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ کَوْنِهٖ
مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْهِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْفُقَهَاءِ
لِعَدَمِ الْاِهْتِدَاءِ فِیْ حَقِّهٖ اِلٰی مَعْرِفَةِ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ وَسَقِیْمِهَا
وَنَاسِخِهَا وَمَنْسُوْخِهَا فَاِذَا اعْتَمَدَ کَانَ تَارِکًا لِلْوَاجِبِ عَلَیْهِ یعنی
عامیکو حدیث کے ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہیں ہے شاید اوسکے ظاہر
معنی مراد نہوں یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطے
اوس عامی کو معلوم نہیں ہی کہ کونسی حدیث صحیح ہی اور کونسی غیر صحیح ہی اور کون ناسخ
اور کون منسوخ ہی پھر ایسا شخص جب اپنی فہم پر اعتماد کرکے کسی حدیث پر عمل کرے
تو اوسپر جو واجب ہی اوسکو چھوڑنیوالا ہو یعنی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے

مخوف بکفر است فی القنیة کردن تواند چنین کس ضعیف و متعارض امتیاز نداردکہ در احادیث صحیحہ بمکنہ و طاقت علی ایقدر و در دعوی عمل بحدیث صحیح ابو امام اجمع را انستہ باشند انمتی و کیسکہ مذاہب العلو

من قال لا اقول بفتوی الائمة ولا اعمل بفتویهم فهو رد علی رسول الله صلی الله علیه وسلم واجماع الامة وتنبیهات النصوص فیلزمه التوبة والاستغفار وقبل ان لم یکن مجتهدا الخشی علیه

الکفر وانا منکر تحقیقت مذہب اربعہ پس ضال و مضل و ساعی در ارض است بفساد چہ اتباع است بر عدم خروج از مذاہب اربعہ چنانکہ بعد از انکہ عصر صدی چہارم تحقیقت با پیدا است کہ ... از کلام امام نووی ...

ترنیف وارد است اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار و ومع الاشتراک لانقطاع الفضل ... الاجماع ... الائمة الاربعة مخالف

فرمایا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال
کروامور دینی کو جاننے والوں سے تم نہیں جانتے اور تحریر میں ابن ہمام کی
اور تیسیر شرح میں اوسکی آیا ہے غَيْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ يَلْزَمُهٗ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ
التَّقْلِيْدُ وَاِنْ كَانَ مُجْتَهِدًا فِيْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنی جو
کوئی مجتہد مستقل نہو اگرچہ بعضی مسئلہ فقہیہ میں یا بعضی علم میں وہ اجتہاد کی طاقت
رکھتا ہو تو اوسکو ضروری کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اشباہ میں ہی اَلْفَتْوٰى
فِيْ حَقِّ الْجَاهِلِ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْتِهَادِ فِيْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد
کا مرتبہ نہیں رکہتا ہی اوسکو مجتہد کے فتوی پر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ مجتہد پر
اپنی اجتہاد کی موافق عمل کرنا واجب ہے اور مولانا عبدالعزیز مرحوم نے تفسیر میں
سورہ بقر کی آیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر میں لکھا ہی کہ کسانیکہ اطاعت
آنہا بحکم خدا فرضست شش گروہ اند از انجملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند کہ
حکم ایشاں بطریق واجب تخیر لازم امت است بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت
ایشاں میسر است فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگوں کی اطاعت
خدا کے حکم سے فرض ہے وہ چھ گروہ ہیں اونمیں سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد ہیں
اور طریقت کے مشائخ ہیں کہ حکم اونکا بہی بطریق واجب تخیر کے لازم ہی عوام امت پر
اسواسطی کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار اونکو معلوم ہیں جیسا کہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہی سوال کرو شریعت کے احکام کو عالموں سی اگر نہیں جانتی ہو تم اور مولانا
شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادت کے ۲۰ صفحہ میں لکھا ہی وچوں وحدت
وجود در مذہب قرار یافت اکنوں تابع مجتہد را رسد کہ چوں حدیث صحیح مخالف
مذہب خود در نظر آید مذہب را بگزارد و عمل بحدیث کند یا نرسد دریجا اختلافی

سید محمد

محمود الکبری

فان کان فیہ تنبیہ فقال صریح الاجماع فخلو
نعم التصریح انہ لا اجماع
انعقاد علی عدم مخالفۃ
بعمل بمذہب غیر الاربعۃ لا انضباط
مذاہبہم و اشتہارہ
و کثرۃ اتباعہم انتہی
و بر تقدیر عدم خروج از
مذہب اربعہ اجماع واقع شدہ
پس سلک مذاہب اربعہ لازم
است و الا خوف کفر ورت
و استغفار از سعادت و در
کریمان است نعوذ باللہ
من سوء الاعتقاد و ہدانا
اللہ الی سبیل الرشاد تعالی
علیہ اللہ بن عبد الرزاق

المکی الحنفی فی رسالتہ
المسماۃ بالحبل المتین فی
احکام المرتدین اذ انتحل
حراما مما صرح بالاجماع او
انکر و نقضا اجماعیۃ او
حجۃ او دعوٰی او وجیبۃ
مما ذکر اللہ فی القرآن والاحادیث
المتواترۃ فان انکار القرآن
والاحادیث والاجماع کفر ی
بالاجماع فخو واللہ
اعلم بالصواب

در روش پیشینیان و پسینیان رفتہ گویند کہ مقتدائے حقیقی پیغمبر خدائی صلی اللہ علیہ وسلم است و دیگران ہمہ تابع وی و چوں بیقین معلوم شود کہ او فرمودہ است در پے دیگر رفتن معقول نبود ایں طریقہ متقدمانست اما دریں روزگار پس ایں کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث و آثار را تتبع نمودہ و ناسخ را از منسوخ و صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل فرمودہ و تطبیق و توفیق میان آنہا دادہ مذہبی قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علمائی ایشانرا دریں روزگار ایں قوت کجا است کہ ایں کار از دست ایشان آید ایشان را جز متابعت مجتہدان کردن و در پے ایشان رفتن سبیلے نبود و چارہ نے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جب اجماع کے علمای سے یہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا فرض ہے تو پھر تابع کو کسی مجتہد کے یہ پوچھتا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنی مذہب کے خلاف اوس کی نظر سے گزرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یا نہیں تو اسمیں درمیان متقدمین اور متاخرین کے اختلاف ہی متقدمین یوں کہتے ہیں کہ پیشوای حقیقی تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے سب تابع اونکے پھر جب یقین معلوم ہو جاوے کہ یہ کلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے تو پھر دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہیں ہی لیکن اس زمانہ میں یہ کام بن نہیں پڑتا یعنی حدیث پر عمل کرنا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدوں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو اور اونکے اصحاب کے حکموں کو چن کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کر کے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پھر اون کی آپس میں موافقت اور مطابقت دے کر ایک مذہب مقرر کیا عوام مسلمانوں بلکہ اس زمانہ کے عالموں کو وہ قوت

اور طاقت کہاں ہے کہ یہ کام ان کے ہاتھوں سے نکلے اونکی راہ یہی
ہے کہ مجتہدوں میں سے ایک کی پیروی کریں اور اون کے طریقہ پر چلیں
سوائے اسکے اور کچھ تدبیر اور سبیل نہیں ہے یعنے اس زمانہ کے لوگوں کو
اسقدر لیاقت نہیں ہے کہ اپنی تحقیق سے ناسخ کو منسوخ سے تمیز دیں اور
صحیح کو غیر صحیح سے فرق کریں اور حدیث مجمل کی تاویل کریں اور اگر دو حدیث
میں اختلاف ہو تطبیق یا ترجیح دیں اسواسطے کسیکو جائز نہیں ہے کہ حدیث میں جو
پاوے ویسا عمل میں لاوے بلکہ اوسے فرض ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے
اور اپنی سمجھ کے موافق قرآن اور حدیث پر عمل نکرے اور فتوی میں علمائے
حرمین شریفین لکھا ہے اَلْاِجْمَاعُ قَدْ حَصَلَ عَلٰی حَقِّیَّةِ الْمَذَاهِبِ
الْاَرْبَعَةِ وَتَخَلَّفَ ذٰلِكَ فِيْمَا سِوَاهَا وَاِنَّ الْاُمَّةَ جَمِيْعَهَا قَدْ
تَلَقَّتِ الْمَذَاهِبَ الْاَرْبَعَةَ بِالْقُبُوْلِ وَلَمْ يَحْصُلْ لِغَيْرِهَا
وَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْ لَّمْ يَعْلَمْ طُرُقَ الْاِجْتِهَادِ
وَلَمْ يَعْلَمْ مَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّدْرُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْ
اَقْوَالِهِمْ وَاَفْعَالِهِمْ اَنْ يَّسْئَلَ وَلَا يَعْمَلَ اِلَّا بِمَا يُفْتِيْهِ الْمُفْتِيْ
مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ لِعَدَمِ الْمُجْتَهِدِ فِيْمَنْ سِوَاهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اجماع علماء کا حق ہونے
پران چار مذہب کے ثابت ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہیں
ہوا اور بیشک سب امت نے ان چاروں کو قبول کیا ہے اور اون کے
غیر کو تسلیم نہیں کیا اور بیشک خدائے تعالے نے اس شخص پر کہ اجتہاد
کے طریقے کو نہ جانے اور جو کچھ صحابہ نے فرمایا ہے اور کیا ہے اسکو

ظاہری اور جو حکم کہ مخالف ہو چاروں اماموں کا وہ مخالف ہے اجماع کا اگرچہ ایسی خلاف ہوا اور اونکا اور کئی میں فرق کیا گیا ہے کہ اجماع ہوگیا ہے اسی بات پر کہ چاروں اماموں کے

خلاف پر عمل نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ اونکا مذہب مضبوط ہو چکا اور مشہور ہو گیا ہے اور اونکے پیرو علمی والے بہت ہوئے فقط یعنی ان چار مذاہب کی حقیقت پر اجماع ہوا خلاف پر اونکے عمل جائز نہیں ہے اور جب اون چار مذہب ہونے نکلنے پر اجماع ہوگیا

بھی نہ جانے یہی واجب کیا ہے کہ شرع کے حکموں کو سوال کرے اور عمل نہ
کرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب سے ایک امام کے
ان چاروں اماموں سے ایک ویسے شخص کے حق میں سوائے اور کچھ دلیل نہیں ہے
فرمایا ہے اللہ تعالے نے پس سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے اور شیخ
عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے ۱۸ صفحہ میں لکھا ہے گفتہ است محقق
حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ ایں ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث وتقدیم صحیح بخاری
ومسلم قرار دادہ اند تحکم است وجائز نیست در وی تقلید زیرا کہ اصحیت نیست
مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطی کہ اعتبار کردہ اند آنرا بخاری ومسلم وشک
نیست کہ اجتماع شرائط راوی از حکم کردن بخاری ومسلم بآں جزم نتوان
کرد چہ جائز است کہ در واقع خلاف آں باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است
مسلم در کتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم نیستند از جرح وہمچنیں در کتاب بخاری
جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشاں پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علما
وصواب دید ایشاں باشد وہمچنیں در شروط صحت وضعف پس جائز است کہ
صحیح شود نزد ایشاں حدیثی در غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را یا
راجح آید برآں وحاصل ایں سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح وتنقید ائمہ مجتہدین واکابر سلف
است وچوں ایشاں حدیثی را تلقی بقبول کردہ وعمل بداں نمودند پس انکار
واعتراض بر ایشاں بتقلید علمائی محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد وسر سام ایشاں
بحکم ایں جماعہ تحکم ومکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہی کہ محدث محقق ابن
ہمام نے کہا ہے کہ محدثوں نے جو ترتیب دی ہے کہ صحیح مسلم زیادہ صحیح
ہے اور کتابوں سے اور یہ دونوں مقدم ہیں اور کتابوں پر تو یہ کہنا

شو اور سنے منکر بیہودہ گوئی کی سبب توبہ اور استغفار لازم ہے نہیں ہیں تو ہے کفر کا سا تشنیع پناہ مانگتے ہیں ہم خدا کی ایسے عقیدے سے ہدایت کرے اللہ سبکو نیک راہ پر کہا ہے علیم اللہ عبدالرزاق کے بیٹے نے اپنی کتاب حبل المتین میں یا جو ترجمہ ہے احکام کے بیان میں ہے

اور جب کوئی حلال جانے اوسکو جو حرام ہوا ہے اجماع سے یا حرام جانے اوسکو جو حلال ہوا اجماع سے یا انکار کرے کسی فرض اجماعی کا یا واجب

اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعوی بے دلیل ہے اور کسی مجتہد کے مقلد اسبات کی پیروی کرنی درست نہیں ہے اسواسطے کہ ان دونوں کتابوں کا صحیح ہونا نہیں ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور مسلم نے جس شرطوں کو کہ راویوں میں اعتبار کی ہیں وہ سب شرطیں اونکی تلاش کے موافق ان حدیثوں کے راویوں میں پائی گئی ہوں ور شک نہیں ہے اس بات میں کہ بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وہ سب شرطیں اون راویوں میں مجتمع تہیں یقین ہے نہیں ہوسکتا ہے کہ واقع میں ایسا ہی ہو کیونکہ جائز ہے کہ حقیقت میں ویسا نہ ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی راوی کے ظاہر حال کو دیکھکر اونہوں نے مثلاً عادل سمجھا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو سواسلئے کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سے لوگوں سے روائت کی ہے کہ ان راویوں میں کچھہ خلل اور نقصان تھا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بھی حال ہے تو اب اعتماد راویوں کے احوال میں علمائی مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث کے صحیح ہونے میں اور ضعیف ہونے میں بھی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے یعنی مقلد کے حق میں وہی راوی معتمد ہے کہ جسکو اوسکے مجتہد نے معتمد کہا ہو اور اوسکے حق میں وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکے امام نے صحیح فرمایا ہو تو پھر جائز ہے کہ کوئی حدیث سوائے ان دو کتابوں کے اور کسی کتاب میں موجود ہو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اون کتابوں کی حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوپر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے سو خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے میں مجتہدوں کے قول پر اعتماد ہے محدثوں کے نہیں یعنے جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پھر اوسکے امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوسکے

سے کہ اور حدیث کا جیسے بیان کیا اللہ تعالی نے قرآن میں ہو کہ ہو اوسکا ثبوت حدیثوں میں سے ثابت نہیں میں انکا یعنی قرآن اور احادیث متواترہ اور اجماع کا کفر ہے واللہ اعلم فقط خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کی تقلید [illegible] نہیں سے چاروں مذہبوں سے معاوے چار مذہبوں کے ہے کہ ان کی تقلید صحابہ و کہ اصل تقلید صحابہ اور تابعین کی ہے برابر ہوتا اس تقلید کا ممکن نہیں ہے سوا کی ان چاروں کے کیونکہ وہ مدون یعنی لکھا ہوا نہیں [illegible] جو کہ امام مالک نے نے علم اور عمل صحابہ کا موطا میں مدون کیا ہے سو اب تو چاہئے کہ ان چار کی پیروی میں حصر صحیح ہو اور اسکا جواب یہ ہے کہ اس کتاب میں عمل اہل مدینہ کا مذکور ہی اور صاحب کتاب نے خود منع کیا ہے اور کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین دور دور پھیل گئے حقیقت کو اسی کتاب پر منحصر نہ کیا علاوہ وہ کتاب ہی اکثر احکام او مسائل میں مطابق احکام [illegible] اور اکثر کتابوں میں امام ابو حنیفہ اور صحاح اصحاب کے [illegible]

Marfat.com

حق میں وہی حدیث صحیح ہے دوسرے کے قول پر اعتماد نہیں تو پھر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث قبول کرلے اور اوسپر عمل فرمایا تو پھر حدیث سے اون محدثون کے جو لوگ ہیں مشہور ہیں اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہیں ہے اور مجتہد کو الزام دینا محدث کے قول سے بیجا محض اور دعوی بے دلیل ہی یعنی جب کسی مجتہد نے ایک حدیث کو روائت کرکے اوسکے موافق عمل کیا تو اب اوسکے مقابل میں اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روائت کیا ہو اعتراض کرنا جائز نہیں اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد کی تقلید سے پھرنا اور اوس کے مقابلے کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہیں ہے اور شرح سفر السعادۃ کے ۲۳ صفحہ میں ہے نزد قدمای مجتہدین ائمہ وکبرائی ایشان علمی وافراز حدیث ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ ومنسوخ بود کہ الزام ایشان تقلید ومتابعت احکام واقوال علمائی متاخرین از اہل حدیث نتوان کرد واز حیطہ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان عدول کرد بر طبق کلامے کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافت خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ اگلے مجتہدوں یعنی ان چار اماموں میں حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح اور ضعیف وغیرہ کی تمیز انمیں بڑی کامل تھے یعنی حدیثوں کا احاطہ اور تلاش میں اور ہر حدیث کے حال دریافت کرنے میں جسقدر ان چار اماموں کو علم اور امتیاز تہا ان محدثوں مشہوروں کے تئیں اسقدر نہ تو علم تہا نہ امتیاز تہا تو پھر ان مجتہدوں کو الزام دینا جائز نہیں ہے قول سے ان محدثوں کے اور حکم کرنے سے اون جماعت کی یعنی محدثون کو تحقیق کے لحاظ سے اور اون کے جمع کے اعتبار سے مجتہدوں پر اعتراض کرنا

درست نہیں ہو سکتا ہے اور محدثوں کے قول کے اعتبار سے مجتہدوں
کی تقلید سے پھرنا درست نہیں ہے جیسا کہ ابن ہمام کی کلام سے منقول
ہوا اور حاصل ان دونوں عبارت شرح سفر السعادت کا یہ ہے کہ امام
ابن ہمام محدث نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوئی
محدث اونکی مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب میں داخل کیا ہو تو ہم حنفیوں
کو تقلید کرنی اوسکی درست نہیں اور اسی طرح جس حدیث کو اونہوں نے
ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنی اوسکی جائز نہیں ہے اسواسطے کہ
حدیث کی صحت اور ضعف راویوں کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت
سے راوی ہیں کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے اونمیں بعض محدثوں
نے اونکو عادل سمجھا ہے اور بعضے دوسرے نے اونہیں غیر عادل
ٹھیرایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثوں نے
عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق میں غیر عادل ہو اور
اسی طرح جس راوی کو اونہوں نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے
امام کی تلاش میں وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہیں ہمکو مگر اس
چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث
کو قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق میں وہی حدیث واجب
العمل ہے اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جسکو ان مشہور محدثوں نے
روایت کیا ہے اور اپنی کتابوں میں درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا غیر
مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جائز نہیں ہے اور اونکے
مقلد کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا

Marfat.com

باب آٹھواں

الخرافوں سے بچاوے
امت محمدی کو ایسے فتنہ
پیروی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ
ایسی ہی پیروی کو نفس کی
کوئی کسی جہت سے اور
کسی جہت سے اور
کوئی

درست نہیں اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ میں لکھا ہے این چہار
تن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال
صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان
ناسخ و منسوخ کردہ و غائت بذل مجہود دریں باب فرمودہ استنباط احکام
بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع
ایشان بودن چارہ و سبیل نیست و مشائخ طریقت و بزرگان ایشان ہم
بریں مذہب بودہ اند یا رب مگر آنہا نیکہ از ایشان بپایۂ اجتہاد رسیدہ
موافق یا مختلف ایشان برائے خود اجتہادے مینمودہ باشند واللہ اعلم
خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یہ چار مجتہد دین کے امام اور ملت اسلام کے پیشوا
ہیں کہ اونہوں نے پیغمبر خدا کی حدیثوں کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کیا
اور اون سب کے میان موافقت اور مطابقت دی اور بیان اور تاویل
فرما کر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش اور جانفشانی اور
مشقت حیرانی اوٹھا کر شرع کے حکموں کو اونکی دلیلوں سے نکالا غرض ہر ایک
کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوائے پیروی کرنے ان چار اماموں میں سے ایک
کی اور کچھہ تدبیر بن نہیں پڑتی ہے شریعت کے علماء اور طریقت کے اولیائ
بہی اسی مذہب پر تھے مگر ان لوگوں میں سے جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہونچا
ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ ان چار اماموں کے موافق
ہو یا مخالف اور اسی طرح شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ میں ہے
و بالجملہ مذہب حق و طریق بمنزل وصول بمقصود و ابواب درآمد
خانہ دین چہار است ہر کہ رہے الیں راہہاے و درے ازیں

صاحبزادہ میاں محمد سعید
کے جواب میں لکھا ہے اونہوں
نے قال الامام الربانی
فی مجلد الثانی من مکاتیبہ
مثل سوح اللہ مثل امام اعظم
کوفیت کہ برکت ورع و تقوی
و بدولت متابعت و سنت درجہ
علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ
است کہ دیگراں در فہم آن عاجز

اند و مجتہدات او را بواسطہ دقت
معانی مخالف کتاب و سنت
دانند و او را و اصحاب او را
اصحاب الرای پندارند کل ذالک
لعدم وصول الی حقیقۃ علمہ و درایتہ و عدم
الاطلاع علی فہمہ و
فراستہ امام شافعی
... از دقت فقاہت او
علیہ الرضوان یافت کہ گفت
الفقہاء کلہم عیال
ابی حنیفۃ ...

درسها اختیار نموده براه دیگر رفتن و در دیگر در گرفتن عبث و یاوہ باشد۔ و کارخانہ
عمل را از ضبط و ربط بیروں افگندن و از راه مصلحت بیروں افتادن ست
و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از مذہب و احد مختار رواییے کہ دلیلش
احسن و اقوی ست و فائدہ اش اعم و اتم و احتیاط کردن دران اکثر و او فر تو اختیار
کند و براه رخصت و مساہلہ وجید اندوزی نرود این طریقہ متاخرین است و شک نیست
کہ این طریقہ محکمہ و مضبوط تر ست۔ ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل مقصود
کی پہنچنے کی راہ اور دین کے گھر میں آنیکے دروازوں میں سے ایک دروازے
کو اختیار کیا۔ تو پھر دوسری راہ چلنا اور دوسرے دروازہ میں وڑ آنا بے فائدہ
اور بیہودہ ہے اور عمل کے کارخانہ کو انتظام اور رونق سے بگاڑ دینا ہے اور
دین کی مصلحت اور خیال سے دور پڑنا ہے۔ اور جو کوئی چاہے کہ تقوی اور
احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے اختیار کر کے اس میں
جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اس کی زیادہ قوی ہو اور فائدہ اس کا
کامل ہو اور احتیاط اس میں زائد ہو۔ اسی کو اختیار کرے۔ اور اس
مذہب میں جو روایت ضعیف ہو یا رخصت کی ہو۔ اس کو بلا ضرورت
اختیار نہ کرے اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہے اور شک نہیں
ہے کہ یہ راہ بڑی سیدھی اور خوب مضبوط و ہموار ہے اور
اسی شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ میں ہے۔ قرار
داد علما و مصلحت دید ایشاں در آخر زمان تعیین
و تحقیق مذہب است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم دریں
صورت بود از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار کند صورت

۸۹

دارد. لیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن بے توہم سوظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود. قرار داد متاخرین علماء این ست فھو المختار فیہ الخیر اجماع اور اتفاق علما کا اور صواب دید ان کا اس زمانہ میں اس بات پر ہے۔ کہ ہر کوئی ان چار مذہبوں میں سے ایک کو اپنے حق میں معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کاروبار کا انتظام اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت میں ہے. ہر شخص ابتدائی حال میں اپنے مختار ہے کہ جس کو ان چار مذہبوں سے چاہے. اختیار کر لے لیکن ایک کو اختیار کرنے کے بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور بدگمانی سے خالی نہ ہوگا۔ اور عبادات اور معاملات کے باب میں تفرقہ اور انتشار اور اختلاف واقع ہوگا۔ علمائے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے۔ اور یہی بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی میں ہے دوسرے میں نہیں اور اسی شرح سفر السعادت کی ۸ صفحہ میں ہے در اذہان بعضے مردم چناں در آمدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک طریقہ اقتدا و اتباع در مذہب ایشاں بیشتر است و مذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر رای و اجتہاد است و مخالف احادیث اینسخن غلط محض و جہل صریح ست آخر نہ در اجتہاد حفظ کتاب اللہ و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط ست و بی آن درست نے و چون قیاس و اجتہاد ان امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمامہ امت است این گمان را مجال نبود ما نا کہ سبب وقوع دریں ورطہ آن بود کہ بعض محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہا ئیکہ تصنیف کردند چنانچہ مصابیح

اجتہادی مسئلوں کو میں عاجز اور ان کے کرا اور لوگ اسی کے سبب فہم اور استنباط میں پایا نے ایسا بڑا درجہ اجتہاد دولت کے باعث انہوں سنت کی متابعت کے صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رسول اللہ

معنوں کی باریکی سبب کتاب و سنت کی مخالف جانتے ہیں اور انکو اور انکے یاروں کو اصحاب الرای گمان کرتے ہیں سو یہ قصور اس لئے ہے کہ انکے علم کی حقیقت تک نہیں پہنچے اور اسکو دریافت کیا اور انکی فہم اور ہوشیاری پر مطلع نہ ہوئے حضرت امام شافعی رح نے ایک شمہ

٩٠

انکی فقاہت کا دریافت کرکے فرمایا کہ سارے لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں [illegible]

[illegible]

و مشکوٰة و مانند آں دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نموده جمع کردند. و در احادیث
مذہب حنفی براہ طعن و جرح رفتند و ایں ہا بی گوشہ تعصبی نخواہد بود. اکثر
ایشاں با حنفیہ بے گوشہ تعصبی نباشند عفا اللہ عنہم در نظر در کتب حنفیہ کہ
در دیا حرب مشہور است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد و مواہب الرحمٰن کتابیست
در ہیں مذہب شارح و التزام کرده است. کہ دلیل از آیات قرآن و احادیث صحیحہ
بیارد و گفتہ اند کہ نزد وے رسم مسند و قبا بود کہ احادیث مسموعہ خود را در آں
ضبط کرده و گفتہ اند کہ مشائخ او کہ از ایشاں استماع حدیث کرده در رائی صحابہ
کہ از ایشاں شنیده از تابعین سہ صد کس بوده اند و آنہا کہ از وے مستند کرده اند
پانصد کس اند و مجموعہ اسنادوی در علم چہار ہزار کس اند و جمیع آن را بر ترغیب
حروف تہجی جمع کرده اند و چوں احادیث کہ امام شافعی بدان تمسک نموده امام
ابوحنیفہ بدان تمسک نموده مردم گمان کرده اند. کہ مذہب او مخالف احادیث
اوست حالانکہ در ینجا احادیث دیگر است صحیح نزد قوی تر از آن کہ بدان اخذ
و تمسک نموده و ایں معنی تفصیل بیان کرده اثبات نموده اند ما اگر آں را ذکر
کنیم سخن دراز گردد بالفعل آں مباحث موجود است طالب حق را باید کہ بداں
رجوع کند و فی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول و منقول است و بانا کہ
در اغلب اوقات احوال عادت کریمہ آں امام ہمام بود کہ در تفہیم و تبیین مذہب
خود بجہت رعایت طبائع عامہ خلق کہ مجبول اند بر تطابق معقول و منقول تائید
نقل بعقل اقتضا بر دلیل معقول کردے و بقصد تسلیہ و تشفیہ طباع الثان
در کشف آں میکوشیدے و الا اصل تمسک و استدلال او بکتاب و سنت و اقوال
سلف بود و خود چہ صورت دارد کہ بی رجوع بکتاب و سنت و اجماع تمسک بقیاس کند حالانکہ

شرط عمل بداں علم آں اصول است و دلایل عقلی ایشاں در حقیقت برائے تائید و
ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وے قیاس را ولابد از احادیث آنچه
موافق قیاس بود راجح است نه آنکه قیاس در مقابل نص کرده باشند و نیز علم
به صحت و ضعف احادیث در زمان متاخر برخلاف زمان سابق است.
چه میتواند که حدیثی در زمان ایشاں صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت و قبول
در روانه که واسطه بود در میان و حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
پس ازاں جہت رواة دیگر که بعد ازاں آمدند ضعفے پیدا شد. پس از
حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثی لازم نیاید ضعف وے در زمان امام
ابو حنیفه رحمة اللہ علیه و ایں نکته ظاہر است و امام اعظم بجہت غایت امتیاز و فور فضل و کمال
مسبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته اند. که بعض متقدمین را نیز
بآنجناب حسد گونه بود و در حقیقت ہر که فاضل تر محسود تر شاغیان را ایں
حال است امام شافعی رح را نه بینید که چه مدح و مدح اصحاب وے میکند
و میگویند الناس کلهم عیال ابی حنیفة و آنچنانکه تقلید و اتباع امام
ابو حنیفه باحادیث و اقوال صحابه است. دیگر آنست اصحاب ابو حنیفه رح ہمه متفق اند که
حدیث ہر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر و اولی تر از قیاس اجتہاد است
و وے رض تا بجا ضرورت نه رسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث باقسامه از دست
نهد امام شافعی بقیاس را بر چندیں از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام
قیاس نیز جز بقیاس نه دتر عمل نکند و قیاس تناسب و قیاس شبہی و قیاس
تردی ہمه نزد وے متروک و غیر معمول است و در چندیں مواقع
قیاس را باحادیث ترک نداده و امام شافعی عمل بقیاس کرده

حضرت عیسی علیہ السلام ... ہم کو ... امام ابو حنیفہ ...

پنجتن کا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہے ... حضرت عیسی علیہ السلام نماز کو ... حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے ... عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے اور میدان ... ابو سعید خدری کے

... حضرت امام ... الطریقة المحمدیة ... الصواب و خلافه ...

وحفظ ... وکذا سمعت من مولانا السید احمد ... ومولانا الشیخ عبد الغنی ... ومولانا اسمعیل الشہید ... رضی اللہ عنہم

واللہ اعلم بالصواب

اگر آنرا ذکر کنیم بدرازی کشد و ابوحنیفہ تقلید صحابی را و در آنچہ صحابی باجتہاد خود گوید
واجب داند و شافعی گوید یعنی ما و ایشان در اجتہاد برابریم.
وہمہ مجتہدانیم مجتہد التقلید مجتہد دیگر نرسد. نقل ست کہ امام ابوحنیفہ رحمہ فرمود کہ عجب از
مردم کہ مرا مجتہد مے گویند کہ وی فتوے برائے خود میدہد و حال آنکہ من ہرگز فتوے
ندہم مگر آنچہ ماثور است و مرویست و امام حجت عبداللہ ابن مبارک کہ از وی رحمہ نقل کردہ
کہ گفت آنچہ از حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آمد فبالرأس والعین و آنچہ
از صحابہ رسیدہ نیز اختیار کنیم و از گفتہ ایشان نہ برآییم۔ ولیکن چون چیزے
از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم با ایشان مزاحمت مے کنیم و در تحقیق حق
بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہے بعضی لوگوں کی گمان میں ہے کہ مذہب
امام شافعی کا احادیث کے موافق ہے اور حدیث کی پیروی ان کے مذہب میں
زیادہ ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہے یہ کلام محض غلط
ہے اور صریح نادانی ہے کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو
جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد میں شرط ہے اور بغیر ان چیزوں کی اجتہاد درست نہیں ہے
اور جب کہ امام اعظم کا اجتہاد سب مجتہدوں کی اجتہاد پر مقدم ہے اور سابق ہے اور
سب علما اور مجتہدوں کی نزدیک ثابت ہے اور تمام امت کا مقبول ہے۔ تو پھر
یہ گمان فاسد کا محل نہیں ہے اور سبب اس گمان اور غم کا یہ ہے۔ کہ بعضے
محدثین شافعی المذہب نے کتابیں حدیث کی جو تصنیف کی ہیں جیسا مصابیح اور
مشکوۃ اور اس کے مانند تو اپنی مذہب کی دلیلیں ڈھونڈ کر اور حدیثیں جو ان
کے مذہب کے موافق ہیں چن کر جمع کیا ہے اور جو حدیث کہ ابوحنیفہ
کے مذہب کے موافق ہے۔ اس پر طعن اور جرح کیا ہے

ترجمہ یعنی حضرت امام ... اور ... ہے اور گمراہ ہے اور ... حضرت امام ... سید احمد صاحب نے اور مولانا محمد اسمعیل ... عبدالعزیز دہلوی کی ... تمہید ... ہے اور اللہ جاننے والا ہے ... اور اسی کی پاس لکھا ہے ... مولوی زین العابدین ... حضرت مجدد ... اللہ تعالی ... کے مکتوب میں لکھا ہے

حق اور بہتر ہوا

باب نقل

مولوی محبوب علی صاحب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جواب حنفی ... مذہب را ترجیح دادن مذہب خود ... جماعت محققین ...

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

اور حقیقت میں یہ سب تعصب سے باہر نہ تھا اور اکثر ان لوگوں کی تعصب اور بغض سے خالی نہیں تھے تو اس صورت میں چاہئے ۔ کہ حنفی مذہب کی کتابوں میں جو عرب کے ملکوں میں مشہور ہیں نظر کی جاوے ۔ تاکہ حقیقت ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث کے ہے ۔ جیسا کہ مواہب الرحمٰن حنفی مذہب میں ایک کتاب ہے کہ شارح اس کا التزام کر کے ہر مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ کی نزدیک کئی صندوق کتابیں حدیث کی تھیں ۔ کہ جن حدیثوں کو انہوں نے اپنے استادوں سے سنا تھا ۔ ان کتابوں میں درج کیا تھا ۔ اور مروی ہے کہ استاد سب ان کے جن سے انہوں نے احادیث سنی نہیں سوائے صحابہ کے تین سو تابعین تھے اور جن لوگوں نے کہ امام ہمام کی سند کو رعایت کیا ہے پانچ سو تھے اور جب ایسا ہوا ۔ کہ امام شافعی رح جن حدیثوں سے دلیل لاتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رح ان سے نہیں دلیل لاتے تو لوگوں نے گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کے خلاف ہے اور حال یہ ہے کہ ان حدیثوں کے سوا اور بہت سی حدیثیں ہیں کہ ان کی بہ نسبت زیادہ صحیح اور بہت قوی ہیں ۔ جن حدیثوں سے امام اعظم رح دلیل لاتے ہیں اور اس بات کو لوگوں نے بالتفصیل بیان کیا ہے ۔ اگر ہم ان سب کو ذکر کریں تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل بھی وہ سب احادیث موجود ہیں طالب کو چاہئے کہ ان سب حدیثوں کی طرف رجوع لاوے تاکہ ان سب احادیث مخالف کو دیکھ کر شک اور شبہ میں پڑے اور حقیقت میں مذہب حنفی جامع ہے دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت امام اعظم رح کے

یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

اکثر اوقات یوں تھی کہ اپنے مذہب کے بیان میں صرف دلیل عقلی ذکر فرماتی
اسلیئے کہ اکثر آدمیوں کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر کہ نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تطبیق دیتے ہیں اور اگر کوئی امر نقلی ان کی عقل کے موافق
نہ ہو۔ تو اس پر خوب اعتقاد نہیں لاتے۔ اس جہت سے امام اعظم رحمہ لوگوں
کی تسلی اور تشفی کی واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سے ظاہر کرتے تھے اور
حقیقت میں دلیل امام اعظم کی قرآن اور حدیث اور قول اصحابہ سے تھی اور فی
الواقع ہر مجتہد پر واجب ہے۔ کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور
اجماع میں پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہیں ہے اور جب
کسی اس تین میں نہ ملے تو بالضرورت قیاس سے حکم کرے تو پھر ایسی امام کی طرف
کیوں کر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے
حکم دیا ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ عقلی دلیل امام کی حقیقت میں واسطے
ترجیح دینے بعض حدیث کو بعض پر تھی یعنی جب کہ دو حدیث میں اختلاف ہوتا
تھا۔ اور ترجیح کسیکی کسی طور پر نہ ہوتی تھی۔ امام اعظم جس حدیث کو دلیل
عقلی کے ساتھ موافق پاتے۔ اس کو ترجیح دیتے تھے اور یوں نہ تھا کہ حدیث کے
مقابل میں قیاس پر عمل کرتے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اور تیسری بات
یہ ہے کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلے زمانہ میں اور پچھلے زمانہ میں
مختلف ہی بہت سی حدیثیں ہیں۔ کہ متقدمین کے نزدیک صحیح ہیں اور متاخرین
کے نزدیک ضعیف اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ جتنے راوی کے درمیان امام
اعظم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے سب میں شرطیں صحت کی
مجتمع تھیں اس واسطے وہ حدیث صحیح ہوئی۔ پھر ان کے زمانے کے

Marfat.com

بعد راوی سب دوسرے ہوئے. اور واسطہ زیادہ ہوا تب پہلی زمانے کی مجتہدوں
کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹھیری اس واسطے کہ ان محدثوں سے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم تک واسطے بہت ہوئے یعنی راوی سب اس حدیث کی ان
لوگوں اور حضرت کے درمیان آگے سے زیادہ ہوتے اور ان سب راویوں میں
شرطیں صحت کی پائی نہیں گئیں۔ اس لئے محدثوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا.
اپنے زعم کے موافق پہر اگر کسی محدث نے جو امام اعظم کی پہنچی تہی کسی کو ضعیف کہا
ہو تو اس سے لازم نہیں آتا ہے کہ امام اعظم کے زمانہ میں بہی وہ حدیث ضعیف
تہی. اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تھا۔ اور بڑا فضل و علم تھا. اکثر
لوگ اس پر حسد لیجاتے تہے متاخرین شافعیہ کو کیا کہیے بلکہ متقدمین کو بہی اس
جناب کے ساتھ حسد تھا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہے
تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ہے تعجب ہے کہ شافعیوں کا تو یہ حال ہے اور پیشوا انکی
امام شافعی رح کو دیکھا چاہیے. کہ کس قدر تعریف امام اعظم اور ان کے اصحاب
کی کرتے ہیں اور کہتے ہیں الناس عیال علی فقہ ابیحنیفۃ یعنی لوگ
اعتماد کرنے والے ہیں ابوحنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہیں ان کے اور امام اعظم
کے جس قدر نابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کے تہے
دوسرے مجتہدوں کی نہ تہی اور اصحاب ابوحنیفہ کے سب متفق ہیں اس بات
پر کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظم رح کا تو یہ
طور تھا. کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے.
آخر کو ضرورت کے وقت میں جب کوئی حدیث معتبر نہ ملتی. تب لاچار
قیاس پر عمل کرتے۔ اور امام شافعی رح بہت سے

مذہب کے حق ہونے کو انکار
کرے اور حنفی یا شافعی یا مالکی یا
حنبلی ہونے کو محمدی کے خلاف جانے
اور یا اس کو بڑی بدعت سمجھے اور
اور مذہب کا اختیار کرنے نفرت
کرے ایسا شخص ان اہل بدعت
سے ہی کہ جس کا نماز روزہ حج
زکوٰۃ جہاد وغیرہ اعمال نیک قبول
نہیں اور اسی عقیدے کے

میں مذہب حق
کی وہ اس آیت قرآنی
کے مضمون کے بموجب عمل نہ ہووے
ہیں یا ایہا الذین
امنوا اتقوا اللہ وکونوا
مع الصادقین ہے
خلاصہ اس جواب کا
یہ ہے کہ تقلید شخصی

حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو جس
بات میں صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے ہیں اور شافعی کہتے ہیں کہ
ہم اور صحابی برابر ہیں وہ بھی مجتہد تھے اور ہم بھی مجتہد ہیں۔ اور مجتہد
کو تقلید کرنی دوسری مجتہد کی جائز نہیں ہے۔ اور امام محدث عبداللہ ابن
مبارک نے امام اعظم رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا ہے امام اعظم رح
نے کہ جو کچھ حدیث میں آیا ہے اس کو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہیں اور جو کچھ
کہ اصحاب سے مروی ہوا ہے اس کو بھی ہم اختیار کرتے ہیں اور اسے باہر
نہیں آتے ہیں لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہے تو ہم اور وہ برابر ہیں پھر
بھی تحقیق کرینگے اور حق کو تلاش کرینگے۔ **چھبیسواں سوال** جواب
سے سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جس کا مرتبہ اجتہاد نہ ہو تو ان چاروں اماموں
میں سے ایک کی تقلید اس پر واجب ہے اور اگر اس کو کوئی حدیث اس کی
امام کے مذہب کے مخالف پہنچے۔ تو اس شخص کو اس پر عمل کرنا جائز نہیں
ہے باوجود اس کے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا ہے اترکوا قولی بخبر
الرسول صلے اللہ علیہ وسلم یعنی جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ
تو اس پر عمل کرو ہماری قول کو چھوڑ دو۔ اور اسی طرح سے اور اماموں نے بھی فرمایا
ہے تو پھر وہ شخص اگر حدیث پر عمل نہ کرے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قول
پر بھی عمل نہ کیا اور امام کے حکم پر بھی نہ چلا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہر ایک صحابی جیسے حدیث سنتے تھے
عمل کرتے تھے یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر بھی واجب تھا کہ
جو حضرت فرماتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے اور ایسا فرق نہیں تھا

قرآن شریف کی دلیلوں سے ثابت ہے اور وجوب
بھی ثابت ہے دلیلوں و انسخ
تقلید کا بالاتفاق علماء مذہب
وجوب اس کے حنفی مذہب کو
تاکہ حنفی قائل ہیں پھر
لازم کر لینی بعد مذہب بدلنے کے
ولازم تقلید کا حکم اس مذہب کی
اس شخص کو مذہب خارج نہ ہووے
اور حق یعنی مذہب بدلنے والے
پر تعزیر ہے اور جس شخص نے

برخلاف جمہور کے انتقال مذہب کو
جائز کیا اس کا قول نا معتبر
ہے اور سواد اعظم اسی بات کی
ہے اور یہ بات چاروں دلیلوں
سے ثابت ہے اور قول اللہ تعالیٰ
کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا
اللہ وکونوا مع الصادقین
اے مسلمانوں ڈرو اللہ سے
اور ہو ساتھ سچوں کے اور آیا ہے
لا تغلوا فی دینکم غیر
الحق ولا تتبعوا
اھواء قوم قد ضلوا
من قبل واضلوا
عن سواء السبیل

Marfat.com

کہ جوکوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کے فرمانے کی موافق اور اپنی درایت کے مطابق عمل کر لیتا۔ اور جو کوئی مجتہد نہ ہوتا حضرت کی قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد تھے۔ مثلاً ابوبکر یا عمر انکی تقلید کرتا تو پھر اس میں کیا سری کہ اس زمانہ میں اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب میں پاوے یا کوئی معتمد عالم سے سنے تو اس کو اس پر عمل کرنا جائز نہ ہووے بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اس پر واجب ہو

جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہئے۔ کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے جو کسی کے حق میں ثابت ہوتا ہے تو اس میں تین چیز ضروری ہیں یعنی ہر شخص جب تک تین چیز کو نہ جانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اسکے حق میں ثابت نہیں ہوتا پہلا جانے کہ یہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث سے کیا ہے یعنی اس کلام سے جو غرض ہوا اس کو سمجھے۔ تیسرا جانے کہ یہ حکم ہم پر ہے یعنی اس حکم میں ہم بھی داخل ہیں دوسروں کے واسطے خاص نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی ان تین باتوں سے ایک بات کو نہ جانیگا تو اس کے حق میں وہ ثابت نہ ہوگا مثلاً اگر حضرت کی کلام ہونے میں شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق یا کافر سے سنے تو وہ حکم ثابت نہیں ہوتا ہے اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کے مراد کو نہ سمجھے جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اس کی نہ سمجھیگا تو کیا عمل کریگا۔ اور اسی طرح سے جب جانے کہ یہ مجھ پر نہیں ہے بلکہ دوسروں کے حق میں ہے جیسا حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانوں کے حق میں تھا۔ تو وہ حکم بھی ثابت نہیں ہوتا ہے جب یہ بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کر کے کوئی حکم فرماتے تھے۔ تو اس شخص کے حق میں یہ تینوں باتیں پائی جاتی تھیں پہلا امر تو ظاہر ہے کہ جب کسی مسلمان نے حضرت کی زبان سے کوئی حکم سنا تو بے شبہ جانا کہ یہ

حکم رسول خدا کا ہے اور دوسرا اس میں پایا جاتا ہے اس واسطے کہ حضرت علیہ السلام
ہر ایک کو اس کی سمجھ کے موافق حکم فرماتے تھے کہ کسی طرح سے اس کو شبہ نہ رہتا تھا
جیسا مشہور ہے کہ حضرت نے خود فرمایا ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلیٰ قَدْرِ عُقُوْلِہِمْ
یعنی لوگوں سے بات اس اندازہ پر کرو کہ انکے دریافت میں آجاوے پھر اگر کوئی
شخص لائق اور ذہین ہوتا ہے۔ تو اس کو اجمال اور کنایہ سے فرماتے اور
اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو سب حال اس کے خوب واضح کر کے ارشاد کرتے
کہ اس کو کچھ شبہ نہ رہتا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم میں
ہے عن انس رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم
بکلمۃ اعادھا ثلثا حتی تفہم عنہ یعنی انس رض نے کہا ہے کہ پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو تین بار ارشاد کرتے۔ تاکہ بے شبہ
خوب سمجھ جاوے۔ اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے حال
کے قرینے سے یا حضرت کے حال سے یا اور بعض لوگوں کے حال سے یا اپنے
سوال کے قرینے سے یا حضرت کی کلام کے سیاق سے یا اور لوگوں کی گفتگو کی
رو سے حضرت کی مراد سمجھ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مثال اس کے آگے
مذکور ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کے خلاف ہوتا تھا۔ کہ ہر کوئی اس کے کنہ کو
نہیں پہنچتا تھا۔ بلکہ وہ صحابی بھی کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
میں اکثر حاضر رہتے تھے اور حضرت کی عادات سے خوب واقف تھے۔ اور
آپ کی صحبت کی تاثیر کی سبب ان کے دل میں صفائی اور روشنی ہو گئی تھی
کہ سخن کی تہ کو پہنچتے تھے اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب دریافت کرتے
تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال تھا اور نہ ہونا کیواسطے اسکے

مثال آگے مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سے بھی نہ پوچھتا تو وہ ثانیاً پوچھتا جیسا کہ بہت سی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے اولاً ایک بات فرمائی پھر کسی صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بعضا کلام حضرت کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تھا۔ پر مخاطب اسکی مراد کو کسی ایک طور سے سمجھ لیتا۔ اور ان باتوں کی تفصیل اور ہر ایک کی شکل لکھنے میں کلام دراز ہوگا۔ اس واسطے یہاں مجمل لکھا گیا انشاء اللہ تعالیٰ تیسرے طور کے بیان میں بطور نمونہ کے حال اور مثال اس کا معلوم ہوگا۔ اور تیسرا امر یعنی اس بات کو جاننا کہ یہ حکم ہم پر ہے یہ بھی اس شخص کے حق میں حاصل ہوتا تھا اس لئے کہ جب حضرت نے اس کو خطاب کرکے حکم فرمایا تو ظاہر ہے۔ کہ اس کے حق میں ہے اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اس کو کیوں فرماتے پھر بعد حضرت کے ان باتوں تینوں کا جاننا بہت دشوار ہوا اسواسطے کہ پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہ حدیث شریف ہے اور یقین اس کو کہتے ہیں کہ بغیر شبہ اور بدون تردد کے کسی چیز کو جاننا اور حدیث میں یقین حاصل ہونیکی دو صورت ہیں ایک تو یہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسری صورت یہ کہ خبر تواتر سے سنے اور اسکی صورت یہ ہے کہ نقل کرنے والے اس حدیث کے ہر زمانے میں اس قدر آدمی ہوں کہ عقل ہرگز تجویز نہ کرے کہ اتنے لوگ سب کے سب جھوٹھ کہتے ہیں اور خبر تواتر میں یہ بھی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ہر زمانے میں اور ہر طبقے میں اسقدر راوی ہوں کہ ایک دوسرے سے برابر سنتے چلے آتے ہوں اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہیں۔ اور ایسی حدیث کو

Marfat.com

متواتر اور حدیث متواتر میں ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک
کی عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضروری نہیں ہے ہر ایسی روایت سے اس حدیث میں
یقین حاصل ہوتا ہے کیونکہ عادت جاری ہے کہ جب کسی بات کو اسقدر آدمی نقل
کرتے ہیں تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہے مثال اسکی بغداد کسی شہر کا نام
اور سکندر کسی بادشاہ کا نام ہے۔ اور اسی طرح سے قرآن شریف کی کلام خدا ہونے
پر ہم لوگوں کو جو یقین ہے تو اس کا سبب سوائے اس کے نہیں ہے کہ نقل متواتر
سے ثابت ہے کہ حضرت عم نے اسکو خدا تعالیٰ کا کلام فرمایا تھا پھر جو حدیث کہ جب پہلے
صورت متعدد ہوئی تو یقین حاصل ہونیکے لئے ایک صورت تواتر کی باقی رہی پھر اگر
اتنے راوی اس حدیث کی نہ ہوں تو ہرگز یقین حاصل نہ ہوگا تو اب ہر حدیث میں سے
کا یقین حاصل ہونا متعذر ہے کیونکہ حدیث متواتر بہت تھوڑی ہے اس واسطے الله
تعالیٰ نے گمان غالب کو یقین کے قائم مقام فرمایا ہے یعنی جب کسی کو گمان غالب
ہو کہ یہ کلام پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کا ہے تو وہ حدیث اس شخص کے حق
میں ثابت ہوگی اور گمان غالب جبھی حاصل ہوتا ہے کہ اسکی راوی کا حال خوب
دریافت کرے جیسا کہ مشکواۃ کے کتاب العلم میں ہے وعن ابن سیرین
قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ رواہ مسلم
روایت ہے ابن سیرین سے کہا کہ یہ علم دین ہے یعنی قرآن اور حدیث اور دین اور
اسلام سے خوب لگا کر دیکھو کس شخص سے سیکھتے ہو دین اپنا یہ کلام اشارہ ہے
اہتمام اور احتیاط کرنے کی طرف دریافت کرنے میں احوال راوی کے یعنی حدیث
کے راوی کو خوب تحقیق کیا چاہیے۔ کہ پرہیزگار دیانتدار راست گفتار ہے یا نہ
ہو اور نہ لیا چاہیے حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کرے خصوصاً صاحب غرض جو

نیا مذہب نکالنے والے جدا طریقہ رواج دینے والے ہوں کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج اپنے
کے واسطے بہت سی باتیں دین میں افترا کرینگے اور جھوٹی حدیثیں لوگوں کو سنا دینگے
یہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکواۃ کا ہے پھر جب کسی کو راوی کی عدالت اور
صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اس کے حق میں اس کلام کے حدیث ہونے پر گمان غالب
حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی ایسا افعال میں عادل اور اقوال میں صادق ہوتا ہے تو
ظاہر حال ہے اس کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حدیث کی رعایت میں وہ سچا ہوگا کیونکہ
جھوٹ کہنا حرام ہے خصوصاً پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹ بات کو افترا کرنا بڑا گناہ ہے
اس لئے ایسے شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہے۔ لیکن یقین حاصل نہیں
ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہ اور احتمال باقی نہ رہے اور
حال یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ایسے شخص کا بھی کاذب ہونا جائز ہے اس واسطے
کہ ہم تو صرف اس کے ظاہر حال پر مطلع ہو سکتے ہیں اور اس کی نیت اور ارادے
اور عقائد پر تو خدا تعالےٰ ہی واقف ہے کیونکہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں
کہ اگرچہ ظاہر میں نیک کار خوش اطوار ہیں لیکن باطن میں منافق اور دین میں
مفسد جیسا کہ اگلے زمانہ میں وضاع گزرے ہیں اور بعضے آدمی ایسے بھی
ہوتے ہیں کہ اگرچہ ظاہر اور باطن میں نیک ہیں۔ لیکن کسی سبب سے یا اپنے
زعم میں کسی ضرورت کی جہت سے کہتے ہیں۔ اور اپنے اعتقاد میں اس کو
دین داری کہتے ہیں جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح نے رسالہ اصول الحدیث
میں لکھا ہے کہ نوح ابن عصمت کہ فاضل اور فقیہ تھا۔ قرآن کی سورتوں
کی فضیلت میں اس نے بہت سی حدیثوں کو وضع کر کے رواج دیا تھا۔
اور مشہور کیا تھا پھر جب اس کو لوگوں نے پکڑا اور سند اس کی مانگی۔ اور سخت

تنگ کیا تب لاچار ہو کر اقرار کیا کہ میں نے ان حدیثوں کو بنایا ہے۔ اور بعضے بیہودہ خیر خواہی
کیونکہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہیں اور دوسرے علوم کی طرف
مثل تواریخ اور فقہ کی زیادہ مشغول رہتے ہیں تو لوگوں کو رغبت دلانے کے واسطے
یہ حدیثیں بنائیں تاکہ ثواب کی رغبت سے یا کسی اور دنیاوی مطلب کے طمع سے
اگر قرآن پڑھیں اور بیشتر تلاوت میں مشغول رہیں اور سورتیں یاد کریں اور
اسی طرح سے بعضے واعظ اچھے کام میں رغبت دلانے کے واسطے۔ یا برے کام سے
ڈرانے کے لئے حدیث ضعیف بلکہ حدیثیں وضعی بھی کہتے ہیں باوجودیکہ جھوٹ
بات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا ہر صورت اور ہر تقدیر میں حرام
ہے اور راوی میں ایک امر اور بھی ضرور ہے کہ فہم اور ضبط اور حفظ یعنی
جو کچھ اس نے سنا ہو خوب سمجھتا اور ضبط کرتا اور یاد رکھتا ہو۔ اگر اس کے
فہم میں نقصان یا احاطہ میں قصور یا قوت حافظہ میں کچھ خلل ہوگا تو اس کی
روایت میں بھی نقصان ہوگا پھر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت اور دیانت
پر یقین حاصل ہونے کا دو طریق ہے اول یہ کہ اس کی صحبت میں ایک مدت
دراز رہ کر خوب افعال اور اقوال اس کی دریافت کرے دوسرا یہ ہے کہ غائبانہ
اس کا حال مفصلاً تواتر سے معلوم کرے یعنی اس قدر لوگ اس کی عدالت اور
صداقت اور دیانت کو بیان کرے۔ کہ ہرگز عقل تجویز نہ کرے۔ کہ یہ سب کے
سب اس کی جھوٹی تعریف کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں اس کی عدالت اور
صداقت اور دیانت پر یقین ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر درمیان اس کے اور
حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو فقط اسی کا حال ان دو صورت
میں سے ایک طور سے یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ

ہو تو پچھلے راوی کا حال ان دونوں طریق سے معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے اوپر کے راویوں کا حال جو فوت ہو گئے ہیں روایت سے دریافت ہونا ممکن نہیں ہے صرف تواتر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ الغرض جب سب راویوں کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہو گا تو اس حدیث پر گمان غالب ہو گا اور کسی راوی کے ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہ ہو بلکہ اگر کسی طرح کا بھی اس کے حال میں شبہ واقع ہو جیسے کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال یعنی وہ سب صفات جو راوی میں شرط ہیں کچھ معلوم نہ ہو تو اس حدیث میں یقین کا تو کیا ذکر ہے گمان غالب بھی حاصل نہ ہو گا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہ ہو تو اسکو روایت کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں ہے۔ عن ابن عباس رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْحَدِیْثَ عَنِّیْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ الخ یعنی پرہیز کرو تم حدیث کی روایت کرنے کو مجھ سے مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجھ سے ہے آخر تک۔ اور مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے عن ابی ہریرۃ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ یعنی بس ہے مرد کو جھوٹا کہنے بس اس قدر کہ حدیث کرے جو کچھ سنے۔ یعنی اگر کوئی کسی طرح کا جھوٹ نہ کہے۔ لیکن جو کچھ لوگوں سے سنے بے تحقیق کہتی ہوئی اس کو روایت کرے تو اسی قدر بس ہے جھوٹ کہنے کو تو معلوم کیا چاہئے۔ کہ جب آدمی بے تحقیق کسی بات کے نقل کرنے میں دروغ گو بنتا ہے تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون علم کی روایت کرنے میں اس کا کیا حال ہو گا۔ پھر اس زمانہ میں بھی اگر کوئی چاہے کہ کسی حدیث کو خود تحقیق کرے تو اس پر واجب اور ضرور ہے کہ اپنے استاد یعنی جس سے اس حدیث کو سنا اس سے لے کر جتنے راوی گزرے ہیں۔ ہر ایک کا

حال الگ الگ کما حقہ اسی طور سے کہ سابق مذکور ہوا بخوبی دریافت کریں پھر
جب ہر ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی
یقین سے معلوم ہو جاوے۔ تب وہ حدیث اس کے حق میں ثابت ہوگی۔ اور اگر
ایک راوی کے حال میں بھی شبہ گزریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ میں یقین نہ ہوگا۔ تو اس حدیث میں بھی شبہ ہوگا۔ اور اس کے حق
میں وہ حدیث ثابت نہ ہوگی۔ پھر اس زمانہ میں سب راویوں کا حال دریافت
کرنا بہت مشکل بلکہ متعذر ہے۔ کیونکہ کس قدر لوگ گزرے ہیں۔ کہ انکا احوال خبر
متواتر سے تو کیا معلوم ہوگا۔ بہم بھی اور مشہور نہیں ہے۔ اور سابق مذکور ہوا کہ
راویوں کے حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے۔ اور یقین سے جاننے کی دو ہی
صورت ہے۔ یا تو خود مدت دراز اسکی صحبت میں رہے یا خبر تواتر سے سنی۔ اور بعضی
لوگوں سے اس کا حال سنا یا کسی کتاب تواریخ میں دیکھنا کفایت نہیں کرتا پھر جب
یہ معلوم ہوا تو جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر میں دیکھنا۔ یا صرف
کسی عالم متبحر سے سننا کسی کے حق میں کافی نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی حق میں
ثابت ہونا موقوف اس بات پر ہے۔ کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سے احوال سب راویوں
کا بالیقین معلوم کرے۔ اور ان دونوں صورتوں میں راویوں کا حال کچھ ثابت نہ ہو۔ اور
بالفرض اگر ثابت ہوا ہو تو اس شخص کے حق میں ثابت ہوا کہ جس نے اس کتاب کو جمع
کیا تھا یا خود یاد رکھا تھا۔ طالب کے حق میں تو یہ ضرور ہے۔ کہ سب کا احوال
خود تحقیق کرے اور تواتر سے سنے۔ تب اس کے حق میں ثابت ہوگا۔ اور اس
مقام کے بیان اور تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے اور نہ کہے۔ کہ اس تقدیر میں کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نہ رہا۔ اور سب میں شک اور شبہ پڑ گیا۔ سو جواب

[illegible]

105

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم

اس کا یہ ہی۔ کہ فرق ہی درمیان تحقیق اور تقلید کی یعنی کسی حدیث کے پانے کا دو
طریق ہے۔ ایک یہ کہ طالب آپ تلاش کرکے ثابت کرے۔ دوسرا یہ کہ کسی عالم
محقق کی پیروی کری۔ خواہ اسکی زبان سے سنکر یا اس کی زبان میں دیکھکر اور سابق جو
مذکور ہوا تحقیق کری اور تقلید کی صورت دوسری ہی۔ پہر اگر ایک شخص نے کسی عالم محقق
پر اعتماد کرکے اسکی کتاب میں ایک حدیث پائی۔ اسکو مان لیا۔ تو حقیقت میں
اس حدیث کی نسبت اس کے مصنف کی تقلید ہوئی۔ اور اس عالم کی طرف پیروی
ٹہیری۔ اپنی کچھہ تحقیق نہ ہوئی۔ پہر اس زمانہ میں جو شخص آرزو رکہی۔ کہ تقلید کسی مجتہد
کی نکری۔ بلکہ خود آپ جو حدیث میں پائی عمل کرے۔ تو یہ ہوس اس کی ہرگز حاصل
نہ ہوگی۔ کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنی میں اسکو کسی عالم کی تقلید کرنیمیں ضرور ہوگی
اور کسی کتاب کی پیروی ناچار کرنی پڑیگی۔ تو جس سے بہاگیگا۔ آخر کو اسی میں
جا گریگا۔ اور دوسری بات یہ ہی۔ کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نے کسی عالم کی تقلید کرکی
اس کی کتاب پر اعتماد کر لیا۔ اور تقلید کی لحاظ سی حدیث پر اس کتاب پر اعتماد کیا لیکن
حدیث کی مراد کو سمجھنے کے واسطے اور اس سے حکم نکالنی کیلئے جو سب شرطیں
ضروری ہیں جو کہ آگے مذکور ہوگئیں کہاں سے حاصل کریگا۔ آخر کو گہبرا گہبرا لاچار
ہوکی اس حدیث کی مراد کو سمجھنی اور حکم نکالنی میں اسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید
کرنی ضرور ہوگی۔ تو حقیقت میں پہر انتہا اور ٹہکانا اس کا تقلید کی طرف رجوع کریگا۔ تو
پہر ابتدا ہی سے اس نے کیوں نہیں اپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی۔ اور افسوس صد
افسوس ہے۔ اسکی حال پر کہ جو شخص امام اعظم پر مجتہد مقدم اختیار کری اور عار رکہو اور پہر
آخر میں دوسری عالم کی کہ جن کو نسبت شاگردی کی ہی آنحضرت رح کے ساتھ
نہیں ہی۔ تقلید کری۔ خدا ہم کو اپنی پناہ میں رکہے۔ ایسی حماقت اور ضلالت سی

Marfat.com

اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اترکوا قولی بخبر الرسول صلعم تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ تم جب کسی حدیث اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہماری قول کو جو ہم نے اپنے اجتہاد سے کہا ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ پھر جو قول ان کا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کے موافق ہو۔ تو وہ حقیقت میں ان کا قول نہیں ہے۔ بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہے۔ اسکو چھوڑنے کی کچھ معنی نہیں۔ پس جو حکم اجتہادی امام کا ہے۔ اس کی نسبت امام نے یہ فرمایا ہے لیکن یہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کے حق میں نہیں ہے۔ کیونکہ اگر عام ہوتا۔ تو یوں فرماتے یترک قولی کل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی حدیث سنے تو چھوڑ دے ہماری قول کو بلکہ یہ حکم امام کا خطاب خاص ہے۔ اپنی شاگردوں کے لئے کہ جن کا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا۔ اور ان کو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنیکی تھی۔ جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث پر عمل کرینگے۔ واسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی شرطیں ہیں۔ کہ آگے مذکور ہونگی۔ اور ان شرطوں کا پایا جانا عوام میں غیر ممکن ہے بلکہ اس زمانہ کی عالموں میں بھی متعذر ہے۔ لیکن خدا تعالے قادر ہے۔ کہ کسیکو وہ رتبہ اپنے فضل سے عنایت کرے جیسا کہ جواب سابق میں شرح سفر السعادت سے منقول ہوا پھر اگر کوئی اس مقام کو دیکھکر شبہ کرے۔ اور کہے۔ کہ جب مقلد کو حدیث پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ تو پھر سابق کے مسئلوں میں حدیثوں سے کیوں تم دلیل لائے ہو۔ تو جواب اس کا یہ ہے۔ کہ ہم نے ان مسئلوں کو کہ سابق ذکر کیا ہے۔ اس سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث سے استنباط کیا۔ اور فقہ کی کتابوں میں ثابت ہوا ہے۔ لیکن جب کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہے۔ حدیث سے ثابت نہیں ہے اس واسطے ہم نے ان مسئلوں کی دلیل کو حدیثوں سے

Marfat.com

جن جن کتابوں سے پایا۔ بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلوں میں شبہ نہ پڑے۔ اور جو
مسئلہ کہ امام سے ثابت ہوا ہے۔ صرف ان کی دلیل کو بیان کرنا مقلد کے حق میں ممنوع
نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ جانو۔ کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو اس کتاب میں پاوے
کہ جمع کرنے والا اس کا حنفی نہ ہو جیسا کہ مشکوٰۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال
سے خالی نہیں ہے۔ یا تو امام اعظم کے قول کے موافق ہوگی یا مخالف۔ اگر موافق ہوتے
تو کچھ کلام نہیں۔ اور اگر مخالف ہوئی۔ تو اس حدیث پر عمل کرنا حقیقت میں اس
عمل کے بہ نسبت اسکے مصنف کی تقلید کرلی ہوتی۔ اور امام اعظم کی تقلید سے منہ پھیرا
حالانکہ اس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اسواسطے کہ امام اعظم کا بھی
البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سے ثابت ہے۔ صراحتاً یا ضمناً ہو اور یہ
گمان نہیں ہوسکتا ہے۔ کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی۔ امام نے اپنے قیاس سے
کہا ہو۔ کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہے۔ کہ قرآن اور حدیث اور اجماع میں پایا
نہ جاوے۔ اور یہ شبہ بھی محض بیجا ہے۔ کہ امام کو اس حدیث کی خبر نہیں پہنچی تھی۔
اس واسطے کہ اس زمانہ میں بہت سے صحابی موجود تھے۔ اور وہ زمانہ تابعین کا تھا۔ اور
لوگ حدیثوں کو صرف زبانی یاد رکھتے تھے۔ اور بڑی ہونے کی عالموں میں اکثر چرچا اس
کا رہتا تھا۔ تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی۔ اور حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا بھی عمل اس پر ہوتا۔ تو ظاہر یہی ہے۔ کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی
اور لوگوں کے عمل میں آتی۔ پھر صرف یہ گمان اور شبہ کر کے امام اعظم کی
تقلید سے بھاگ اور دوسری محدث کی طرف دوڑنا دین میں کھیل کرنا ہے نعوذ باللہ
نہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہے۔ کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی اس واسطے کہ امام
اعظم کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا۔ وہ اس زمانہ میں تھے کہ جس کے

خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہے کیونکہ وہ تابعین سے تھے اور بیس صحابی سے ان کو ملاقات ہوئی۔ اور سات صحابی سے انہوں نے حدیث روایت کی جیسا کہ در مختار کے خطبہ میں لکھا ہے۔ اور بیس نے سو تابعین سے حدیث کو سنا اور کئی صندوق حدیثوں کی کتابوں کے ان کے پاس تھے جیسا کہ شرح سفر السعادت کے خطبہ میں مرقوم ہوا ہے۔ پھر ظاہر یہی ہے۔ کہ جس قدر ان کو حدیث صحیح پہنچی تھی اور جتنی ان کو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تھی۔ باقی مجتہدوں کو اور حدیث کی کتاب جمع کرنیوالوں کو جو ان کے بعد ہوئی۔ ایک کو بھی یہ بات حاصل نہیں پھر جو حدیث کسی مخالف کی کتاب میں ہوگی۔ تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول کسی تاویل کر کے جیسا کہ جواب سابق میں تفصیل اسکی شرح سفر السعادت سے مذکور ہوئی چنانچہ امام اعظم کے بعد ہزاروں علما اور فضلائی جو امام اعظم کی مسائل اور دلایل کو حدیث کی کتابوں سے ملایا۔ تو اگر کبھی کسی حدیث کو انکے مذہب کے خلاف پایا۔ تو آخر بعد تحقیق کے یوں معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تھی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول یا اس کے مقابل میں دوسری حدیث زیادہ قوی ہے جیسا کہ آمین بالجہر کی اور رفع یدین کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہے۔ اور اسی طرح سے جتنی حدیث مخالف ہے سب کا یہی حال ہے۔ تفصیل اس کی فقہ کی بڑی کتابوں میں ہے جیسا فتح القدیر اور بحرالرائق اور مواہب الرحمن اور تبیین الحقائق اور کافی اور شرح ہدایہ اور تخریج الہدایہ وغیرہ جسکو اس بات میں شبہ یا تردد ہو۔ تو اگر وہ کچھ علم رکھتا ہے۔ تو چاہئے کہ وہ فقہ اور اصول کی کتابیں دیکھے۔ اور اگر وہ شخص جاہل ہے۔ تو اس کے حق میں اسی قدر کافی ہے۔ کہ بیشمار علما اور بیحساب اولیا ان کے معتقد تھے اور مرتے دم تک انہیں کی پیروی کرتے رہے۔ اور تمام جہان کے مسلمانوں میں تخمیناً تین حصے حنفی

Marfat.com

ہونگی۔ اور ایک حصہ اور مذہب والی۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی اصل سکان دین
اور شریعت کا ہی۔ حاکم اور قاضی اور مفتی وہاں کے امام اعظم کے مذہب کے موافق احکام
شرع کو جاری کرتی ہیں۔ اور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہ کلام حدیث ہی۔ جیسا
اس میں راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضروری۔ ایک
اور امر بھی ضروری اور وہ یہ ہی کہ معلوم کرنا اس کا کہ راوی نے آیا حضرت کی قول کو بالفاظہ
اور بعبارتہ یعنی بدوں تغیر اسکی لفظوں میں نقل کیا ہی۔ یا اپنی سمجھ کی موافق مطلب
اس کا اپنی عبارت میں ادا کیا ہی۔ اگر اول ہے۔ تو مقبول ہے اور اگر ثانی ہی تو دو حال سے خالی
نہیں۔ اگر راوی مجتہد ہی تو مقبول ہی اور نہیں تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرت کلجوامع الکلم ہی یعنی لفظ
تھوڑی اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر۔ پھر مجتہد ہی تو البتہ حضرت کی مراد کو سمجھ
سکتا ہی۔ اور غیر مجتہد ان سب معانی کو ضبط نکر سکیگا۔ اور غرض حضرت کی کثر نہ سمجھیگا۔ تو پھر اکثر
غلطی میں پڑجاویگا۔ اس لئے اسکی روایت پر اعتماد نہیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں ہے۔
وعن ابن مسعود رض قال قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم نضر الله
عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِی فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ
فِقْهٍ غَیْرُ فَقِیْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰی مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ الحدیث
ترو تازگی دیوی خدا اس بندی کو جس نے سنا ہماری کلام کو پھر یاد کیا اس کو جیسا
سنا اور نگاہ رکھا اس کو اور پہنچایا اس کو لوگوں کو آخر تک وعن ابن مسعود رض
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّے اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَضَّرَ اللهُ امْرَءًا
سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَهٗ کَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ سَامِعٍ
یعنی تازگی بخشے۔ خدا اس مرد کو جس نے سنا مجھسے کوئی کلام پھر پہنچایا اس کو
جیسا سنا تہا سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکہنے والے ہوتی ہیں سننے والے سے اور مشکوٰۃ کے

شرح میں شیخ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہئے۔ اور نقل بالمعنی میں علما کا اختلاف ہے۔ لیکن مختار یہ ہے کہ اگر راوی کلمات کی موارد کو اور عبارت کے استعمال کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کی محاورات کو اور نکات کو اور اشارت اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکھتا ہو۔ تو جائز ہے۔ اور بغیر اس کے تو درست نہیں۔ اس کے بعد دوسرا امر یعنی اس حدیث کی مراد کو سمجھنا بہت امر پر موقوف ہے اس مقام میں بطریق مثال کی چند امور ذکر کرتے ہیں۔ اور وہ شرطیں کہ جن کا مضمون دقیق ہے اور عوام کو ان کا سمجھنا دشوار ہو۔ یہاں ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابوں پر حوالہ کیا گیا۔ پہلا یہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو۔ تو چاہئے۔ کہ اہل فصاحت اور بلاغت سے ہو۔ اور اپنی زباندانی میں مہارت تام اور رسوخ کامل رکھتا ہو۔ اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہ ہو۔ یا عجمی ہو۔ تو علم صرف اور نحو اور لغت اور بلاغت کی قواعد کی خوب ضبط رکھے۔ اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات خوب جانے۔ تاکہ نقل سنے کو اور سمجھے جیسا کہ مائۃ المسائل میں حافظ ابن حجر نے فتح المبین میں لکھا ہے اَلْبِدْعَۃُ مُنْقَسِمَۃٌ اِلَی الْاَحْکَامِ الْخَمْسَۃِ لِاَنَّہَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِنْ تِلْکَ الْاَحْکَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَۃِ عَلَی الْکِفَایَۃِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّۃِ الْوَاجِبَۃِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَیْہَا فَہْمُ الْکِتَابِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَۃِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ یعنی بدعت کی پانچ قسم ہے۔ حرام۔ مکروہ۔ واجب۔ مستحب مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کیطرف تب خالی نہ ہوگا ایک

ان پانچ احکام سے پہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہے سیکھنا علوم عربیہ کو جو موقوف ہی اس پر سمجھنا قرآن کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان اور ایسا ہی سمجھنا حدیث کا بہی موقوف ہے۔ ان سب علموں پر اور مأة المسائل میں ہے قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ فِی شَرْحِ الْبُخَارِیِّ فِی بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ حَاتِمِ بْنِ عُمَرِو بْنِ سُفْیَانَ الدُّئِلِیِّ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِی النَّحْوِ بَعْدَ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ کہا قسطلانی نے شرح بخاری میں احوال میں ابی الاسود حاتم کے کہ وہ شخص پہلا ان لوگوں کا ہے۔ کہ جس نے بعد حضرت علی کے نحو میں کلام کیا۔ یعنی سب کے پہلے تو حضرت علی نے علم نحو کو تصنیف فرمایا۔ پہر ان کے بعد اور لوگوں کی بہ نسبت اول ابی الاسود نے نحو کو جمع کیا۔ اور اسی مأة المسائل میں ہے فی الدر المنثور عن ابی بکر محمد بن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخہ عن ابی ملیکہ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا یَقْرَءُ النَّاسُ اِلَّا عَالِمٌ بِاللُّغَةِ وَاَمَرَ اَبَا الْاَسْوَدِ بِوَضْعِ النَّحْوِ تفسیر در منثور میں ہے۔ ابی بکر محمد ابن ابی القاسم سے کتاب الوقف میں۔ اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ میں ابی ابن ملیکہ سے۔ کہ کہا حکم کیا عمر رضہ نے۔ کہ قرآن نہ پڑہاوے آدمیوں کو مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا۔ اور حکم کیا۔ انہوں نے ابی الاسود کو تصنیف کرنیکا علم نحو کی۔ اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح المبین میں پانچویں حدیث کی شرح میں وَاَمَّا مَا لَا یُنَافِی ذٰلِكَ بِاَنْ یَشْهَدَ لَهُ شَیْءٌ مِنْ اَدِلَّةِ الشَّرْعِ اَوْ قَوَاعِدِهِ فَلَیْسَ یُرَدُّ عَلٰی فَاعِلِهِ بَلْ هُوَ مَقْبُوْلٌ مِنْهُ كَاسْتِخْرَاجِ عُلُوْمِ اللُّغَةِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ فَذٰلِكَ كُلُّهُ مَعْلُوْمٌ حُسْنُهُ ظَاهِرٌ فَائِدَتُهُ مُعِیْنٌ عَلٰی مَعْرِفَةِ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفَهْمِ مَعَانِیْ كِتَابِهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَیَكُوْنُ مَاْمُوْرًا بِهٖ كَوَضْعِ الْمَذَاهِبِ وَتَدْوِیْنِهَا فَاِنَّهُ مَقْبُوْلٌ مِنْ فَاعِلِهِ مُثَابٌ عَلَیْهِ وَهُمْ عَلَیْهِ عَلَامَةٌ

بیں۔ اور مولوی ناپینا جو استاد ہیں۔ صاحبزادہ محمد عمر ابن مولوی اسمٰعیل شہید کے انہوں نے علما کا فتویٰ نقل کیا کہ ان مذہب لوگوں کا رد ساری قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ قوم ظالم کو ہدایت نہیں کرتا۔ اور مولوی حبیب اللہ قندھاری حنفی مولف ذلک رسالہ جدید اس فرقہ جدید الضلالت کے حق میں لکھے

یہ ہے۔ جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کی موافق ہو۔ تو وہ مردود نہیں ہے۔ بلکہ مقبول ہے جیسا کہ علم لغت نحو معانی بیان کہ حسن اس امت کا معلوم اور فائدہ اس کا ظاہر اور کلام اللہ کی دریافت اور قرآن اور حدیث کی معنی سمجھیں۔ پر مددگار ہی تو یہ سب ہی شرع میں مقبول ہے۔ اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور مقرر کرنا اور اس کو جمع کرنا شرع مقبول ہے۔ اور فاعل کو اس کے آخرت میں ثواب اور دنیا میں تعریف ہے پھر اس کے بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام کی سمجھنے میں اور بہت سی چیزیں بھی ضرور ہیں۔ منجملہ ان شروط کی یہ ہے۔ کہ کلام کی سیاق کو دریافت کرے۔ یعنی اسکی رویہ اور روش کو بخوبی سمجھے۔ اس واسطے بہت سے الفاظ حدیث اور قرآن کے ہیں۔ کہ اگر صرف اسی ایک جملے میں نظر کیجے تو ایک معنی سمجھی جاتے ہیں۔ اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجئے تو مراد اس کلام کا اور سمجھی جاتی ہے۔ جیسا کہ مشکوۃ کی باب تیمم میں ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کہا جابر نے نکلے ہم لوگ کسی سفر میں پھر ہم لوگوں میں سے ایک مرد کا سر پتھر سے ٹوٹا۔ اور بعد اسکی اسکو احتلام ہوا پس اس نے اپنی ہمراہیوں سے پوچھا کہ آیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تیمم ہمارے واسطے درست ہی ہو گا تیری واسطے تیمم درست نہیں۔ اس واسطے کہ تیری پاس پانی موجود ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ۔ تو تیمم کرو۔ الغرض لوگوں نے صرف اسی آیت پر نظر کرکے کہا کہ تیمم تجھکو درست نہیں تب لاچار ہو کر اس نے غسل کیا۔ پھر پانی اس کے زخم میں سرایت کر گیا۔ آخر وہ مر گیا۔ جابر رضی اللہ کہتے ہیں۔ کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے اور حضرت نے اس قصہ کو سنا۔ تو فرمایا قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَاَلُوْا اِذْ لَمْ يَعْلَمُوْا فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی فتویٰ دینے والوں نے اس کو ہلاک کیا خدا تعالیٰ اس کو مارے

بخاری کے محمد ثنا محمد بن
جعفر عن یحیی بن سعید
اسی باب میں وہ یہ ہے کی
کچھ دوسری روایت کے
راست نہیں ہے
بخاری میں ایسے افقہ اور
اور راوی اس روایت کے
کے چیبا پانی کی طلب میں
نہیں کرتے

چونکہ انہوں نے بے علم کے فتوی دیا اس واسطے حضرت نے ان کو بد دعا دی۔ اور فرمایا اگر تم علم نہیں رکھتے تھے تو کس واسطے علما سے نہیں پوچھا تھا۔ کہ نہیں ہے۔ دوا نادانی اور نارسائی کی۔ مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ ان لوگوں نے صرف اس آیت کو ملاحظہ کر کے حکم دیا۔ اور آیت کے آگے اور پیچھے کو نظر نہ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ پہلے اسکے کیا فرماتا ہی وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ۔ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ اور پیچھے اسکے کیا فرماتا ہے مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ یعنی خدا تعالیٰ ارادہ نہیں کرتا ہی کہ کوئی حکم تم پر کرے۔ کہ اس میں تم پر سختی اور تنگی ہو۔ پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مراد اس آیت سے یعنی فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً اسی یہ ہے۔ کہ تم کو پانی کے استعمال کی قدرت نہ ہو۔ تو اس تقدیر پر تیمم درست ہی تو معلوم ہوا۔ کہ اس شخص زخمی کی حق میں تیمم درست تھا۔ اور اسی واسطے حضرت نے ناخوش ہو کر ان کو بد دعا دی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت علیہ السلام کی بد دعا میں پڑیں اس حدیث سے کئی فائدے حاصل ہوئے۔ پہلا یہ کہ بعضا کلام اللہ تعالیٰ کا اگلی یا پچھلی بات سے علاقہ رکھتا ہے۔ کہ جب تک اس کو نہ ملائے تو مراد اس کی نہیں سمجھی جاتی۔ دوسرا یہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب سمجھنے کا نہ ہو اگرچہ لفظی معنی سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان ہی ہو۔ لیکن تکلے ساتھ ہی اس کو قرآن سے اپنی سمجھ کے موافق مسئلہ دینا درست نہیں ہے تیسرا یہ کہ جس کو قابلیت قرآن کی مراد سمجھنے کی نہ ہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے۔ اور اپنی رائے اور اپنی عقل ناقص کو قرآن میں دخل نہ دیوے چوتھا یہ ہی کہ اگر کوئی حکم کسی کو غلط مسئلہ بتادے۔ اور اسمیں کچھ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالی پر پڑتا ہی پانچواں یہ ہی کہ جو کوئی ایسا

کریگا۔ تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی اور دعائی بد میں پڑیگا اور ظاہر ہے۔ کہ جب وہ حضرت کی بد دعا میں پڑا تب عذاب الٰہی بہی میں گرفتار ہوا نعوذ باللہ من غضب و من سخط رسول اللہ صلعم اور مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں لکھا ہے اور یہ حدیث عمرو بن شعیب کی طویل ہے۔ جس قدر یہاں درکار ہے فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ إِلَى عَالِمِهِ یعنی حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے جو بات قرآن کی جانو تو کہو اور جو نہ جانو۔ اس کو اس کے عالموں کی طرف سونپو۔ اور اسی کتاب میں ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ یعنی جو کوئی فتویٰ دیا جاوے۔ بدون علم کے۔ تو گناہ اس کا اس پر ہے جس نے اسکو فتویٰ دیا۔ اب خوب غور کر کے سمجھ جاوے کہ اصحاب حضرت کے اہل زبان تہے۔ قرآن اور حدیث کو خوب سمجھتی تہی۔ کیونکہ انہیں کی زبان کے موافق قرآن اور حدیث وارد ہوا تہا باوجود اس کے جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکہتی تہی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مسئلہ نکالنے کو۔ اور فتویٰ دینے کو منع کیا۔ اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پہر جو شخص علم نحو اور صرف نحو بلاغت کی قواعد سے بہی واقفیت رکہتا ہو۔ اور لغت عربی کو بخوبی جانتا ہو۔ اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہ ہو۔ اور دینی علوم کہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے واسطے ضرور ہیں۔ ان سے تو محض ہی غافل ہو۔ صرف ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑہا ہو۔ تو ایسی کو فتوے دینا اور حدیث سے مسئلہ نکالنا بیشبہ حرام ہے۔ اور جب کہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونیکے حضرت علیہ السلام کی بد دعا میں پڑ گئی۔ تو پہر ایسی لوگ کہ انکو زبان عربی میں بہی کچھ دخل نہ ہو۔ تو کیا عجب ہے کہ حضرت کی لعنت میں پڑ جاویں۔ نعوذ باللہ منہا۔ بلکہ ایسا شخص خود گمراہ ہی

115

میں پر کر گمراہے ہیں۔ دوسروں کو بھی ڈالیگا جیسا کہ مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں ہے
عن عبد اللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَا
یَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی
اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ
فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہ ہے۔ کہ آخر زمانہ میں علما
نہیں رہینگے۔ اُس وقت لوگ جاہلوں سے مسئلہ پوچھینگے تب وہ جاہل بدون علم
کے فتوے دینگے۔ پھر وہ آپ گمراہ ہونگے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے۔ نعوذ باللہ منہا پھر
جانو کہ قرآن کی بہت سی آیتیں ہیں کہ مراد انکی سمجھنی موقوف ہے اگلی یا پچھلی بات پر اور اکثر
ایسا ہی موقع ہوتا ہے۔ کہ راوی صرف ایک یا دو جملے حدیث کے نقل کرتا ہے اور کلام سابق
کو یا سخن لاحق کو چھوڑ دیتا ہے۔ یا اس سبب سے کہ باقی کو بھول گیا یا اس جہت سے کہ
کہ اس راوی نے اسیقدر سنا تھا۔ لیکن جب اس روایت کو دوسرے راویوں
کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ماقبل یا مابعد یہ جملہ
بھی ہے تو اگر کوئی صرف حدیث کی اسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد سمجھی
جاتی ہے۔ لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے
کہ یہ مراد نہیں ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہے جیسا کہ یہ حدیث مشہور
اکثر حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ہے انما الاعمال بالنیات تو اس کلام کی ظاہر سے
یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف ہے نیت پر یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف
ہے نیت پر اگر کسی عمل میں نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بھی
ملتا ہے اور اگر نیت پائی نہ جاوے تو عمل باطل ہے یعنی نصیحت اور نہ ثواب جیسا کہ امام
شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتے ہیں مثلاً اگر وضو میں نیت نہ کرے تو وضو

116

صحیح نہیں ہے۔ اور ثواب بھی نہیں ہے اور اس سے نماز بھی درست نہیں ہے
بلکہ دوسری بار وضو نیت کی ساتھ کرنا فرض ہی۔ اور امام اعظم رح اس حدیث کے
معنے یوں فرماتے ہیں کہ جزا اس عمل کی موقوف نیت پر ہی۔ یعنی حکم اخروی ہر عمل
کا موقوف نیت پر ہے یعنی اگر نیت ہو کہ یہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتی ہیں
تو انہیں ثواب ہے۔ اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہ ہو تو ثواب نہیں ہی مثلاً وضو
میں اگر فرمانبرداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہی اور اگر ایسا نہ ہو برابر ہے کہ اصلا نیت نہ ہو جیسا
کہ کوئی تالاب میں بے قصد گر پڑا۔ اور وضو کی اعضا کا غسل اور مسح ہو گیا۔ یا نیت کسی اور امر
کے کیا ہو جیسا ٹھنڈا ہونا یا ماندگی کو رفع کرنا یا بدن کا میل دھونا یا غیر اس کا
اس میں ثواب نہیں لیکن وضو درست ہی۔ نماز اس وضو سے جائز ہے دوسری بار
وضو کرنیکی ضرورت نہیں ہی جب اس حدیث کو پچھلی کلام سے کہ بعد اس عبارت کی ہے
ملایا جاتا ہو تب صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہے حق ہے
کیونکہ پیچھے اس کے یہ مضمون ہے۔ کہ ہر مرد کے واسطے وہ چیز ہے جو نیت کریگا
پھر جس نے ہجرت میں خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی۔ تو اس کو وہی
ہے یعنی ثواب ہے اور جس نے ہجرت میں دنیا کی نیت کی تو اس کو وہی دنیا
ہے یعنی کچھ ثواب نہیں جیسا کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں ہے
عن عمر الخطاب رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما
الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ
فہجرتہ الی اللہ ورسولہ فمن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا
او امرءۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ
متفق علیہ۔ ترجمہ اس کا موافق شیخ عبد الحق دہلوی کے

جہاں جیسا دیکھتے ہیں ویسا
یہ جانتے ہیں اب اس رسالہ کو خاتمہ
ان فرقہ جدید الضلالت کے
مسلمانان سنی لوگ انکو پہچان لیں
اور انکی گمراہی اور اغوا سے
خوب بچے رہیں یا نہیں ان کی
یہ جو خاص خاص اس فرقہ

بے اخلاص کے قیاس میں
اور اس قیاس صحیح ہے
ایک مسئلہ وہ کہتی ہیں کہ
میں سوال خدا کی توحید
تقلید اور اسلام کی

ہی یہ ہے۔ کہ کوئی عمل بے نیت کی معتبر نہیں ہے ہر ایک مرد کو ثواب مگر جو کچھ کہ
نیت کیا ہو اس نے پہر جو شخص کہ ہجرت اسکی خدا اور رسول خدا کی طرف ہو یعنی جو امور
رسول کی رضامندی کی نیت ہو۔ تو پہر اسکی ہجرت خدا اور رسول ہی کی طرف ہے
یعنی ثواب بہت ہی اور جو شخص کہ ہجرت اسکی دنیا کی طرف ہو تاکہ وہ اسکو پاوے
یا کسی عورت کی طرف تاکہ اسکو نکاح کرے۔ تو پہر اسکی ہجرت اسی کی طرف ہے
جس کی طرف ہجرت کی۔ یعنی کچھ ثواب نہیں۔ ترجمہ تمام ہوا۔ پہر قرینہ اس اصل
عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث انما الاعمال بالنیات سے
وہی ہے جو امام اعظم فرماتی ہیں۔ کیونکہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی۔ کہ جس کے
ہجرت للہ اور للرسول ہو۔ تو اس کو ثواب ہے اور اگر للہ اور للرسول نہ ہو تو ثواب نہیں
پہر اگر حدیث انما الاعمال بالنیات کے معنی یہ ہوتے۔ کہ کوئی عمل بے نیت کی
صحیح نہیں۔ تو آپ یوں فرماتے کہ من کان ہجرتہ الی الدنیا فبطلت
او قال فھاجر ثانیا یعنی جس نے ہجرت کی دنیا کی واسطے تو باطل ہوئی ہجرت اسکی
یا یوں فرماتی۔ کہ دوسری بار ہجرت کرے۔ اسواسطے کہ ہجرت اسوقت میں فرض تہی
اور بالجملہ اس کے یہ ہو کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانی۔ کیونکہ بہت حکم بلحاظ محل کے متعلق
ہو جاتی ہیں۔ پہر بعضی حدیث محل خاص میں وارد ہے حالانکہ حدیث کی عبارتیں
اس محل خاص کا کچھ بیان نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں اس حدیث کی مراد سمجہنی کی
واسطے اسکے مورد کا جاننا ضرور ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے عن ابی سعید
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنی
نہیں واجب غسل مگر منی نکلنے سے اب ظاہر اس حدیث سے یہی سمجہا جاتا
ہے۔ کہ اگر دخول پایا جاوے۔ اور انزال نہ ہو۔ تو غسل واجب نہیں۔ جیسا کہ

کہ بعض آدمیوں نے صرف اس حدیث کے ظاہر کی طرف نظر کر کے یہی سمجھا تھا لیکن
حقیقت میں مورد اس حدیث کا احتلام ہے۔ یعنی اگر کوئی خواب میں اپنے جماع
کو دیکھے۔ تو غسل اس پر واجب نہیں ہوتا جب تک کہ انزال نہ پایا جاوے بخلاف
جماع حقیقی کے کہ اگر آلت کا سر بھی داخل ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ انزال نہ ہو جیسا کہ
مشکوٰۃ کی باب الغسل میں ہے۔ قال ابن عباسؓ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِی الْاِحْتِلَامِ
یعنی یہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہیں۔ اگرچہ مطابق ہے۔ لیکن
احتلام کی صورت میں وارد اور بعضے محدثوں نے جو محل اس حدیث کا معلوم
نہیں کیا ہے۔ تو کہا ہے کہ یہ حکم یعنی جماع بغیر انزال کے غسل واجب ہونا ابتدائے
اسلام میں تھا۔ پھر منسوخ ہوا۔ اور منجملہ اسکی جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا
ابتدا ہی اس قصہ کی حضرت کی حضور میں حاضر تھا۔ یا درمیان میں آیا۔ یا آخر میں کیونکہ
بسبب اختلاف لوگوں کے احادیث کی روایت میں بڑا اختلاف ہوتا ہے۔ تو جو
راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر ہوگا اس کی روایت پر اعتماد ہوگا۔ اور اسکی حدیث
سے مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا۔ اور جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر نہ ہو تو اسکی
روایت میں اکثر خلل اور نقصان ہوگا۔ اور حضرت کی مراد ایسی حدیث سے
سمجھی نہیں جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کے فروع تنبیہ میں ہے عن ابن جبیرؓ
قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِهْلَالِہٖ حِیْنَ اَوْجَبَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ
النَّاسِ بِذٰلِكَ اِنَّهَا اِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَجَّةٌ
وَاحِدَةٌ فَمِنْ هُنَالِكَ اخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَكْعَتَیْهِ اَوْجَبَ فِیْ مَجْلِسِهٖ فَاَهَلَّ

Marfat.com

بِالْحَجِّ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهُ عَنْهُ ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ اَهَلَّ وَاَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَقْوَامٌ وَذٰلِكَ اَنَّ النَّاسَ اِنَّمَا كَانُوْا يَاْتُوْنَ اَرْسَالًا فَسَمِعُوْهُ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ يُهِلُّ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ ثُمَّ مَضٰى فَلَمَّا عَلَا شَرَفَ الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ وَاَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَقْوَامٌ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَهَلَّ حِيْنَ عَلَا شَرَفَ الْبَيْدَاءِ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اَوْجَبَ فِيْ مُصَلَّاهُ وَاَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ اَهَلَّ حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ابن جبیر رضی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ابن عباس رضی کو کہ تعجب ہو نہیں اصحاب کے اختلاف سے کہ حضرت نے کس وقت تلبیہ کو شروع کیا تب ابن عباس رضی نے فرمایا کہ میں سب لوگوں سے اس امر میں خوب واقف ہوں حضرت نے ایک ہی حج کیا تھا یعنی حج متعدد نہ تھا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو دیکھ کر حکایت کرتے ہوں بلکہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نکلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حج کے ارادے سے پھر جب مسجد میں ذو الحلیفہ کی پہنچے تو دو رکعت نماز پڑھی نفل کے بعد پہلا تلبیہ کیا پھر سنا اس کو لوگوں نے اور اس کو اپنی طرح یاد رکھا۔ اور روایت کیا پھر اس کے بعد آپ سوار ہوئے۔ اور جب اونٹنی حضرت کو اٹھایا تب تلبیہ فرمایا اور اسکو دوسرے لوگوں نے سنا۔ اور ویسی ہی یاد رکھا اور ویسی ہی اسکو نقل کیا اسکی پیچھے جب حضرت بلندی پر چڑھے تلبیہ کیا۔ اور اسکو تیسری قوم نے سنا سو اسی کو یاد رکھا اور حکایت کیا اور یہ اس واسطے تھا کہ لوگ حضرت کے پاس جماعت متفرق آتی تھی جیسا جس نے جس وقت سنا۔ ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا۔ خلاصہ اس کا یہ ہے جو شخص ابتدا سے حضرت کے ساتھ رہتا جیسے ابن عباس رضی وہی حقیقت حال پر مطلع ہیں۔

کی یہ قت اور نالائقی یزید کی ثابت ہوا اور یقین ہے کہ یزید پلید نابعداری امام علیہ السلام کی سنت ہی ...

اور یہ روایت اسکی ٹھیک ہے۔ اور منجملہ اس کے یہ ہے۔ کہ اگر کوئی حدیث جواب میں کسی سوال
کے واقع ہو۔ تو ضرور ہے۔ کہ سائل کے لفظوں میں تامل کیا جاوے۔ اسواسطے کہ
جواب موافق سوال کے ہوتا ہے۔ پھر بعضی حدیث ایسی ہے۔ کہ اگر صرف اس حدیث کے
طرف نظر کیجاوے۔ تو ایک مطلب سمجھا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے۔ تو دوسرے
مراد معلوم ہوتی ہے جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے
اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ احْلِقْ وَلَا حَرَجَ
فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ ارْمِ وَلَا
حَرَجَ الحدیث خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم حج میں پھر کہا
اس نے یا رسول اللہ افاضہ کیا میں نے سر منڈانی کی پہلے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے سر منڈا اور کچھ حرج نہیں۔ پھر دوسرا مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاس
آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا میں نے رمی کی پہلے۔ فرمایا رمی کر اور کچھ حرج نہیں
اب ظاہر سے اس حدیث کی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حج کے افعال کو بیچ ترتیب یعنی مقدم کو
موخر اور موخر کو مقدم کرنا میں کچھ گناہ اور فدیہ نہیں ہوتا ہے۔ خواہ قصداً ہو خواہ
بھول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعض لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن سائل کے
لفظ کی طرف اگر نظر کیجاوے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکم صرف بھول سے اور
نادانستگی کی حالت میں ہے اور بالقصد کی تقدیر میں نہیں جیسا کہ سوا اسکے
نہیں ہو کہ صحیح المسلم میں لکھا ہے روایت سے ابن عمرو بن العاص کی
وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ فَطَفِقَ نَاسٌ یَسْأَلُوْنَہٗ
فَقَالَ الْقَائِلُ مِنْهُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَشْعُرُ اَنَّ الرَّمْیَ قَبْلَ النَّحْرِ
فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهٗ یُسْأَلُ یَوْمَئِذٍ

Marfat.com

حنفیوں کی مدح میں کئی حدیثیں ہیں وہ موضوع ہے اور نقل کرتی ہیں کہ پیغمبر خدا نے خواب میں فرمایا کہ میں ابوحنیفہ کو نہیں پہچانتا۔ اور بعض لامذہبوں کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ جیسے حنفی المذہب کو اپنا سالار مذہب جانتی ہیں

اور لامذہب کہتی ہیں کہ ابوبکر فیہا عثمان رفیق فی الجنۃ ورفیقی ... نبی اور حدیث لکل نبی ... ہے کہ خارجی کہتے ہیں کہ ... منافق ... علیہما الا مومن ولا یبغضہما الا ...

عَنْ اَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ اَوْ يَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْاَمْرِ قَبْلَ بَعْضٍ وَاَشْبَاهِهَا اِلَّا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ اِفْعَلُوْا ذٰلِكَ وَلَا حَرَجَ الحدیث خلاصہ یہ کہ کوئی سوال کرتی تھی رسول خدا صلعم سے سو پوچھا ایک نے یا رسول اللہ کہ مجھ کو خبر نہ تھی کہ رمی پہلی ذبح کے ہے سو میں نے ذبح کیا پہلی رمی کی پھر حضرت نے فرمایا رمی کرو اور کچھ حرج نہیں جب کوئی حضرت سے سوال کیا تھا کہ کسی مرد نے بھول کر کے انجان ہو کر کوئی کام کیا یعنی پہلے کو پیچھے اور پیچھے کو پہلے تب حضرت فرماتی تھی کہ کرو اور کچھ حرج نہیں اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ سمجھی کہ یہ حکم علی الاطلاق ہے۔ یا حکایت کسی حال کی کیونکہ راوی کبھی سمجھتا ہے کہ یہ حکم ہر حال میں ہے اور ویسی ہی روایت کرتا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ واقع میں حضرت نے بطور قصے کے کسی کا حال فرمایا ہے۔ اور ظاہر الفاظ سے حدیث کی یہ نہیں معلوم ہوتا ہے پھر جو عبارت حدیث پر نظر کریگا۔ تو ہر کو غلطی میں پڑیگا۔ جبتک کہ قصہ اس حدیث کا نہ جانے اور قصہ حدیثوں کا متن حدیثوں میں اکثر موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ میں مرقوم ہوتا ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کی باب البکاء علی المیت میں دو حدیث ہے کہ ان دونوں کی ذکر کرتے ہیں بہت طول ہوتا ہے۔ اس واسطے صرف مثال کیلئے خلاصہ ان دونوں حدیثوں کا مختصر کر کے لکھا گیا۔ جب عائشہ کی نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبداللہ بن عمر رض کہتے ہیں اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے زندہ کی اس پر عائشہ رضی نے فرمایا۔ کہ خدا مغفرت کری عبداللہ کی خبردار ہو۔ کہ عبداللہ نے قصداً جھوٹ نہیں کہا لیکن بھول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اسکی سنتی یا سمجھتی میں واقع ہوئی۔ سو تفصیل یوں ہے کہ ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزری۔ ایک یہودیہ کی قبر کی سامنی کہ اس پر کوئی روتا تھا۔ تب حضرت نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ اس پر روتی ہیں اور حال اسکا یہ ہے

کی جاتی ہے اپنی قبر میں اور ایک روایت میں اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے
فرمایا کہ کافی ہی تم کو قرآن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی
کوئی نفس اٹھاویگا دوسری کی بوجھ کو یعنی ایک کا گناہ دوسری پر نہ پڑیگا سو رونا
اور نوحہ کرنا یہ گناہ زندہ کا ہے مردی پر کیوں پڑیگا. اور منجملہ اسکی یہ ہے کہ تمام
آیات احکامی قرآن کی اسکی معنی اور تاویل کے ساتھ خوب معلوم اور یاد ہو کیونکہ
بہت سی حدیثیں ظاہر میں آیت قرآن کی خلاف ہیں تو اس پر عمل جائز نہیں مگر جب
معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ پہلی آیت اسکی نازل ہوئی
تھی یا قراین سے اور علامات اور تاویلات سے تطبیق ان دونوں کے درمیان ہو سکی
یا اس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسری کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو تو
البتہ ایسی حدیث پر عمل ہوگا. لیکن اس بات کی تحقیق کے واسطے بہت علم درکار
ہے کہ اس مقام میں گنجائش اس کی نہیں ہو سکتی. جیسا کہ توضیح کے
فصل النسخ میں اور تفسیر احمدی کے خطبے میں لکھا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم
یَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ مِنْ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَکُمْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی
کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ وَافَقَہٗ فَاقْبَلُوْہُ وَاِنْ خَالَفَہٗ فَرُدُّوْہُ یعنی بہت حدیثیں روایت
کیجاوینگی تمہاری واسطے ہماری انتقال کی بعد سو جب روایت کیجاوی تمہاری
واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اسکو کلام اللہ پر پھر اگر اسکو موافق قرآن مجید کے پاؤ
تو قبول کرو اور مخالف پاؤ تو رد کرو یہ حدیث اصول کی کتابوں میں منقول اور
بعضی حدیث کی کتابوں میں مروی ہے اور بعضی محدثوں کی نزدیک یہ حدیث ثابت
نہیں لیکن مضمون اس حدیث کا دوسری مقاموں سے بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ
نور الانوار کی بحث سنت میں ہے رَوَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلٰثًا

[Margin:] ... رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی المرسلین ... حبیب رب ...
[Margin:] اور اس غیب کو عبد اللہ بن مسعود اور عمر بن خطاب اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی طرف نسبت کرتی ہیں ... کتاب ... کہتی ہیں ... یہودیوں کی ... اس شخص کی ... زندگی میں ... جواب ... کوئی وقت خالی نہیں ...

وَلَمْ یَجْعَلْ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُکْنٰی وَلَا نَفَقَۃً وَقَعْنَۃُ
عُمَرُ رض وَقَالَ لَا نَدَعُ کِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّۃَ نَبِیِّنَا بِقَوْلِ امْرَأَۃٍ اَصَدَقَتْ
اَمْ کَذَبَتْ اَمْ حَفِظَتْ اَمْ نَسِیَتْ یعنی روایت کی فاطمہ بنت قیس نے کہ اسکی
شوہر نے اسکو تین طلاق دی اور رسول خدا صلعم نے اسکی حدیث کی نفقہ وغیرہ کی
حکم نہیں فرمایا تھا پھر عمر رض نے اسکی روایت کو رد کیا اور کہا نہ چھوڑینگے ہم کتاب
پروردگار کو اور نہ سنت رسول خدا کو روایت سے ایک عورت کی کہ نہیں معلوم ہے
کرتی ہیں ہم سچ کہا اسنے یا جھوٹ اور یاد رکہا ہے اس نے یا بھول گئی اور منجملہ اسکی
یہ ہے کہ احکام اجماعیہ سے بھی واقف ہوا سواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور
حدیث ہی نہیں بلکہ اجماع بھی حجت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں ہے وعن عبد اللہ
ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلاثۃ آیۃ محکمۃ او
سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ یعنی اصول شریعت کا تین ہیں پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللہ کہ
جس سے حکم ظاہر ہے۔ دوسرا سنت قائمہ یعنی حدیث کہ سند قائمہ سے ثابت ہے
تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہے قرآن اور حدیث کی تو پھر تینوں واجب العمل
ہیں اور یہ ارشاد ہے اجماع کا اور قیاس کی طرف اور بعضی حدیث کی ظاہر معنی بالاجماع
متروک ہیں یعنی بالاجماع سب علما کی ثابت ہوا کہ اس حدیث کے ظاہر معنی مراد
نہیں بلکہ تاویل اس کی دوسری ہے پھر صورت میں اس حدیث کی ظاہر معنی پر
عمل کرنا خلاف اجماع ہوتا ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام ہے۔ اور باطل تر اور اجماع کو حق
نہ جاننا کفر اور ضلالت ہے جیسا کفایہ شرح کی کتاب الصوم میں ہے۔ وَالْحَدِیْثُ الْوَارِدُ
فِیْ اَنَّ النَّبِیَّ ع قَالَ اَلْغِیْبَۃُ تُفْطِرُ الصِّیَامَ وَھُوَ مَا کَانَ بِالْاِجْمَاعِ وَ
اَلْفَتْوٰی بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ غَیْرُ مُعْتَبَرٍ یعنی قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا

١٢٤

اور جرحات اور علم فقہ میں راوی کی حدیث کو بھی اعتبار کرتے ہیں سو اگر تعیین مذہب نہ ہووے تو اتباع دین کا ہونا دین میں محال ہے اور سارے لوگ مذہب اور منافق نہیں پھر جب کہ شک اور ریب کو دین میں دخل نہیں ... فرض ہے اور وہ بدون تحقیق قرار واقعی کے دور نہیں ہوتا تو فرض ہوا کہ تحقیق نہایت تک پہنچاوے

کہ غیبت روزہ کو توڑتی نہیں بالاجماع ماول ہے اور تاویل اس کی یہ ہے کہ غیبت سے
روزہ کی فضیلت جاتی رہتی ہے۔ فتوے دینا خلاف اجماع کی باطل ہے اور اسی واسطے
اگر کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پھر اس نے اس حدیث کی ظاہر معنی کو اعتبار کر کی
سمجھا کہ روزہ اس کا ٹوٹا پھر اس نے قصداً کھانا کھا لیا۔ تو اس صورت میں قضا اور کفارہ
دونوں اس پر واجب ہیں اور حدیث میں پانی کا عذر اسکی حق مقبول نہیں ہے۔ کیونکہ
بالاجماع اس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہیں جیسا کہ کفایہ کی اسی مقام میں ہی فَظَنَّ اَنَّ
الغِیبَۃَ فَطَرَتْہُ فَاَکَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ القَضَاءُ وَالکَفَّارَۃُ [illegible]
حَدِیثاً اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ھٰذَا الظَّنَّ وَالفَتْوٰی فِی غَیْرِ مَوْضِعِہٖ ھ یعنی کسی
روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پھر گمان کیا کہ اس غیبت نے اس کے روزہ کو توڑا پھر وہ
سمجھ کر کھانا کھا لیا۔ تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں خواہ
کسی حدیث پر اعتماد کر کی روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پا کر کھایا ہو اسواسطے کہ یہ
گمان اور فتوی بیجا ہے۔ تو اب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ سے واقف نہ ہو اور وہ حدیث
کہ بالاجماع ماول ہے اسکی ظاہر پر عمل کریگا۔ تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی میں پڑیگا اور یہ
بھی معلوم ہوا کہ بعضے حدیث کی معنی کا احتمال رکھی تو ایک معنی کو ترجیح دیوی دوسری اور
منجملہ اسکی یہ ہے کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکھی تو ایک معنی کو ترجیح دیوی دوسری
دلیلوں سے اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہی کہ ظاہر عبارت سے اسکی دو معنی مخالف
سمجھی جاتی ہیں تو جب تک اس حدیث کو قرآن سے یا دوسری حدیثوں سے
تطبیق نہ دیویں تو ہرگز مراد اس حدیث کی نہیں سمجھی جاتی ہے۔ تو جو کوئی
صرف ایک حدیث کی طرف لحاظ کریگا۔ تو سخت خبط اور اضطراب میں
پڑے گا۔ جیسا کہ حدیث ہے مشکوۃ کے باب القراۃ فی

بخاری ہی میں باب اجازت کی روایت ہے۔ اب
روایت کے روسے

Marfat.com

الصلوٰۃ میں لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اس عبارت کے دو معنے ہوسکتے ہیں ایک معنی تو یہ ہیں کہ نہیں جائز ہے نماز اس شخص کی جو نہیں پڑھتا ہے سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنے دوسری حدیث میں بھی آئے ہیں جیسا کہ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَہٗ یعنی نہیں جائز نماز اس شخص کی جس کو وضو نہیں ہے جیسا کہ امام شافعی اس کے معنے یہی کہتے ہیں۔ اور دوسری معنے یہ ہیں کہ نہیں ہے فضیلت اور کمال نماز میں اس شخص کی کہ نہیں پڑھتا ہے۔ وہ سورہ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنے دوسری حدیث میں بھی آئے ہیں جیسا کہ لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ یعنی نہیں کامل ہے نماز مسجد کے ہمسایہ کی مگر مسجد میں اور اسی طور پر دوسری حدیث ہے لَاصَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ یعنی نماز کامل نہیں ہے۔ جس وقت کہ کھانا سامنے ہو اور دل بھی راغب ہو۔ پس جبکہ اس حدیث نے دو معنے کا احتمال رکھا۔ اور کچھ قرینہ حدیث کی عبارت میں کسی معنی کی ترجیح کا نہیں ہے۔ تب ضرور پڑا کہ اس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثوں سے ملایا جاوے۔ تو بعد ملانے کے ظاہر ہوا کہ مراد اس حدیث سے بھی یہی نہیں کمال ہے نماز کا بدوں سورہ فاتحہ کے یعنی بے سورہ فاتحہ کی نماز ادا ہوتی ہے لیکن کامل نہیں بلکہ ناقص اور یہی ہے مذہب ابو حنیفہ کا موافق اس آیت شریف کے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی جس قدر تم کو آسان ہو قرآن سے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی سورہ معین نہیں۔ اور اسی ہی حدیث مشکوٰۃ میں ہے۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نماز تعلیم کرنے کے وقت فرمایا ہے فَاقْرَءْ مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر میں ہے ثَلٰثُ اٰیَاتٍ یَقْرَءُ بِھِنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ

یعنی تین آیتیں کہ جو پڑہے تم میں سے کوئی اس کو نماز میں اپنی تو بہتر ہے اس کے حق میں تین اونٹنی حاملہ ہونے سے۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین آیہ جس سورہ سے ہو نماز میں پڑہنی کافی ہے۔ اور جاننا چاہئے۔ کہ یہ حکم امام اور منفرد کے حق میں ہے اور مقتدی کو قرائت حرام ہے۔ الغرض اس حدیث کے پہلے معنوں پر عمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثوں سے تطبیق ہوتی ہے اور اگر پہلے معنوں پر عمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثوں کی خلاف ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ جب تک اس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثوں سے ملایا نہ جاوے تو مراد ہرگز اس حدیث کی سمجھی نہیں جاتی ہے اور منجملہ اس کے معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث آپس میں متعارض ہوں تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہے۔ اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے اور ترجیح بہت سببوں سے ہوتی ہے۔ ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کا بیان بہت دراز ہے۔ یہاں نمونہ کے واسطے چند چیزیں مذکور ہوتی ہیں۔ کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب موافقت کلام اللہ کی ہوتی ہے۔ یعنی دو حدیث میں اختلاف ہو۔ تو قرآن جس حدیث سے موافق ہو وہ راجح ہے اور کبھی واسطے توافق حدیث متواتر یا مشہور کی اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث بعض وقت میں وارد ہے اور دوسری اکثر احوال میں اور کبھی اس حیثیت سے کہ ایک حدیث کی راوی فقیہ اور مجتہد تھے۔ یا وہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے بیشتر حاضر رہتے تھے۔ تو ان کی روایت دوسروں کی نسبت غالب ہے۔ اور کبھی بحیثیت تقدم اور تاخر کے یعنی حدیث موخر راجح ہے۔ کیونکہ موخر ناسخ متقدم کی ہے۔ جیسا کہ مسئلہ آمین کہنے کا بعد سورہ فاتحہ کی کہ اس کے اخفا میں بھی حدیث وارد ہے اور جہر میں بھی مروی ہے۔ پھر یہ حدیث اخفا کی دو وجہ سے غالب ہے۔ اول یہ کہ حدیث جہر کی بعض وقت میں وارد تھی

Marfat.com

یعنی امت کو تعلیم کیلئے تو لوگ جانتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہئے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں کبھی آواز بلند کر کے قرأۃ فرماتے تھے۔ تاکہ لوگ قرأت کی مقدار کو معلوم کرلیں یعنی کس قدر قرآن پڑھنا چاہئے جیسا کہ تیسیر الوصول کے فصل الصلوٰۃ الظہر یا عصر میں ہے عن ابی قتادۃ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَءُ فِی الظُّھْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ فَنَسْمَعُ مِنْہُ الْاٰیَۃَ بَعْدَ الْاٰیَۃِ مِنْ لُقْمَانَ وَالذّٰرِیٰتِ اور بخلاف حدیث اخفا کی کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات میں تھی۔ تو اس واسطے حدیث اخفا کی غالب ہے جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر وقایہ میں لکھا ہے۔ اَنَّ الْجَھْرَ بِھَا فِیْ بَعْضِ الْاَحْیَانِ لِلتَّعْلِیْمِ فِعْلًا کَمَا وَرَدَ وَکَانَ یُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا لَا لِکَوْنِہٖ سُنَّۃً مُسْتَمِرَّۃً وَاِلَّا لَمَا تَرَکَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اور کافی میں ہے وَالْجَھْرُ الْمَرْوِیُّ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ اِتِّفَاقًا لَا قَصْدًا اَوْ کَانَ لِلتَّعْلِیْمِ النَّاسَ اَنَّ الْاِمَامَ یُؤَمِّنُ کَمَا یُؤَمِّنُ الْقَوْمُ دوسری وجہ یہ ہے کہ اخفا کی راوی عمر بن الخطاب اور علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رض اور ان کی مانند ہیں جیسا کہ لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادت میں ہے۔ اور یہ راوی بہ نسبت جہر کے بڑے فاضل ہیں اور قاعدہ ہے کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہ اور فاضل ہو۔ تو دوسری حدیث پر جس کا راوی ویسا نہ ہو غالب ہے۔ جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہے۔ اور یہاں رفع یدین کے مسئلہ میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ خصوصاً رعایت اور مذاہب عمر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے

بعد پیروی کرابوبکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب العلم المناقب میں ہے عن ابن
مسعود رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ
وَّعُمَرَ اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رض کے شان میں فرمایا ہے
کہ میں گھر ہوں علم کا اور علی دروازہ ہے اس کا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب المناقب علے
میں ہے اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا اور علی الخصوص عبد اللہ بن مسعود رض کو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے ۔ امت کو کہ دین کے امر میں جو عبد اللہ بن مسعود رض کو کہے ۔ اس کو سچ جانو۔
جیسا کہ مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے وَمَا حَدَّثَکُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْہُ پھر جب
راوی اخفائے آمین کی عمر بن الخطاب اور علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ بن
مسعود ٹھیرے اور یہ تینوں صحابی جلیل القدر عظیم الشان ہیں ۔ اور عمل
بھی ان کا یہی تھا ۔ تو بے شک اخفا راجح ہے ۔ اور پیروی اس کی واجب
اور تیسری وجہ یہ ہے ۔ کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کے موافق ہے اس واسطے
کہ قرآن میں آیا ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
دعا کرو تم خدا تعالے سے عاجزی اور پوشیدگی سے ۔ بیشک خدا دوست نہیں
رکھتا ہے حد سے گزرنے والے کو یعنی اللہ نے دعا میں عاجزی اور اخفا کو حد کیا ۔ تو جو
عاجزی اور اخفا نہ کرے اس کو دوست نہیں رکھتا ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا وَاذْکُرْ
رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَہْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کرو اپنے پروردگار
کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈر سے بلند آواز کر کے نہیں ۔ اور تیسیر الوصول
کے باب التفسیر میں ہے قَالَ الصَّحَابَۃُ اَقَرِیْبٌ رَّبُّنَا فَنُنَاجِیْہِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْہِ
فَنَزَلَتْ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ پوچھا اصحاب نے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہے ۔ تو چپکے دعا کریں یا دور ہے

١٢٩

تو شور سے پکاریں تب نازل ہوئی یہ آیت جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے میرے حال کو
تو کہہ کہ بے شبہ میں نزدیک ہوں۔ پھر ان تین آیتوں سے معلوم ہوا۔ کہ ہر دعا میں
اخفا واجب ہے مگر جس دعا میں جہر کرنا اس کا دلیل یقینی اور اجماع سے اور بے اختلاف
کے ثابت ہو تو البتہ وہاں جہر جائز ہے جیسا کہ حج کے تلبیہ وغیرہ میں اور جبکہ لفظ آمین
کا بھی دعا ہے کیونکہ معنی اس کے ہیں قبول کر اور جہر اس کا دلیل یقینی سے اور اجماع سے
ہرگز ثابت نہ ہوا۔ بلکہ حدیث میں تعارض واقع ہوا۔ تو حدیث اخفا کی جو کلام اللہ کے
کے موافق ہے ترجیح ہوئی۔ جیسا کہ نہایہ میں ہے وَاَخْفَمْ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ التَّامِيْنَ
دُعَاءٌ فَاِنَّ مَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اَجِبْ وَالسَّبِيْلُ فِي الْاَدْعِيَةِ الْمُخَافَتَةُ عَلٰى مَا قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ اور
عنایہ اور کافی میں بھی یہی ہے۔ لیکن عبارت میں کچھ اختلاف ہے طوالت کی خوف سے
نہیں لکھا گیا اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی ہے
ضعیف ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین نے کہ سردار ہیں محدثین کا اور شیخ اور استاد ہیں
امام محمد بخاری کے جن کا حال تیسیر الوصول کے خطبے میں لکھا ہے ضعیف کہا۔ اور اس
وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِيُّ يَجْهَرُ بِهَا عِنْدَ الْجَهْرِ
بِالْقِرَاءَةِ وَبِحَدِيْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ
اٰمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ فَلَا يُعَارِضُ
اور محدث ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہے چنانچہ
اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نے لمعات التنقیح میں اور شرح سفر السعادت میں
نقل کیا ہے اور پانچویں وجہ یہ ہے۔ کہ جو آمین کا متقدم اور اخفا اس کا متوخر ہے یعنی حدیث
اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اس واسطے کہ جہر منسوخ ہے جیسا کہ کفایہ اور رد وقایہ اور ضبا

میں ہے قال عبد اللہ بن مسعود رضہ ترک الناس الجہر بالتامین وما ترکوہ
الا بعلمہم بالنسخ فرمایا ہے عبد اللہ بن مسعود رضہ نے کہ لوگوں نے آمین شور سے کہنا چھوڑ
دیا ہے اور نہ چھوڑا اسے مگر جب یقین حاصل ہوا ان سب کو ان سب کی منسوخیت
کا اور جیسا کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونوں میں حدیث وارد ہے لیکن عدم
رفع کی حدیث کو بہت وجوہ سے غلبہ ہے۔ وجہ اول یہ ہے کہ حدیث عدم رفع کی راوی زیادہ
ستھرا اور معتبر بڑے فقیہ اور بڑے فاضل ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضہ کہ حضرت صلعم
کے سفر اور حضر میں لازم رہتے تھے۔ اور حضرت صلعم کی احوال پر کمال مطلع تھے اور اسی واسطے حضرت صلعم
نے فرمایا ہے کہ دین کے امر میں جو عبد اللہ بن مسعود کہے اس کی پیروی کرو۔ اور اصحاب
عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جن کو پیغمبر خدا صلعم نے بہشت کی خوشخبری دی ہے۔ اور
اصحاب بدری کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی ہے اور یہ
سب صحابی حضرت کی صحبت میں اکثر حاضر رہا کرتے۔ اور حضرت کی مجلس
میں خصوصاً نماز کے وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت نزدیک رہتے تھے اور
حضرت صلعم کے احوال پر خوب واقف تھے۔ بخلاف حدیث رفع کے راوی کہ اس مرتبہ
میں نہ تھے تو بیشبہ حدیث عدم رفع کی راجح ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح
میں ہے وعلمنا ان الآثار عن الصحابۃ والطرق عن النبی صلعم کثیرۃ جدا
والقدر المتحقق بعد ذلک کلہ ثبوت روایۃ کل من الامرین عنہ
علیہ السلام فیحتاج الی الترجیح لقیام التعارض ویترجح ما صرنا الیہ بانہ
کانت اقوال مباحۃ فی الصلوۃ وافعال من جنس ھذا الرفع وقد علم
نسخہا فلا یبعد ان یکون ھو ایضا مشمولا بالنسخ خصوصا وقد ثبت
ما یعارضہ ثبوتا لا مرد لہ وکذا بافضلیۃ الرواۃ من رسول اللہ

Marfat.com

فقد حدث من لا یحصی عن عبد اللہ بن مسعود رض وھو عالم بشرائع
الاسلام وحدودہ ومتفقد لاحوال النبی صلعم ملازم لہ فی اقامتہ
واسفارہ فیکون للاخذ بہ عند التعارض اولی من افرادہ مقابلہ اور نہایہ اور
عنایہ اور ذخیرۃ العقبے میں ہے وروواہ اخبارنا العبد ریون من اصحاب النبی صلعم
الذین کانوا یلون النبی صلعم فی الصلوۃ وعبد اللہ بن عمر ووائل بن
حجر کانوا یقومون ابعد منہ صلی اللہ علیہ وسلم والاخذ بقول الاقرب اولی
وروی عن ابن عباس رض انہ قال ان العشرۃ الذین بشرھم النبی صلعم بالجنۃ
لم یکونوا یرفعون ایدیھم الا عند افتتاح الصلوۃ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ بعض صحابی
نے حضرت کی رفع یدین کو روایت کیا اور بعضی نے عدم رفع۔ یعنی ارسال کو روایت کیا۔
لیکن قول حضرت کا عدم رفع کے موافق ہے۔ اور رفع کے مخالف اور قاعدہ ہے کہ
جب حضرت کی دو قول مروی ہوں۔ تو جو فعل اس کے موافق ہو تو اس فعل کو غلبہ ہے
جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ میں ہے لانہ لما تعارضت روایتا فعلہ وجب
المصیر الی قولہ وھو الحدیث المشہور لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن
عند افتتاح الصلوۃ وقنوت الوتر وتکبیرۃ العیدین والا ربعۃ فی الحج
اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابو حنیفہ حدیث کی کتابوں میں ہے
اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق میں بھی ہے۔ لیکن عبارتیں ان سب
کتابوں کی کچھ اختلاف ہیں اور مضمون سب کا ایک ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ رفع یدین
صرف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوا ہے۔ قول اور حکم
سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عدم رفع میں
وارد ہے اور قاعدہ ہے۔ کہ جب حضرت کے فعل اور قول میں اختلاف

۱۳۲

کہ بہت سی حدیثیں ان کتابوں میں مختلف اور مضطرب اور منسوخ ہیں۔ اور ہرگز یہ ثابت نہیں کہ یہ کتاب والے کون کونسی حدیث پر عمل کرتے تھے۔ اور کون کون حدیثوں کو فقط روایت کیا ہے اور عقیدہ ان کا محدثوں کے نزدیک

ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہے۔ جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہے اَلْقَوْلُ مُقَدَّمٌ عَلَى الْفِعْلِ اور دوسرے مقام میں ہے حِکَایَۃُ الْفِعْلِ لَا تَعُمُّ اور خصوصاً جبکہ منع حضرت کا وارد ہوا یعنی حضرت نے لوگوں کو نماز میں رفع یدین کرنے کو منع فرمایا ہو تو بیشک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے لَا تُرْفَعُ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ اور دوسری حدیث یہ ہے وَحِیْنَ رَاَی النَّبِیُّ صلعم اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر وقایہ میں بھی ہے۔ لیکن عبارت میں کچھ اختلاف ہے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ رفع یدین مقدم ہے یعنی ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوا۔ تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادت میں ہے مَا رَوَاہُ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْاِبْتِدَاءِ اَیْ اَنَّهٗ کَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ رض اَنَّهٗ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَہْ اِنَّ هٰذَا شَیْءٌ فَعَلَهُ النَّبِیُّ صلعم ثُمَّ تَرَکَهٗ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادت میں ہے قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض رَفَعَ النَّبِیُّ صلعم فَرَفَعْنَاہُ وَتَرَکَهٗ فَتَرَکْنَاہُ الخ

رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سی کتابوں سے ثابت ہے۔ جیسا ہدایہ اور فتح القدیر اور نور الانوار و ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادت۔ لیکن طوالت کی خوف سے ہر ایک کی عبارت جداگانہ نہیں لکھی گئی اور تقریر امر یعنی جاننا کہ ہم اس امر میں داخل ہیں۔ اور اس بات کو بھی جاننا بہت کچھ چیز کے جاننے پر موقوف ہے اس مقام میں مثال کے واسطے تھوڑا ذکر

۱۳۳

Marfat.com

الحمد للہ رب العالمین والسلام علی المرسلین
عشق والوں کیلئے بس ہے
اور اس رسالہ میں اسقدر بیان
ہے کہ مجاہدوں کے جال میں نہ پڑیں
پنچاوں اور ان کے اور ان کے
مکر و فریب سے اپنے تئیں
کو بچائیں۔ کہ انہوں نے
کیسی کیسی ہیں مسلمانوں
عقائد میں مغالطے اور رسالوں میں
اور انکی بری

یہ وہ فتوی ہے جسکو شیخ احمد اللہ شاہ
نے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا
کے دربار میں تحریر کیا تھا اور جنت کے
باہر بھی درست کرا دیا تھا۔ کا سبب ان
وہ ہوا کہ ان لا مذہبوں نے جہاز پر جا کر وقت
انکی ساتھ تو بہ ہو کر کی کرتی تھی اور انکی
شرارت سے بلند آئی تھی آخر جب وہ

کیا جاتا ہے منجملہ اس کے یہ ہے کہ جانے کہ یہ حدیث مکلف کے حق میں ہے۔ یا خاص
بعضے گروہ کے حق میں کیونکہ بہت سے احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتے ہیں ایک
کے حق میں دوسرے کے حق میں نادرست جب وہ اس بات کو جانیگا تب سمجھیگا۔ کہ
خود کس حکم میں ہے۔ اور اسکے حق میں کیا حکم کیا اور اگر یہ فرق جانیگا۔ تو بڑی گمراہی
میں پڑیگا۔ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب القبلہ والمباشرۃ میں ہے وعن ابی ھریرۃ
قَالَ سَالَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَۃِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ
لَہٗ فَاَتَاہُ اٰخَرُ فَسَاَلَ فَنَہَاہُ وَکَانَ الَّذِیْ رَخَّصَ لَہٗ شَیْخًا کَبِیْرًا وَالَّذِیْ نَہَاہُ
شَابًا اخرجہ ابوداؤد یعنی ابوہریرہ رضنے کہا۔ کہ سوال کیا ایک مرد نے حضرت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنی بدن کو عورت کے بدن سے
درست ہے یا نہیں آپ نے اس کے واسطے درست رکھا۔ پھر دوسرے نے بھی ایسا ہی سوال کیا
سو اسکو حضرت نے منع فرمایا تو شخص کے واسطے درست رکھا تھا۔ وہ بڑا بوڑھا تھا
اور جس کو منع کیا وہ جوان تھا۔ اور منجملہ اس کے یہ ہی کہ جانے کہ یہ حکم خاص ایک
شخص معین کی حق میں تھا۔ یا عام تھا سب کے لئے جو مکلف ہوں کیونکہ بعضا حکم کسی
سبب سے یا کسی مصلحت کی رو سے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص کے حق میں
درست رکھتے تھے اور دوسرے کے حق میں نادرست اور حضرت کی بعد سب مکلف
کے حق میں برابر ہے جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوۃ میں ہے عن عبد اللہ
بْنِ فُضَالَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ
فِیْمَا عَلَّمَنِیْ حَافِظْ عَلَی الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ ھٰذِہٖ السَّاعَاتِ لِیْ فِیْہَا
اَشْغَالٌ فَمُرْنِیْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُہٗ اَجْزَأَنِیْ فَقَالَ حَافِظْ عَلَی الْعَصْرَیْنِ وَمَا
کَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ مَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلٰوۃٌ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

[illegible]

Marfat.com

وصلوة قبل غروبها اخرجه ابو داؤد عبد الله بن فضالہ نے روایت کیا ہے
اپنے باپ سے کہا اس نے تعلیم کیا مجھ کو پیغمبر خدا صلے الله علیہ وسلم نے اور جس بات کو
کہ حضرت نے ہم کو سکھلایا ان میں سے ایک یہ تھا کہ حفاظت کر پانچ وقت کی نماز کو
پھر کہا اس نے کہ عرض کیا میں نے کہ ان سب وقت میں میرے واسطے بہت کام رہتا ہے سو
مجھکو حکم کیجیے ایسی ایک عبادت کا کہ جب میں اس کو کر لوں تو کفایت کرے مجھکو
فرمایا حضرت نے کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری لغت میں نہ تھا اسواسطے
میں نے اس کو نہ سمجھا پھر میں نے پوچھا تب فرمایا حضرت نے کہ نماز پہلی طلوع آفتاب کی
اور نماز پہلی غروب کی اور منجملہ اس کے یہ جاننے کہ حدیث کونسی شہر والوں کے حق
میں وارد ہے اس واسطے کہ بہت احکام الہی باعتبار شہروں کی مختلف ہوتی ہیں
اور حدیث کی عبارت سے اس شہر کا ذکر کچھ نہیں ہوتا ہے جب وہ شخص اس بات کو
جانیگا تب سمجھیگا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسری پر اور اگر یہ فرق نہ جانے گا. تو سخت
خرابی میں پڑیگا جیسا کہ مشکواۃ کے باب آداب الخلا میں ہے عَنْ اَبِی اَیُّوْبَ رض قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ
وَلَا تَسْتَدْبِرُوْا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی جب تم پاخانہ میں آؤ
تو قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرو لیکن پچھم یا پورب کی طرف منہ کرو تو یہ حکم
مدینہ والوں کی حق میں اور مانند انکی ہی اسواسطے کہ مدینہ مطہرہ اوتر مکہ معظمہ کے ہے
تو جب پچھم یا پورب کی طرف منہ کریگا. تو قبلہ کی جانب میں منہ نہ ہوگا جیسا کہ
تیسیر الوصول کی باب طلب الاستنجا میں ہے قولہ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا اَمْرٌ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ
وَمَنْ قِبْلَتُہٗ عَلٰی ذٰلِکَ وَاَمَّا مَنْ کَانَ قِبْلَتُہٗ اِلَی الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ فَلَا
یَسْتَقْبِلُھُمَا ـ یعنی قول حضرت کا شرقوا وغربوا حکم ہے اہل مدینہ کی اور جو لوگ کہ قبلہ

ان کا اسی جانب میں ہے اور جس کا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو ان کے حق میں یہ حکم نہیں ہے اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ میں ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قبلۃ اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہے تو یہ حکم اہل مدینہ اور شمال کے واسطے ہے اور منجملہ ان کی یہ ہے کہ اس حدیث کی مجلس کو جانے کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث کو لوگوں میں مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ میں بھی ہے اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّہَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ برکت ہے آسمان اور زمین کے ہے یعنی روٹی جب آوے تو انتظار سالن کا نہ کرو۔ تو یہ حکم گھر کے کھانے میں ہے ضیافت میں نہیں کیونکہ ضیافت میں صاحب خانہ کی اذن کی انتظاری کرے۔ جیسا کہ اسی فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان میں ہے وھذا فی بیتہ واما فی الضیافۃ فلینتظر الاذن تو جس کو مورد اس حدیث کا معلوم نہ ہوگا تو ضیافت کی مجلس میں جیسے لوگوں کی عادت ہے کہ پہلے روٹی لاتے ہیں تو وہ شخص پہلے روٹی ہی شروع کرنے لگیگا اور سالن کے لئے شور مچانے لگیگا اور میزبان کو اضطراب میں ڈالیگا۔ اور دوسرے مہمانوں کو انتظاری اور تاخیر میں پھینکیگا جیسا کہ اس طرح کی خرابیاں اکثر مجلسوں میں واقع ہوتی ہیں نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اس کے جاننا کہ یہ حدیث کس وقت میں وارد ہوئی تھی کیونکہ بہت سی حدیثیں ہیں کہ حکم ان کا ابتدائے اسلام میں تھا پھر وہ منسوخ ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اس حکم میں داخل نہیں جیسا کہ مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں ہے نَہَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُقَیَّرِ یہ چار نام ان برتنوں کے ہیں کہ جن میں شراب رکھتی تھی سو جب شراب حرام ہو

تبلغ ابا حنیفۃ اصلا رحمہ
قولکم فی مثل ہولاء الناس
ھل یحتمل علی قولھم وترک
التقلید راسا ام قولھم باطل
عاطل فھل ھذا کما ھو علیہ ائمۃ المذاھب
نحن فی حیرۃ تامۃ ولا یکشف عنا ھذا
الشبھۃ الا قولکم وکتابکم وامامکم
ولیکن جوابکم علی وجہ التفصیل
علی فھمنا

الاحادیث الصحیحۃ ولم
عند نا بھذا الا فعال
المرءۃ ویقولون
متوضا من مس الذکر و
ویبسمل ویامین جھرا انما
فی السفر بلا عذر
بجمع بین الصلوتین

تو ان برتنوں کا استعمال بھی حرام ہوتا ہے تاکہ لوگوں کو شراب کی یاد نہ پڑے اور رافت
اس کی نہ رہے اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوے اور جب لوگ خوب شرع کے حکم پر
مضبوط ہوئے۔ تو یہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اس کے یہ جاننا کہ وہ حدیث مطلق احوال
میں وارد ہے یا کسی عذر کی حالت میں واقع ہے کیونکہ بہت سی حدیثیں ہیں کہ عبارت
ان کی مطلق ہے اور حقیقت میں مورد ان کا حالت عذر ہے اور جس شخص کو
عذر نہ ہو اس کے حق میں وہ ہی حکم نہیں ہے تو جب تک اس بات کو نہ سمجھیگا نہ
جانیگا کہ یہ حکم یہ ہے یا دوسرے یہ جیسا کہ مشکوٰۃ کی باب صفۃ الصلوٰۃ میں ہے
وعن مالك ابن الحويرث رض رأى النبي صلى الله عليه وسلم يصلي فاذا
كان في وتر من صلوته لم ينهض حتى يستوي قاعدا
رواه البخاري روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو نماز پڑھتے تھے پھر جب ہوئے حضرت طاق رکعت میں یعنی ایک رکعت کو یا تین
رکعت کے بعد تو نہ اٹھے یہاں تک کہ سیدھی طرح سے بیٹھے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اسکی ترجمہ
میں لکھا ہے کہ بیٹھنا حضرت کا سبب عذر کی اور حاجت کی تھا جس طرح بیماری
اور ضعف اور کبر سن وغیرہ اور جس کسی کو اس کی حاجت اور ضرورت نہ ہو تو اسکے حق
میں وہ سنت نہیں انتہی اور فتح القدیر اور بحر الرائق میں بھی ایسا ہی مذکور ہے
خلاصہ اس مطلب کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے حکم نکالنے کے واسطے بہت سے امور
ضرور ہیں مگر تفصیل ان کی اس مقام میں نہیں ہو سکتی ہے۔ اس واسطے
صرف مثال کے لیے چند باتیں کہ ہر عوام اور خواص اس کو بے تکلف سمجھیں
یہاں بیان کی گئیں اور ان کے سوا اور شرطیں بھی ضرور ہیں۔ کہ ان
کے مضمون کو بھی سمجھنا ہر ایک عوام کو دشوار ہے۔ جیسا کہ فقہ اور اصول

Marfat.com

حدیث کی کتابوں میں مفصل اور مصرح ہے اور ان سب شرطوں کا اس زمانہ میں پایا جانا سخت مشکل اور بہت دشوار ہے بلکہ متعذر اور محال ہے چنانچہ سابق جو شرطیں بطور نمونہ کی مذکور ہوئی ہیں اس کے مضامین میں غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے اس واسطے اس زمانہ میں بلکہ زمانہ دراز سے سب عالموں نے بخوبی دریافت کیا کہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم نکالنا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ہر حدیث کو ثابت کرنا اور اسکے راویوں کا حال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف وغریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور ماول اور ناسخ و منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجو سے حاصل نہ ہو سکیگا۔ بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان بن کر ان سب شرطوں کو حاصل کرنیکے لئے کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا سے تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر کرنی ہے اور اسیواسطے سب علما نے اجماع کیا اس بات پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہوا اور سب فاضلوں کے نزدیک اس کا اجتہاد مقبول ہوا اور مذہب اس کا نقل تواتر سے منقول ہوا اور مسائل اور قواعد اسکے مذہب کے بشبہ مفصلا مروی ہوں تو ایسے کی تقلید درست ہے پھر کوئی مجتہد ان اوصاف کی ساتھ سوائے ان چار امام کے پایا نہیں گیا۔ اور کوئی مذہب ان اوصاف کی ساتھ سوائے ان چار مذہب کے ثابت نہیں ہوا۔ اس واسطے سب علماء اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر رہا ہے کہ ان چار مذہب میں سے ایک مذہب کی پیروی کرنی واجب ہے اور ان کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید یا دوسری کسی طریقے کی پیروی جائز نہیں ہے اور کوئی یہ گمان نہ کرے کہ صرف علماء حنفی نے یہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسرے مذہب مختلف کے علمانے بھی اسی بات پر

ان لوگوں کے حق میں کیا اعتقاد کیا جاوے ان کے قول پر اور چھوڑ دی جاوے تقلید یا قول ان کا باطل اور بیہودہ اور مخالف اس چیز کی کہ ... ہے اسپر چاروں نے پس ہم بڑی حیرت میں پڑے ہیں اور لکھنے سے تمہارے اپنی اپنی مہر کے ساتھ اور چاہیئے جواب تمہارا اس طور پر کہ ہوشیار ہووے غفلت سے وہ شخص جو نہیں ہے اوپر حق کے

کو اصلا پس کیا ہے ... صحیح اور نہ پوچھیں وہ ابو حنیفہ ... افعال کے کرنے چاہئیں نزدیک اور نہ پوچھیں ہم کو ان کی تحقیق ثابت ہوا ہے ہمارے ... اور عورت کے اور کہتی ...

الجواب

... الحمد لله رب العالمين ... اعلم ايها السائل ... والصلوات ... السنة ... على ترك ... التعليل ... هداة الائمة ... الشنيع والباطل ... لا يلتفت اليه ... ان عن ... فالازم على من ... اهانة ...

گیاہے جیسا سابق جواب میں سوال دو میں کی بہت سی کتابوں سے مذکور
ہوا ہے پھر ثانیاً تفصیل کی حاجت نہیں ہے ۔ لیکن بطور نمونہ کے صرف ایک
کتاب سے لکھا جاتا ہے نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد میں ہے وَفِي زَمَانِنَا
قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ
بَيْنَهُمْ وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ أَيْضًا لَا بِاعْتِبَارِ أَنَّ مَذَاهِبَ غَيْرِهِمْ مِنَ السَّلَفِ
بَاطِلَةٌ وَإِنَّمَا بِاعْتِبَارِ أَنَّ مَذَاهِبَهُمْ وَصَلَتْ إِلَيْنَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ يَرْوِيهَا جَمَاعَةٌ
بَعْدَ جَمَاعَةٍ فِي كُلِّ سَاعَةٍ مِنْ زَمَانِهِمْ إِلَى زَمَانِنَا هٰذَا الَّا يُمْكِنُ عَدُّ الرُّوَاةِ وَ
لَا إِحْصَاؤُهُمْ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَبُيِّنَتْ لَنَا شُرُوطُ مَذَاهِبِهِمْ وَفُصِّلَتْ
مُجْمَلَاتُهَا وَقُيِّدَتْ مُطْلَقَاتُهَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ بِخِلَافِ مَذَاهِبِ غَيْرِهِمْ مِنَ
السَّلَفِ فَإِنَّهَا نُقِلَتْ إِلَيْنَا بِطَرِيقِ الْآحَادِ فَلَوْ فُرِضَ أَنَّ حُكْمًا مِنْ أَحْكَامِ
نُقِلَ عَنْ بَعْضِ مَذَاهِبِ السَّلَفِ بِطَرِيقِ التَّوَاتُرِ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مُجْمَلًا لَمْ يُفَصِّلْهُ
نَاقِلُهُ وَأَنَّ لَهُ قَيْدًا يُخِلُّ بِهِ نَاقِلُهُ أَوْ شَرْطًا يُوقَفُ الْقَوْلُ بِصِحَّتِهِ عَنْ عِلْمِ الْمُجْتَهِدِ فَيَكُونُ
الْعَمَلُ بِهِ بَاطِلًا فَلِهٰذَا الْأَمْرِ حَصَرْنَا صِحَّةَ التَّقْلِيدِ فِي اتِّبَاعِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ لَا غَيْرِهَا
خلاصہ مضمون اس کا یہ ہے کہ اس زمانہ میں تقلید منحصر ہے انہیں چار کی ایک مذہب میں اور
ان چار کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہیں ہے اس واسطے کہ ان چار اماموں کا
مذہب نقل متواتر سے منقول ہے اور ان کے زمانے سے لیکر اس زمانے تک اس قدر اوس ان
مذہب کے گزرے ہیں کہ شمار کرنا ان کا ممکن نہیں ہے اور ان مذہب کی شرطیں اور تفصیل
خوب بیان کی گئی ہیں بخلاف اور اور مذہبوں کے کہ تواتر سے مروی نہیں ہیں اور
تفصیل ان کی نہیں ہوئی ہے تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ اس کی تفصیل نہ ہو
کے ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو ۔ یا کوئی شرط کہ جس پر صحت اس قول

عن الملك الجليل الحمد لله سبحانه وتعالى
سواء السبيل وهو حسبنا ونعم الوكيل
كتبه المفتقر عبد الله بن محمد المرغني
الحنفي مفتي مكة المكرمة كان الله لهما
لهما مستغفرا

مصليا الحمد لله وحده اللهم هداية
للصواب نعم ما ذكر في المجيب
للمذهب اهل السنة والجماعة من

والآخرين
وعلى آله وصحبه اجمعين
پس جواب هذا السوال انه
يجب على احد من المكلفين ان
تقليد واحد من الائمة الاربعة
مع اعتقاد ان كل واحد منهم
على الحق والصواب فلا يجوز
التقليد غيرهم ولو من اكابر
الصحابة لان مذهبهم لم
تدون ولم تضبط ولا يجوز
لاحد ان يستقبل بنفسه ودرايته
واجتهاده وادعا رواية اتباع
الكتاب والسنة لان الاجماع
انعقد على اتباع ائمة الاربعة كالامام
ابي حنيفة والامام مالك والامام
الشافعي والامام احمد فلا يجوز
تقليد غيرهم بعد عقد الاجماع عليهم
لان مذاهب غيرهم لم تدون

کے موقوف ہو متروک ہوئی ہو توان صورتوں میں عمل اس پر باطل ہوگا۔ اس واسطے
انہیں چار مذہب میں تقلید منحصر ہوئی ہے اور شافعی علمائے بھی ایسا ہی
کہا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کے فاضل اور محدث اور مصنف کتاب
بلوغ المرام کا اور شافعیوں کے نزدیک بڑا معتبر ہے اس نے فتح المبین فی شرح
الاربعین کے اٹھائیسویں حدیث کی شرح میں لکھا ہی آمَّا فِي زَمَانِنَا فَقَالَ أَئِمَّتُنَا لَا يَجُوزُ
تَقْلِيدُ غَيْرِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَحْمَدَ رِضْوَانُ
اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ لِأَنَّ هٰؤُلَاءِ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاهِبِهِمْ وَاسْتَقَرَّتْ أَحْكَامُهَا
وَخَدَمَهَا تَابِعُوهُمْ وَحَرَّرُوهَا فَرْعًا فَرْعًا وَحُكْمًا حُكْمًا فَلَا يُوجَدُ حُكْمٌ إِلَّا وَهُوَ
مَنْصُوصٌ لَهُمْ إِجْمَالًا وَتَفْصِيلًا بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ فَإِنَّ مَذَاهِبَهُمْ لَمْ تُحَرَّرْ وَلَمْ تُدَوَّنْ
كَذٰلِكَ فَلَا تُعْرَفُ لَهَا قَوَاعِدُ حَتَّى تُخَرَّجَ عَلَيْهَا أَحْكَامُهَا فَلَمْ يَجُزْ تَقْلِيدُهُمْ فِيمَا
حُفِظَ عَنْهُمْ مِنْهَا لِأَنَّهُ قَدْ يَكُونُ مَشْرُوطًا بِشُرُوطٍ أُخْرَى وَكَلُوهَا إِلَى فَهْمِهَا
مِنْ قَوَاعِدِهِمْ فَقَلَّتِ الثِّقَةُ بِجَمِيعِ مَا يُحْفَظُ عَنْهُمْ مِنْ قَيْدٍ أَوْ شَرْطٍ لَمْ يَجُزِ التَّقْلِيدُ
خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ہماری اماموں نے یعنی شافعیوں نے کہا ہو کہ اس زمانہ میں ان چار
اماموں کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے۔ اسواسطے کہ ان چاروں کی مذہب اور انکی
قاعدے خوب معلوم اور مشہور ہیں اور مسئلے انکے خوب ثابت ہیں۔ اور تابعوں نے
انکی مذہب کو خوب ضبط کیا ہے اور بالتفصیل ہر ایک کو لکھا ہے۔ بخلاف اور
مجتہدوں کی کہ ان کا مذہب لکھا ہوا نہیں اور قاعدہ ان کا معلوم نہیں اور تفسیر
ان کی مذہب کی منقول نہیں اور مسئلہ ان کے مذہب کا ضبط نہیں اسواسطے دوسرے مذہب
خوب اعتماد نہیں۔ اور مالکی علمانے بھی ایسی ہی کہا ہی کہ علامہ ابراہیم بن مرعی سرخسی
کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیوں میں معتمد علیہ ہی اسواسطے

ولم تضبط بخلاف [illegible] الائمة العلماء
وانهم [illegible] عليها وعرفت
جميع [illegible] وحققت وفصلت
قواعد مذاهبهم وحررت وصارت
تابعهم وخرجوا الاحكام الفرعية
متواترة [illegible] التقليد
من جهة [illegible] اصحابها
لان [illegible] فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فعلى
[illegible]

[illegible] ملتقط من [illegible] الكتاب

فتوحات الوہبیہ فی شرح الاربعین النوویۃ کی اٹہائیسوین حدیث کی شرح مین لکہا ہے ما عرف

من ھٰؤلاء الصحابۃ الاربعۃ او عن بعضھم اَولٰی بالاتباع من بقیۃ الصحابۃ

اذا وقع بینھم الخلاف لٰکن قولہ وھٰذا فی التقلید الصرف فی تلک

الازمنۃ القریبۃ من زمن الصحابۃ اما فیما بعد ذٰلک فلا یجوز تقلید

غیر الاربعۃ مالک وابی حنیفۃ والشافعی واحمد رحمہم اللہ لان ھٰؤلاء

عرفت قواعد مذاھبھم واستقرت احکامھا وخدمھا تابعوھم وحرروھا فرعًا فرعًا وحکمًا حکمًا

خلاصہ اس کا یہ ہی کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفون سی یا بعض سے ان کے معلوم ہوا ہی تو وہ

مقدم ہے دوسری صحابی کی قول پر اور یہ بات اس زمانہ کی مقلد کے حق مین تہے لیکن

اس زمانہ کی بعد جائز نہین ہے تقلید سوائی ان چار امامون کے یعنی مالک ابو حنیفہ

شافعی احمد رح کیونکہ ان کے مذہب کے قاعدے سب معروف ہین اور مسائل انکی

خوب ثابت اور مشہور ہین۔ اور تابعون نے انکی خوب ضبط کیا ہے اور ہر ایک بات

کو مفصلًا لکہا ہے اب حاصل اس سب کا یہ ٹہرا کہ شریعت کے علما اور ہر مذہب کے

فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہوگیا ہے کہ اشخاص تقلید ایک امام کی ان

چار اماموں میں سے واجب ہے اور ان کے سوا اور کسی کے مسئلہ نکالنا

درست نہیں ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانہ کے خواص کو بہی اپنے سمجہ کے موافق

قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کر کے مسئلہ نکالنا

جائز نہیں اور کوئی فاضل یا درویش اس اجماع سے نکلا یا اس نے اس اتفاق کے

برخلاف کیا ہو یا اس کے خلاف کہا ہو تو اس شخص کا کچہ اعتبار نہیں ہے کیونکہ

وہ اجماع کہ جسکی رو سے پیروی کرنی اس کی واجب ہی وہ اس کی عبارت

ہی کہ اکثر علمائی دیندار اور فضلائی نیک کردار ایک بات پر اتفاق کریں پہر اگر کوئی

وتسال الله ان يوفقنا والسنة

التوفيق لاتباع ائمة الدين والتحقيق آمين

والحمد لله رب العالمين عظيم

فيجب على اولى الامر ... الخارجين

الله ثم ضرب بيد الاجداد الخارجين

ذلك التابع المبتدع الخارج

عن الائمة بسبب ما تبعه

فان يوجد ضد ذلك الاتفاق تقليد

واحد من الائمة الاربعة فان علم

كفقدان الاجماع ... ثم محمد البرزوى

اعلم تكثير المسائل الى الله ... الشرع

لما ان التقليد فى التحقيق ... اتباع

الحمد لله الذى جعل الحق ...

الائمة المهديين الذين ...

الصحابة ... على نفسهم ...

سيد المرسلين ومن خالفهم كان من المبتدعين

١٤١

ما افتى به الا فاضل المتقن الثلاثة

التوابع للمذاهب الاربعة

المذكورين ... المعروفة المتفقة

عن السنة والكتاب ...

او خلطوا مذهبًا غير معروف

المنسوب عليه ... مذكورة ...

من الاحاديث الصحيحة والقرآن لان

بعض الصور المذكورة فى ...

الاصل باطلة وفى بعضها مكروه

ولكن اعلم ... وغيره

لا شك ان ... من اغواء

الشيطان ومن اتبع هواه

المضلين كان فى خسران

فوجب على الحكام ...

ثم امراء الاسلام ...

على مضمون السوال ...

بالصواب ...

Marfat.com

محمد بن یحییٰ مفتی الحنابلۃ

من الشیخ یحییٰ مفتی الحنابلۃ المشرفۃ
وسلم امر بحرمۃ العبارۃ محمد [illegible]
صلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ
السالمین عن الصراط المستقیم و
الشنیع التمسک منہم فی اغواء
الامر الفضیح والاضلال
مع ملاحظہ

جواب

شخص اگرچہ عالم ہی اس اجماع میں شریک نہ ہو تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ وہ خود برخلاف ہوا۔ اور جماعت کا برخلاف جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام میں ہے عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو بڑی جماعت کی سو تفر یوں ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے گر پڑا وہ جہنم میں وعن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنی بیشک شیطان آدمی کے حق میں جیسا بھیڑیا بکری کی حق میں ہے پکڑتا ہے بکری بھیڑ کی کی ھٹی اور دور پڑی اور کنارے پکڑی ہوئی کو تو واجب تم پر یہی ہے کہ جماعت اور اکثر مسلمانوں کی پیروی کو لازم کرو وعن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ یعنی جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت کی اندازے تو بیشک اس نے اس کلام کو اپنی گردن سے نکالا۔

غرض ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کریں وہ واجب ہوتا ہے اور بعضی کا خلاف کرنا کچھ نہیں ہے بلکہ جو اکثر کا مخالف ہو تو اس پر خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہے نعوذ باللہ منہا و منہم اور جو کوئی جماعت کی پیروی کرے گا۔ تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی شَرِیْعَتِکَ وَرِضَاکَ وَاَقِمْ وَجْھَکَ اَقْدَامَنَا عَلٰی طَرِیْقَتِکَ وَھُدَاکَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِکَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الرَّاشِدِیْنَ وَتَابِعِیْ مُجْتَھِدِ الْھَادِیْنَ سِیَّمَا عَلٰی سَیِّدِ الْمُجْتَھِدِیْنَ اِمَامِنَا وَاِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ وعلینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بما دام انا مفتی المالکیۃ المشرفۃ وعلمائہا عن السؤال المذکور حق وانا مقلد لابی حنیفۃ رض محمد مراد مفتی الحنفیۃ [illegible]

ما افتی بہ سادات انا مفتی الحنفیۃ المشرفۃ وعلمائہا حق فی ہذہ الفتوی وانہ علی مذہب الامام الاعظم

١٤٢

ابی حنیفۃ وکتبہ عبد اللہ [illegible]

حنفی ما افتی بہ سادات انا مفتی الحنفیۃ المشرفۃ وعلمائہا حق فی ہذہ الفتوی وانا علی مذہب الامام الاجل الاعظم ابی حنیفۃ وکتبہ عبد اللہ [illegible]

موقع [illegible] ما افتی بہ سادات انا مفتی المالکیۃ المشرفۃ وعلمائہا حق فی ہذہ الفتوی وانا علی مذہب الامام الاعظم ابی حنیفۃ رح کتبہ

افضل محمد فضل [illegible]

[illegible]

محمد علی صاحب

خاتِمَة الطبعة

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جن کے سوالوں کو کئی شخصوں نے کیا تہا اور جوابوں کو اسکی عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نے بڑی محنت اور تلاش کرکے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑی معتبر اور معتمد کتابوں کی عبارت سے مدلل و مثابت کیا اور بعد اتمام کی تمام علما اور فضلا و صلحا نے بغور و تامل اسی دیکہہ موافق عقائد مذہب سنت و جماعت خصوصاً مطابق طریقہ حنفی سمجھکے منظور اور پسند کرکے اپنی اپنی دستخط اور مہر سے مزین فرمایا اللہ تعالی اپنی فضل و کرم سے اس نسخکی مؤلف کو جزائی خیر فرماوے آمین چونکہ یہ نسخہ نسخہ اکسیر کی طرح مقبول ہر خاص و عام و مطبوع طبائع انام ہے لہذا کلکتہ میں کئی دفع طبع ہوا پہر دہلی میں دوبارہ چہپایا باوجود کثرت چہاپہ کی اہل شوق کی خواہش وہی رہی اور خریدار و نکی وہی گرم بازاری بنظر آن بفرمایش محمد سنز اور صاحب فرزند منشی علی بخش صاحب داروغہ نزول لاہور کی مطبع گنجش برکاش لاہور میں بہر طبع ہوئی۔ اللہ تعالی ساعیان اوائل و اواخر کو جزائی خیر دے

برنسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردہ مظاہر شدکہ مسائل مندرجہ آں مطابق عقیدہ اہل سنت و جماعت و موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر طبق آن واجب و متحتم است

علاء الدین | کبیر احمد | علی وارث

جوابہائی این رسالہ

ہمہ صحیح و درست بی کم و کاست موافق آیات قرآن و مطابق احادیث پیغمبر ان صلی اللہ علیہ وسلم برحسب اجماع علمائی راسخین و برطبق اتفاق فضلائی کاملین است

١٤٣

الائمة الاربعة بدليل قوله
الدين النصيحة لله ولرسوله
منهم بعد قرن الصحابة الكرام
رتبة ادنى الامر وليس المراد
فلم يعلم بالاستنباط الا من بلغ
منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم
ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر
لا لاهل العصر الا [illegible]
الله تعالى الاستنباط في
ولو لا ذكر [illegible] في كتابه العزيز

وائمة المسلمين وقد فسر بعض
العلماء وائمة المسلمين بالائمة الاربعة
فما يسلم لكل شخص استنباط بل
يرد على ما فهم الحق والصواب فلم يبق
الائمة على قوله وقد اخبرنا مولانا
جل جلاله في كتابه العزيز بعامة شيء
لنا مبنى الدين ما وصى به
الائمة وذكر فيه ولا تتفرقوا

١٤٤

مخالف این همه مسایل در حقیقت مخالف آن دلایل است

محمد وجیه مدرس اول مدرسه کلکته	فضل الرحمن مدرس اول مدرسه مرشدآباد	بشیر الله بن مدرس دوم	نور الحق مدرس سوم	محمد نفی(?) مدرس چهارم
احمد عجیب مولوی کمیٹی	محمد ابراهیم معاون اول	حسین خادم معاون دوم	محمد مظهر معاون سوم	محمد حسین

شاه محمد اکبر

این رساله را بنظر تامل دیده از اول تا آخر حکیم مدرسه فی الحقیقت هدایت کبری [illegible] اهل بدعت و رهنمائی گم گشتگان بادیه ضلالت است علماء حنفیه را بزید نورانیت [illegible] و ضوء فی طریقه راسخ است شیدا البانی . مهر محمد اکبر شاه مدرس مدرسه اول حنفیه [illegible]

حسین خادم مدرس مدرسه مذکور	احمد منصور مدرس مدرسه ایضا	علی رمضانی سیدان مدرس مدرسه ایضا	مجدد علام و مدرس مدرسه ایضا	محمد مستقیم مدرس مدرسه ایضا
علی فراعت معاون ایضا	بشارت الله مدرس مدرسه هوگلی	علی اشدل(?) مدرس اول مکتب شاهزادگان	علی وارث مدرس	علی صمصام مدرس
ناصر الدین مدرس	ریاض الدین مدرس مدرسه [illegible]	کرامت علی [illegible] سید احمد قدس سره	امام الدین خلیفه حضرت [illegible]	صدیق محمد(?) [illegible] حضرت [illegible]
احمد مفتی ضلع ۲۴ پرگنه	غلام صفدر مفتی ضلع [illegible]	غلام حسین(?) مفتی ضلع [illegible]	حسین الدین ستار(?) مفتی [illegible]	محسن مولوی(?) [illegible]
نثار احمد	محمد صدیق(?) نور	[illegible] علی	محمد عبد الله	غلام اکبر

[illegible] تفرقكم تبعا وتستقر بنا الكلمة [illegible]
ونهاية ابصارنا وتوجيه بصائرنا [illegible] قول الحق من
ان الامر لم يتفق على [illegible] الصحيح
الائمة السابقين الخلفاء الراشدين [illegible]
الاسلام الا ما كان عن هولاء [illegible] ما تابعوا
فان اقوالهم صحيحة ولم [illegible] في فضلهم
اصلا ولم يختلفوا [illegible] معرفة
نهاية جهدهم [illegible] تعالى على من
[illegible] الدنيا و
[illegible] الوسواس الخناس [illegible]
الضلالة باب التفقه على
جلالتهم وعظم شانهم
فما اتفقوا عليه [illegible] من اختلف
وما فيه [illegible] الحق
الضلال [illegible] على
وجب التقليد [illegible] منهم
[illegible] التقليد فيه
[illegible] المجتهد

العبیدی علی بن [illegible]
مسعود قال قال [illegible]
[illegible] من
قد مضا فان الحی لا تؤمن
علیہ الفتنۃ وهذا ابن [illegible]
مسعود [illegible] لغلام
[illegible] لا ینبغی
[illegible]
ونفر الناس من [illegible]
وامر بتقلید من تقدم [illegible]
الاعصر المتاخرۃ التی [illegible]
[illegible]
واصحابہ [illegible]
التقلید [illegible]
الصراط المستقیم [illegible]
الضلالۃ [illegible]
الموفقات [illegible]
الشریعۃ [illegible]

محمد علی مولوی [illegible]	عبد الحمید مولوی [illegible]	محی الدین مولوی [illegible]	محمد بخش حافظ [illegible]	سید علی نائب [illegible]
فضل الحق مولوی دفتر خانہ شاہزادگان	عبد الجلیل واعظ و خلیفہ حضرت	حسیم الدین واعظ	عبد الغفور واعظ و خطیب شاہزادگان	بدیع الدین حافظ سابق کتب خانہ [illegible]
غلام قادر مولوی سکول اردو [illegible]	عبد الجبار [illegible] مترجم عدالت [illegible]	دبیر الدین مولوی دفتر خانہ فارسی		

کلکتہ کے مدرسے میں جو لوگ دینی علوم میں قریب تحصیل کے ہیں ان میں سے بعض کے نام

عبد الرحمن	ابو المعالی	ظہیر الدین محمد	غلام قادر	محمد نادر علی
غلام حسین	عبد الرزاق	بشیر علی	شمشیر علی	بشیر اللہ
عبد الحمید	سید ضمیر الدین	ولی اشرف	نادر علی صدیقی	محمد واعظ اللہ
طاہر علی	عبد الرشید	ارادت علی	محمد منیر	شرافت علی
قمر علی				

مجہتہ مدرسہ میں جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل ہیں ان میں سے بعض کے نام

سید محمد حسین	داؤد علی	سعادت علی	غلام نجف	محمد مہدی

۱۴۵

الموجودات [illegible]
فضل الثانی [illegible]
[illegible]
الحماقۃ والضلالۃ والجہالۃ
السفاہۃ والحقد کان من [illegible]
عصاہم [illegible]
ونسل التوفیق والسلامۃ والهدایۃ
والرضا دعوانا [illegible]
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
وآل [illegible]

مسکنا [illegible] اللہ تعالیٰ
[illegible]

رفیق جمیع المجاہد عبد [illegible] محمد [illegible]

[illegible] محمد [illegible]
العالم العلام [illegible]

جمیع تعریف ثابت ہی اللہ تعالی کیواسطے
جو تمام ترکی ہی دانا عالموں نے
اور اوستادو فاضلوں نے چاروں
امام میں سے ایک امام کی تقلید
واجب ہوئی پر اس زمانہ میں
بلکہ چار سو ہجری کے بعد وہ
صواب ہی جسمیں شک نہیں اور

حق ہی کہ سر پہرنا اوس سے
بہتر نہیں اسواسطے لوگوں کی عقل
متفق نہیں ہی ایک بات پر شاہد ہی
اسپر قول اللہ تعالی کا ولا یزالون
مختلفین یعنی ہمیشہ لوگ اختلاف
کرتے رہینگے اور بیشک خبر دی
شارع نے اس چیز کی جو ہوگا آخری زمانہ
میں کہ خوش ہوگا ہر ایک بمجرد الارای
اپنی سمجھ سے اور حکم کیا اسکو کہ تابعت

عصمة الله	سراج الدین	فیض الله	[illegible]
بہادر حسین فضیلت	صدیقی میر محمد	علی نجف	کوماں نے میر محمد حسین

جاننا چاہیئے

کہ بعضے لوگ چاروں مذہب کو انکار کرتے ہیں اور کسی کی ان چاروں میں سے تقلید نہیں کرتے اور عوام حنفیونکو اپنی مذہب سے بداعتقاد کراتی ہیں اور مسئلہ میں تمسک فاسد کرتی ہیں اور اعتراضات بیجا کرتے ہیں اور مخالف حدیث کے بناکر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلے پوچھنے کے لئے اور اپنے مذہب کی تحقیق کیواسطے جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ صاحب سلمہ اللہ تعالی کا سمہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ کے حضور میں آتے تہی اور جو لوگ کہ خود حاضر نہیں ہو سکتے تہے فتوا لکہوا کر منگواتے تہی پہر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت میں لوگونکو تکلیف بہت ہوتی ہے اسواسطے بنظر نفع عام اور ہدایت طعام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اسکا نام نظام الاسلام رکہا تاکہ لوگ اس رسالہ کو پڑہ کر اپنی مذہب میں مضبوط ہوویں اور لوگوں کے بہکانے سے گمراہ نہیں اسکے بعد جناب حاجی سید عبداللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت خلائق کے اسکو چہپوایا پہر یہ رسالہ اکثر ملکوں میں منتشر ہوا اور بہت لوگ پڑہ کر اپنے مذہب میں مضبوط ہو گئے اور جو لوگ کہ ان قوم کے بہکانے سے شک میں پڑے تہے اس رسالہ کے مطالعہ سے یا سننے سے اونکا شبہ رفع ہو گیا اور بعضے بیچارے عوام اور ضعیف الاعتقاد نے کہ ان قوم کے گمراہی میں پڑی تہی اس رسالہ پر واقف

کرے اپنی جی کی [illegible] اور خبر دی جس سے
ہم کو اللہ سبحانہ تعالی نے کل بالخاصیت من
شذ شذ فی النار یعنی جو علیحدہ ہوا اکیلا
نگاہ رکھو جو دو سواد اعظم ہی
جو اللہ تعالی نے اپنی علم ازلی سے
اور اللہ تعالی نے اسکو اوسکے اہل
سے جانا ہی [illegible] فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

[illegible]

ہو کر اپنی گمراہی سے توبہ کی تب ان قوم نے جب یہ حال دیکھا اور دریافت کیا
کہ جو کوئی اس رسالہ سے واقف اوسکے حق میں فساد اور فریب اونکا کچھہ تاثیر
نہیں کرتا ہے اور مسئلوں میں طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کے
اعتراض کرنا کچھہ فائدہ نہیں دیتا ہے تب اس قوم نے اس طور کے فریبوں کو چھوڑ کر
ایک غریب دوسرا نکالا اور وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنے لگے اور جاہلوں کے
سامنے اسپر اعتراض کرنے لگے تاکہ لوگ اس رسالہ بداعتقاد ہوویں اور اسکو نہ
پڑھیں اور نہ سنیں پھر بعضے لوگ جناب مدرس صاحب کے حضور میں عرض کرنی
لگے کہ ان قوم بدمذہب کے سوال کا جواب کچھہ لکھئے کہ چھپوایا جاوے تاکہ ان
قوم کا فساد کچھہ نہ چلے اور لوگوں کو اس رسالہ میں شک نہ پڑے لیکن جناب مدرس
صاحب اصلا اسکی طرف التفات نکرتے اور فرماتے کہ سوال بیجا کا جواب دینا بھی بیجا
ہے کیونکہ جواب جاہلاں باشد خموشی ؛؛ پھر جب بندہ فقیر حقیر غلام قادر بنیانی نے دیکھا
کہ جاہلوں کا کچھہ جواب نہ دینا جاہلوں کی جرأت اور دلیری کا ہوتا ہے اسواسطے
مختصر کرکے لکھا جاتا ہے تاکہ ہر کوئی اسکو دیکھکر پاسکے اونکی جہالت اور فساد پر واقف
ہو اور اونکے اعتراض اور شبہ انکا بے حقیقت ہی اور صرف فساد اور شرارت ہی ور...
میں خدا ہی توفیق ہے اور اسی کی عنایت سے تحقیق ان قوم کا اعتراض یہ ہے کہ پہلی
حدیث رسالہ نظام الاسلام کی یعنی عن مالك بن الحويرث قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكبر رفع يديه حتى يحاذي
بهما اذنيه وفي رواية حتى يحاذي بهما فروع اذنيه اس حدیث کو
سارا نہیں لکھا ہی اور حدیث میں چوری کی ہے یہ مسئلہ رفع یدین بعد رکوع کے
ہو اور انکے اعتراض اور اسکے جواب کو دریافت کرکے معلوم کرے کہ اسی قیاس

جو اس حدیث میں مذکور ہے اس مقام میں اوسکو نہیں لکھا اس فریب کا دفع کئی
طور سے لکھا جاتا ہے پہلا دفعہ یہ ہے کہ اس حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہی یعنی
نام کتاب کا اور تعیین مقام کا اور تعداد صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو اس حدیث کا تمام
دیکھنا منظور ہو یا اسمیں کچھ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب میں دیکھ لیوی تو اس صورت
میں چوری نہیں ہوئی کیونکہ چوری میں تو چھپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت
رکھنا چوری تو جب ہووے کہ نام کتاب کا ذکر نکرے یا نام ذکر کرے مقام تعیین
نکری یا جو بات کہ جو اسکے مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوی جیسا کہ ان قوم دجالیوں نے
ایک مسئلہ چھپوایا ہے اور اوسمیں فارسی عبارت سے لکھا ہی کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے سنت
رفع یدین و تسبیح تامین بجہر رفتہ اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونوں کو چوری
کیا ہی اور حال یہ ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کے
مسئلہ کے مقام میں ۴۸ صفحہ میں اور مشکوۃ کی شرح میں باب صفۃ الصلوۃ میں لکھا ہی کہ
رفع الیدین منسوخ ہی اور عدم رفع ترجیح ہی جسکو کچھ شبہ ہو تو ان کتابوں میں اسے
مقام کے پتے سے دیکھ لیوی اور اس قوم نے ایک کتاب رفع الیدین کے بنائی ہی اور نام
اوسکا تنویر العینین رکھا ہی اور اوسمیں اکثر حدیثیں ناتمام لکھا ہی کسیکے اول سے کسیکی آخر
سے کچھ کچھ عبارت چھوڑ دی ہے جیسا کہ مالک ابن حویرث کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح
بخاری سے نقل کیا ہی اور اوسمیں رفع یدین کرنیکے مضمونکو لکھا ہی اور کانوں تک
ہاتھ اوٹھانیکے مضمونکو جو اُسی حدیث میں روایت ہی ترک کیا ہی اور تنویر العینین
میں لکھا ہی اخرج ای مالک بن حویرث اذا صلی کبر و اذا اراد ان
یرکع رفع یدیہ و اذا رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ و حدیث ان رسول
اللہ صلعم صنع ھکذا تو اس حدیث میں لفظ حتی یحاذی بہما اذنیہ وغیرہ حذف کیا

کو چھوڑ دیا ہے دوسرا دفعہ یہ ہے کہ کتاب کچھ کتاب حدیث کی نہیں ہے کہ
اس مقام میں تمام حدیث کو ذکر کریں یہ فتویٰ ہی اور فتویٰ اوسی قدر ضروری ہی
کہ جسقدر سوال ہو اسی قدر جواب دیا جاوے اور اوس سے زیادہ کہنا حماقت
اور جہالت ہی یہاں سوال اوسی قدر لکھا گیا ہی کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر میں
کانوں تک ہاتھ اوٹھاتے ہیں اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو
اس مقام میں کچھ علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اگر کوئی پوچھے کہ نماز فرض ہونیکی
کیا دلیل ہے تو اوس کا جواب اسقدر کہنا چاہئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَقِیمُوا
الصَّلٰوۃَ اگر کوئی اسکے جواب میں یوں کہی کہ اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ تو اوسکو دیوانہ
یا نادان کہینگے مثال اوسکی فقہ کی کتاب میں بہت سی موجود ہیں نمونہ کیواسطے یہاں
ذکر کیا جاتا ہی کہ خرید او فروخت کی مشروعیت میں لاتے ہیں اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ
باوجود اسکے کہ قرآن کے اندر ایک آیت میں یوں ہی کہ اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ
الرِّبٰوا لیکن چونکہ بیع کے مقام میں ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہی اسواسطے کہ صرف احل
البیع لکھا ہی اور مثال ایسکی انہیں کی مذہب والوں کی کتاب سی کہ جسکا نام تنویر العینین
رکھا ہی مذکور ہی کہ مولف نے تنویر العینین کے کہ اس حدیث میں فقط رفع الیدین
کے معلوم کرنیکو جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہاں لکھا ہی اور ہاتھ کانوں
تک اوٹھانیکو کہ اوس کی اوسکو غرض نہ تہی بالکل ترک کیا تو یہ ہی کیا چوری ہے
مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت اور تیسرا دفعہ یہ ہی کہ مؤلف نے
نظام الاسلام کے رفع الیدین کے مسئلہ کو چھوڑ کر نہیں ہی بلکہ اوسکو علیحدہ کر کے
بصورت سوال اور جواب کے لکھا ہی اور وہاں مفصلاً بیان کیا ہی کہ رفع الیدین
منسوخ ہی اور مکروہ اور اوسکی دلیلوں کو بالتفصیل لکھا ہی تو پہر اس مقام میں کہ یہاں

نفع دی اونکی سبب سے ہمکو باقی رکھی اونکو اللہ اور حنفی مذہبا مدنی متوطنا سے محمد عابد سندی مولدا انصاری عالم دانا اور پیشوا مدنی حنفی تھے اور سکے لکھنے کا ہمارے شیخ اوسکو اپنی مونہہ سے اور علم لی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرمایا اور درستی اور خیر العباد ادیعات

صرف کان تک ہاتھہ اوٹھانیکی دلیل کا ذکر ہی رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہے
اور ایسی بیجا ذکر کرنیوالیکو بلکہ جو ایسی ذکر کو تجویز کری اوسکو مرغ بے ہنگام کہتی ہیں
اور وہ شخص مصداق ہی اس مثل مشہور کہ ع سر ببرید ان واجبست آں مرغ بے ہنگام
جیساکہ مؤلف نے تنویر العینین کے کان تک ہاتھہ اوٹھانیکی حدیث کو ترک کیا۔
اسواسطی کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کے بیان میں ہے جو تھا دفع یہ ہی کہ رفع الیدین
منسوخ ہے جیساکہ اوسکی دلیلیں مفصلاً ۱۶-۱۷ صفحہ میں مذکور ہیں اسواسطی
اسکو اس مقام سے حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانے کے مقام میں اس عبارت
کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہی مطلب میں خلل ڈالتا ہی الغرض ہر مسلمان پر واجب ہے
کہ ایسی لوگوں سے احتراز کرے اور اونکو دشمن دین کا سمجھی کہ یہ سب فتنیا
میں مفسد ہیں جیساکہ کتاب مجمع الزوائد میں ہی اور یہ کتاب حدیث کی کتابونکا
مجموعہ ہی جیساکہ جامع الاصول چھہ کتاب حدیث کی جامع ہی ویسا ہی کتاب
مجمع الزوائد ان چھہ کتابوں کے سوا اور کتابیں حدیث کی جو بڑی معتمد ہیں انکا
مجموعہ ہی جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ تو اس کتاب کے باب ماجاء
فی الکذابین کے باب میں کہا ہی عن عبد اللہ ابن عمرو رضی روی الطبرانی
انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون
او اکثر قلنا ما آیاتہم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیہا لیغیروا بہا
سنتکم ودینکم فاذا رأیتموہم فاجتنبوہم وعادوہم طبرانی نے روایت کی
ہی عبد اللہ بن عمرو رض سے کہا اونہوں نے قسم خدا کی ہے کہ بیشک میں نے سنا پیغمبر خدا علیہ السلام
سے کہ فرماتی تھی کہ بیشک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کے دجال اور پہلے اوسکے ایک قوم ہوگی

تمام ہوا رسالہ
مکے مدینے کے حنفی عالموں کی مہریں

عبد اللہ
شیخ عبد اللہ ابن عبد الرحمن سراج مکہ کے بڑے مدرس

عبد اللہ سنبل
مکے کی مفتی

150

عثمان سید
مکے کے مدرس

ابن عبد اللہ شیخ مصطفی
حنفی اماموں کے سردار

شیخ عبد القادر
ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا

محمد عابد سندی
مدینہ کے بڑے مدرس

سید محمد
مدینہ کے بڑے مدرس

Marfat.com

شاہجہان آباد یعنی دہلی کے عالموں کی اور سید احمد مدرس ممدوح کے خلفاء کی مہریں

نہیں بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیوں نے عرض کی کہ ان گروہ کی کیا علامتیں ہیں؟
پھر فرمایا حضرت نے کہ سکھلاویگی وہ قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب
اوس سنت کو عمل نہیں کرتے تھے یعنی ایک بات نئی کو سنت کہکر تمکو بتلاویگی یا حقیقت
میں سنت ہو لیکن تم اسکو نہیں کرتے تھے بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے تھے
تو وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکھلاوینگے تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے
تھے اوسکو تغیر اور تبدیل کریں اور تمہاری مذہب کو بھی تغیر اور تبدیل دیویں پس جب
تم ان قوم کذاب کو دیکھو تب ان سے کنارہ کرو دور رہو اور ان گروہ کو دین کا
دشمن جانوں اور ان سے دشمنی رکھیو اور تم سب بہائی مسلمان جانوں کہ اگر یہ گروہ
کذاب شک میں ڈالیں کہ یہ حدیث نہیں یا اور کچھ فریب کی باتیں کہیں تو وہ
کتاب مجمع الزوائد جناب مدرس صاحب ممدوح کے نزدیک موجود ہے جسکا جی
چاہے اسمیں دیکھ لیوے فقط

تمت الکتاب ۵

فتوائے علمائے دہلی مع مواہیر ذو الغض نشانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کے اس مسئلہ میں کہ مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت
اور ضلالت کہتے ہیں خصوصاً حنفیونکو خلاف محمدیت کے جانتے ہیں اور مشرک کہتے
ہیں اور وضو اور نماز میں وہ عمل بجالاتے ہیں کہ جس سے وضو اور نماز فا

Marfat.com

ہوتے ہیں حنفیوں کے نزدیک بالاتفاق بلکہ بعض اونکو غلط تحفات مذاہب اربعہ میں
کر جسکے نزدیک ہی وضو یا نماز صحیح ہوجوانکے قائل ہیں اور جس کنوئیں یا مشکے میں نجاست
پڑجاتی ہی یا جانور گر کر مرجاتا ہی تو بغیر پاک کئی کنوئیں و مشکی کے اوسی پانی کو کھاتی اور پیتی
اور وضو وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کہ ہم چاروں مذہب کو حق جانتے ہیں پس جو مسئلہ
کو جہاں پاتے ہیں اسکے موافق عمل کرتے ہیں پس سوال یہ ہی ہم حنفیوں کا کہ یہ لوگ کیسی
ہیں اور اونکا اقتدا کرنا نماز میں ہم حنفیوں کو موافق مذہب حنفی کے جائز ہی یا نہیں
اور اسوقت میں مذہب معین کی پیروی اور تقلید کرنی چاہئی یا غیر معین کی اور جو پایہ اجتہاد
نہ ہوچکا ہو اور جو کہ شرائط اجتہاد میں اوسمیں پائی جائی تو اوسکو اس زمانہ میں فقط
قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور پیروی کسی مذہب کو مذاہب اربعہ میں سے ترک کرنا چاہئی یا نہیں
فقط بینوا توجروا **جواب** مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت کہنا ضلالت ہے
کیونکہ بہت علماء نے اتباع مذہب خاص کو واجب کہا ہی قال الامام جلال الدین المحلی فی شرح
جمع الجوامع یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب
المجتہدین انتہی وکذا فی فیض القدیر شرح جامع الصغیر للمناوی اور استحسان کسیکے
اہل حق و تحقیق سے کلام نہیں ہی اور امر واجب یا مستحسن کو بدعت اور ضلالت کہنا بڑی
ضلالت ہی پس یہ شخص ضال اور گمراہ ہی ایسی کو اپنا امام نہ بنانا چاہئی اور صورتیکہ عمل
میں اون چیزوں کو لایا ہو کہ جنسی وضو اور نماز فاسد ہوتی ہی مذہب حنفی میں تو ہرگز اقتدا
اوسکی حنفی کو جائز نہیں ہی جب حنفیہ نے صلوۃ خلف الشافعیہ میں اس صورت میں عدم جواز
لکھا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے تو بدرجہ اولے ایسی صورت میں نماز ناجائز ہوگی عبارت
اما الصلوۃ خلف الشافعیۃ فحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا للشرائط عند الا کان
عندنا فالاقتدا بہ صحیح علے الاصح ویکرہ والا فلا یصح اصلاً ولا خصوصیۃ

للشافعیۃ بل الصلوۃ خلف کل مخالف للمذاہب کذلک کذا فی بحر الرائق و الاکتفاء
مشیر الی انہ لایکرہ و اما قتداء الشافعی لکن فی الزاہدی انہا کرہیۃ وفی وتر النہایۃ انہا غیر
جائزۃ مما قال صدر الاسلام فالاحوط ان لایصلی خلفہ کما فی الجواہر وہذا اذا علم بالاحتراز
عن مواضع الخلاف و لو شک فی الاحتراز لم یجز الاقتداء مطلقا کما فی المنظم کذا فی
جامع الرموز اور جو شخص کہ پایہ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو اوسکو استدلال بقرآن و
حدیث کر کے عمل کرنا نہ چاہیے کیونکہ اوسکو تقلید کسی مجتہد کی مجتہدین میں سے
چاہیے اور استدلال قرآن و حدیث سے منافی تقلید ہی فی شرح التحریر غیر المجتہد
المطلق یلزمہ تقلید مجتہد من المجتہدین المطلقین والعمل فیہ التقلید العمل بقول
من لیس قولہ احدی الحجج الاربع بلا اعتماد علی دلیلہ بلا استدلال من حجۃ من احدی
الحجج لیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا رجوع الی الاجماع من التقلید
لانہ رجوع الی الحجۃ واللہ اعلم وعلمہ اتم

محمد عباس سید | اکرام علی | محمد علی | ضیاء اللہ | خان محمد مفتی

نذیر احمد | اللہ محمد کریم | قطب الدین محمد | الدین محمد سید | سعد احمد تفضیل احمد

نوازش علی | حافظ عبد الحمید | عبد الرحمن عبد السبحان

پس جاننا چاہیے کہ فرقہ گمراہ کہ جو منکر تقلید ائمہ اربعہ کے ہیں اور نیا طریقہ انہوں نے
اختیار کیا ہی اور کہتی ہیں کہ ہم محمدی ہیں حالانکہ اونکو کچھ تمیز مسائل ضروریہ میں
نہیں ہی بالکل واہی ہیں معاذ اللہ منہا کہ طعن کرتے ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ
اور امام شافعی وغیرہ پر باوجودیکہ کچھ اونکو مس کتب دینیہ نہیں ہی تقلید ائمہ

Marfat.com

اربعہ کی فی زماننا سب پر واجب ہے انکار انکا تقلید سے باطل ہے قابل حجت کے نہیں ہے
چنانچہ روایت کتب سے صاف مبین ہے اور بطلان انکی دلیل ہے بشرطیکہ نظر انصاف ہے
غور کریں التقلید اتباع الانسان انسانا فیما یدعیہ من غیر ان یقف علی دلیل بانہ عیہ والتقلید
انواع ثلثۃ تقلید واجب و تقلید جائز و تقلید مذموم اما الواجب فتقلید الانبیاء ع ولیس ہذا
تقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا تقلید الائمۃ الماضین فیما اجتمعوا
علیہ واجب ایضا وہو لیس تقلید ایضا فی الحقیقۃ لان اجماعہم حجۃ فیکون عملا بالدلیل وکذا
تقلید العلماء فی فروع الدین واجب عند الفقہاء ولیس تقلید فی الحقیقۃ لانہم لایقولون
الا بدلیل ہذا میزان الاصول للامام علاء الدین کشف الغطاء انہ لا یجب تقلید
فیما جاء فیہ من الاحکام احد من المجتہدین ای عمل بہ اتفاقا علی ما نقلہ الآمدی و
ابن الحاجب فلو التزم مذہبا کابی حنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنہما فیلزم الاستمرار علیہ
فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ہذا ملا علی قاری شرح عین العلم وان الرجوع عن التقلید
بعد العمل باطل اتفاقا درمختار لیس للعامی ان یتحول من مذہب الی مذہب ویستوی فیہ الحنفی
والشافعی وقیل من انتقل الی مذہب الشافعی رحمہ اللہ لیزوج لہ اخاف ان یموت مسلوب
الایمان اہانۃ بالدین الحنیفۃ قدرہ در کتاب تعزیہ از باب فی الانتقال من مذہب الی مذہب
وکذا فی التاتارخانیہ وکذا فی العالمگیریہ حررہ

من اثبت علی مذہبہ فہو علی الحق
ومن انکر وتعنت فی الضلالۃ کتبہ
ابو احمد محمد حامی الملۃ

جو شخص ایک مذہب خاص کی پیروی
کرنیکو بدعت اور ضلالت کہتا ہے وہ
مردود و گمراہ ہے

ہذا ہو الحق الامر کذلک
کتبہ تمام سید

نذیر حسین سید محمد

۱۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

…الحمد للہ رب العلمین رب زدنی علما قال القہستانی فی النقایۃ شرح مختصر الوقایۃ
…کتاب کلا شرتہ وعلوان من جعل الحق متعددا کالمعتزلۃ اثبت للعامی الخیار
…کل مذہب ما یہواہ ومن جعل وحدا کعلمائنا الزم العامی اماما واحدا کما
…کشف فلو اخذ من کل مذہب ما یہواہ صار فاسقا تاما کما فی شرح الطحاوی
…فقیہ ابن سعید بن مسعود فیجب فی المذاہب الصلوٰۃ بای اعتقاد کونہ حقا
…فی الجواہر ومشائخنا قالوا ان مذہبنا صواب یحتمل الخطاء ومذہب غیرنا
…خطاء یحتمل الصواب کما فی المصفی انتہی واللہ اعلم وعلمہ اتم

محمد حسن علیخان مفتی

رسول التقلین محمد علی

خادم شرع رسول حسین قاضی القضاۃ

…شاہ

…محمد ہاشم

…محمد ہاشم

اشرف علی خواجہ محمد

عبد الرحیم

نِعْمَ ما هو فتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لرب ارباب الطیب والتسلیم علی صاحب القضیب اقول
قولی حق صحیح قریب الحبیب لمہا یجادون عند اللہ الحبیب بکذا قال امام ائمۃ المحدثین و
المفسرین قاضی ثناء اللہ پانی پتی فی تفسیر المظہری تحت قولہ تعالیٰ وان تتولوا یستبدل
قوما غیرکم ثم لایکونوا امثالکم وقال عکرمہ ہی فارس والروم وقال المجدد التوضیح
التام بالتصریح العام عن جلال الدین السیوطی الشافعی رحمہ المراد بہذا الحدیث

155

Marfat.com

ابو حنیفہ واصحابہ رحمہم اللہ لا شک فیہ لانہ لم یبلغ من انہا فارس فی العلم مبلغہ ولا مبلغہ ولا مبلغ اصحابہ وکان جد الامام ابو حنیفہ بینہم وقد بلغ من اولاد ابی حنیفہ من الدین رجال مبلغا رفیعا منہم ابو علی شرف الدین القلندر پانی پتی والقطب جمال والقطب عبد القدوس الگنگوہی رحمہم اللہ اجمعین وقد نقل کاتب ہذہ العبارۃ من النسخۃ المسودۃ المکتوبۃ القاضی المسطور المرحوم نقلا مختصرا ملتقطا لخوف التطویل من یرتاب ینظر فیہ وانا اضعف عباد اللہ الکریم محمد عبد الحکیم

عبد الحکیم

خاتمۃ الطبع

حمد و صلوۃ کے بعد واضح ہو کہ چونکہ اس آخری دور میں فرقہ ضالہ مبتدعہ غیر مقلدین کی جماعت روز بروز تقویت پکڑتی جاتی ہی اور مذہب حقہ کے اتباع سے برگشتہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی نئی مسجد بناتی ہی اور ہر ایک اہل اسلام کم علم کو جو طاقت علمی سے بالکل بے بہرہ ہیں اور یہ قدرت نہیں رکھتے کہ استخراج مسائل کو فضلاء کی کتاب سے نکال لیں گمراہ کرتے ہیں اور اپنی عقیدہ کی ترغیب دیتے ہیں سو اسی بندہ محمد سیف اللہ **علی بخش** داروغہ نزول لاہور نے یہ مجموعہ لا مذہب کا چھپوایا جسمیں پہلا رسالہ مسمی بتوفیر الحق مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلوی دام برکاتہم کا بنایا ہوا ہی اور علماء صلحاء کی مہریں اوسپر ثبت ہیں دوسرا مسمی بنظام الاسلام متن ہی تیسرا تنبیہ الضالین حاشیہ پر جسپر مہریں علماء مکہ و مدینہ و دہلی و کلکتہ کی لگی ہوئی ہیں دونوں رسالے علماء کلکتہ کے لکھے ہوئے ہیں چوتھا فتوے مزین بمواہیر و دستخط علماء دہلی وغیرہ سب ہے پیچھے یعنی پانچواں رسالہ جناب مولانا سید محبوب علی صاحب خلیفہ حضرت سید احمد

١٥٦

Marfat.com